976
س
19

الذکر الحسین

فی

سیرت النبی الامین صلے اللہ علیہ وسلم

حصہ اوّل

تالیف

فاضل جلیل حضرت مولانا محمد شفیع صاحب (اوکاڑوی)

ناشر: ازہر بک ڈپو آرام باغ کراچی

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہٗ

58708

بلبِ مسیح شفائے او — بیدِ کلیم عصائے او

بسرِ خلیلؑ عطائے او — ہمہ عالم است گدائے او

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوا عَلَیہِ وَاٰلِہٖ

ہمہ نوریاں بثنائے او — ہمہ عرشیاں بدعائے او

ہمہ فرشیاں بولائے او — ہمہ عرش و فرش برائے او

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوا عَلَیہِ وَاٰلِہٖ

Marfat.com

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ رَبًّا رَّحِیْمًا کَرِیْمًا عَالِمًا قَدِیْرًا وَّ تَرَاحِیًا قَیُّوْمًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ○ وَّعَلٰٓی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَصَحْبِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر متعدد کتابیں اہل علم حضرات نے تصنیف فرمائی ہیں۔ سیرت وصورت کا کوئی پہلو ایسا نہیں رہا جو صحت کے ساتھ ضبط تحریر میں آچکا ہو سرانور سے پائے مبارک تک ایک ایک عضو کی شکل وشباہت حسن وجمال اور خصائص وکمالات اور ان کے ساتھ ساتھ رفتار و گفتار، اخلاق وکردار، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ہنسنے رونے اور عدل وانصاف، جود وسخا، زہد وعبادت، صبر وقناعت، امانت ودیانت، پاکیزگی وشرافت، شفقت ورحمت، شرم وحیا، اخلاص وتقویٰ، حلم وبردباری، شجاعت وبہادری، عزم واستقلال، عفوو درگزر، حسن خلق وحسن سلوک، سادگی وبے تکلفی، مہمان نوازی، لطائف طبع، غرض کہ ہر ادا اور ہر وصف جمیل کو قلمبند کیا گیا۔

اور یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس دنیا میں سوائے آپ کے اور کوئی انسان ایسا نہیں گزرا جس کی سیرت وصورت کے ہر گوشے کو اس طرح محفوظ کیا گیا ہو

Marfat.com

بلاشبہ آپ کی ہر ادا پاکیزہ اور ہر خصلت حمیدہ ہے۔ آپ مجسمہ کمالات اور آئینۂ حقائق ہیں جہاں آپ کی صورت پاک، حسن و جمال کا بیان عاشقانِ جمالِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے وجہِ تسکین قلب و نظر اور سرورِ سرمدی ہے، وہاں آپ کی سیرتِ طیبہ کا بیان ہر انسان کے انشراحِ صدر، طہارتِ قلب و تزکیۂ نفس کا باعث ہے۔ بلاشبہ آپ کے ہر عمل میں درسِ عبرت کی ایک دنیا پوشیدہ ہے۔ وہ آپ ہی کی تعلیم ہے جس نے راہزن کو راہبر، ظالم کو عادل، خائن کو امین اور جاہل کو عارف بنایا۔ گویا انسان کو انسان بنایا، اخلاقِ حسنہ اور محاسنِ جمیلہ سکھائے درسِ امن و سلامتی دیا، دلوں سے بغض و حسد، عناد و انتقام نکال کر اخوت و محبت اور اخلاص پیدا کیا۔ ؎

بھٹکے ہوؤں کی نظر رشکِ خضر بنا دیا | سُلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغ راہبری
تیرے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوصِ بندگی | تیرے غضب نے بند کی رسم و رہ ستمگری

آج بھی اس پُرفتن دور میں بھٹکی ہوئی انسانیت کے لیے مشعلِ راہ حضور سید عالم رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ہی ہے۔

امن و سلامتی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے ہرگز امن قائم نہیں کر سکتے جب تک آپکی سیرتِ طیّبہ کو مشعلِ راہ نہ بنائیں، بلاشبہ آپ کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔

لہٰذا ہم مسلمانوں کے لیے خصوصًا لازم ہے کہ سیرتِ طیبہ کو مشعلِ راہ بنائیں اور آپ کی تعلیم پر عمل کریں، کیونکہ سوائے آپ کی پیروی کے راہِ نجات کا ہاتھ آنا ناممکن ہے ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید | کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

الحمد للہ رب العٰلمین کہ اس ناچیز نے "ذکرِ جمیل" میں مختصرًا آپکے سراپائے اقدس، شکل و صورت، حسن و جمال اور ہر ہر عضوِ پاک کے خصائص و فضائل، کمالات و برکات اور محاسن و معجزات کا بیان ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔[1]

[1] ذکرِ جمیل حصہ اول کا تیسرا ایڈیشن بہت ہی مفید اضافہ کے ساتھ زیرِ طبع ہے۔ اس کتاب کا ہر مسلمان کے پاس ہونا ضروری ہے (مؤلف)

Marfat.com

اب یہ ذکر حسینین حصۂ اول مشتمل بر سیرت طیبہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ اس میں آپ کے نور پاک سے لے کر بعثت و نبوت تک کے حالات ہیں۔ بعثت و نبوت سے لیکر وفات شریف تک کے تفصیلی حالات حصہ دوم و سوم میں انشاء اللہ العزیز ہدیۂ ناظرین ہونگے مقصود اظہار علم و فضل نہیں ہے کیوں کہ مجھے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پورا پورا احساس و اعتراف ہے۔ بلکہ صرف اور صرف بارگاہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک نالائق نااہل اور ادنیٰ ترین غلام کی طرف سے ہدیۂ عقیدت و محبت کی پیش کش ہے۔ ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اس کتاب کے لکھنے کے سلسلے میں میں نے حسب ذیل مشہور و معروف کتب سے اخذ کیا ہے۔

(۱) قرآن کریم	(۱۴) ترمذی شریف
(۲) تفسیر ابن عباس	(۱۵) ابن ماجہ شریف
(۳) تفسیر ابن جریر	(۱۶) مشکوٰۃ شریف
(۴) تفسیر خازن	(۱۷) مستدرک حاکم
(۵) تفسیر مدارک	(۱۸) طبقات ابن سعد
(۶) تفسیر کبیر (رازی)	(۱۹) تاریخ کامل ابن اثیر
(۷) تفسیر روح المعانی	(۲۰) مواھب اللدنیہ
(۸) تفسیر روح البیان	(۲۱) زرقانی شرح مواھب اللدنیہ
(۹) تفسیر جلالین	(۲۲) سیرت ابن ھشام
(۱۰) تفسیر در منثور	(۲۳) خصائص کبریٰ
(۱۱) تفسیر معالم التنزیل	(۲۴) دلائل النبوت (ابونعیم)
(۱۲) بخاری شریف	(۲۵) الاستیعاب
(۱۳) مسلم شریف	(۲۶) شفا شریف

Marfat.com

(۲۷) مدارج النبوت
(۲۸) معارج النبوت
(۲۹) شواهد النبوت
(۳۰) تاریخ طبری
(۳۱) مکتوبات شریف
(۳۲) سیرۃ النبی (شبلی)
(۳۳) بہار شریعت
(۳۴) نشر الطیب (تھانوی)
(۳۵) قصیدہ بردہ شریف
(۳۶) قصیدۃ النعمان (امام اعظم)
(۳۷) در الثمین (شاہ ولی اللہ)
(۳۸) امداد السلوک
(۳۹) شاہنامۂ اسلام (حفیظ)

ان مذکورۂ بالا کتب کے باقاعدہ حوالے اور صفحے تک نوٹ کر دیے ہیں، ناظرین حضرات سے التماس ہے کہ اگر کہیں غلطی ملاحظہ فرمائیں تو اس کو دامن عفو سے چھپائیں، اور ہو سکے تو اس خاکسار کو اطلاع فرمائیں تاکہ آئندہ اڈیشن میں تصحیح کر دی جائے۔

اس کتاب کا نام "الذکر الحسین فی سیرۃ النبی الامین" (صلے اللہ علیہ وسلم) رکھتا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں نہایت عاجزی سے التجا ہے کہ وہ میری اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنائے اور مسلمانوں کے لیے نافع ومفید ثابت فرمائے۔ آمین ثم آمین

ناچیز محمد شفیع عفا اللہ عنہ

اوکاڑوی، حال کراچی پاکستان

Marfat.com

فہرست کتاب ہذا

نمبر	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	صفحہ
۱	نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم	۹	۲۴	عبد المطلب	۵۸
۲	اول الخلق	۱۵	۲۵	گورنر یمن ابرہہ اور کعبہ	۶۰
۳	خدا کا نور	۱۶	۲۶	ہاتھی کا سلام	۶۲
۴	اول و آخر	۲۰	۲۷	خضاب	۶۶
۵	باعث ایجاد دو عالم	۲۰	۲۸	حضرت عبداللہ کی قربانی	۶۷
۶	برکات نور	۲۱	۲۹	حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور	۶۹
۷	مسجود ملائکہ	۲۱	۳۰	حضرت عبداللہ اور آمنہ	۷۰
۸	وسیلۂ آدم	۲۳	۳۱	نور محمد حضرت آمنہ میں	۷۰
۹	دورۂ نور	۲۴	۳۲	حمل کی رات	۷۲
۱۰	آفتاب نبوت	۲۷	۳۳	وفات حضرت عبداللہ	۷۴
۱۱	بنیاد مکہ	۲۸	۳۴	ظہور قدسی	۷۵
۱۲	مقام رضا	۲۹	۳۵	بوقت ولادت عجیب وغریب واقعات	۷۵
۱۳	محبوبان خدا کی ادائیں	۳۰	۳۶	ولادت کی خوشی اور ابولہب	۸۲
۱۴	شعائر اللہ کی تعظیم	۳۱	۳۷	برکات میلاد	۸۲
۱۵	ذبیح اللہ	۳۱	۳۸	جواز میلاد	۸۴
۱۶	قربانی	۳۲	۳۹	تاریخ ولادت	۸۷
۱۷	ضرورت قربانی	۳۳	۴۰	رضاعت	۹۰
۱۸	تعمیر کعبہ	۳۵	۴۱	حلیمہ اور اس کی گدھی	۹۲
۱۹	تمنائے خلیل	۳۶	۴۲	حلیمہ اور خدا کی برکتیں	۹۵
۲۰	حسب و نسب	۳۹	۴۳	بچپن شریف	۹۷
۲۱	سب سے افضل	۴۰	۴۴	انگلی کا اشارہ اور چاند	۹۷
۲۲	آباو اجداد	۴۱	۴۵	شق صدر	۹۹
۲۳	عدنان سے ہاشم تک	۴۲	۴۶	ساری امت سے وزنی	۱۰۰

Marfat.com

۴۷	شق صدر کی حکمت	۱۰۰
۴۸	رضاعی بھائی	۱۰۱
۴۹	واپسی	۱۰۲
۵۰	گمشدگی	۱۰۲
۵۱	حلیمہ اور بت	۱۰۲
۵۲	حضرت آمنہ کی وفات	۱۵۶
۵۳	آخری کلمات	۱۰۷
۵۴	حضرت آمنہ و عبداللہ کا ایمان	۱۱۰
۵۵	حضرت آمنہ و عبداللہ کا زندہ ہونا	۱۱۲
۵۶	کفالت عبدالمطلب	۱۱۷
۵۷	وفات عبدالمطلب	۱۱۸
۵۸	ابوطالب کی آغوش رافت	۱۱۸
۵۹	آپ کے توسل سے بارش	۱۱۹
۶۰	سفر شام	۱۲۰
۶۱	بحیرا راہب	۱۲۱
۶۲	واقعات بحیرا درست ہیں	۱۲۴
۶۳	بچپن میں پاکیزگی	۱۲۶
۶۴	گلہ بانی	۱۲۸
۶۵	تمام انبیائے کرام نے بکریاں چرائیں	۱۲۸
۶۶	حرب فجار	۱۲۹
۶۷	حلف الفضول	۱۳۱
۶۸	شام کا دوسرا سفر	۱۳۲
۶۹	امانت دار تاجر	۱۳۳
۷۰	حضرت خدیجہ کا تاجر	۱۳۳
۷۱	نسطورا راہب	۱۳۳
۷۲	بادلوں کا سایہ	۱۳۴

۷۳	نکاح	۱۳۵
۷۴	شان خدیجہ	۱۳۵
۷۵	تعمیر کعبہ	۱۳۹
۷۶	حجر اسود کے نصب پر جھگڑا	۱۴۱
۷۷	حسن تدبیر	۱۴۲
۷۸	تاریخ کعبہ	۱۴۳
۷۹	بعثت سے پہلے	۱۴۵
۸۰	تورات و انجیل میں آپ کے اوصاف	۱۴۵
۸۱	علمائے یہود و نصاریٰ کا حسد	۱۴۸
۸۲	بعثت مبارکہ	۱۵۴
۸۳	ابتدائے وحی	۱۵۵
۸۴	ورقہ بن نوفل	۱۵۷
۸۵	ابتدائے نماز	۱۶۰
۸۶	نزول وحی	۱۶۱
۸۷	فترۃ وحی	۱۶۲
۸۸	اقسام وحی	۱۶۳
۸۹	رویائے صادقہ	۱۶۴
۹۰	تمثل	۱۶۸
۹۱	القاء فی القلب	۱۷۱
۹۲	صلصلۃ الجرس	۱۷۰
۹۳	فرشتہ کا اصلی صورت میں ظاہر ہونا	۱۶۷
۹۴	اللہ کا بلا واسطہ پردے کے پیچھے سے وحی فرمانا	۱۶۶
۹۵	اللہ کا بلا واسطہ و بلا حجاب وحی فرمانا	۱۷۲
۹۶	الہام و فطری حکم	۱۷۵
۹۷	سب سے پہلے کون اسلام لایا؟	۱۷۶

Marfat.com

نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ — تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آئی۔

قرآن پارہ ۶ رکوع

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور پرنور شافع یوم النشور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صراحۃً نور فرمایا جیساکہ جمہور مفسرین معتمدین نے اپنی اپنی تفاسیر کے اندر تصریح فرمائی ہے کہ نور سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

کیوں کہ آیہ کریمہ میں کتاب مبین کو بطور عطف لایا گیا ہے۔ اور اصل عطف میں یہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت ہو۔ معلوم ہوا کہ نور اور کتاب مبین دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اور جبتک کوئی تعذر یا استحالہ شرعی لازم نہ آئے اصل اور حقیقت سے عدول جائز نہیں ہے۔ چنانچہ ترجمان القرآن حبرالامۃ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (تفسیر ابن عباس ص۲) — بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

امام الکبیر علامہ امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يَعْنِيْ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ اَنَارَ اللّٰهُ بِهِ الْحَقَّ وَاَظْهَرَ بِهِ الْاِسْلَامَ وَمَحَقَ بِهِ الشِّرْكَ (تفسیر ابن جریر) — تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ اللہ نے اس نور سے حق کو روشن اور اسلام کو ظاہر کیا اور شرک کو مٹایا۔

Marfat.com

محی السنۃ علامہ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا سَمَّاهُ اللّٰهُ نُوْرًا لِأَنَّهُ يُهْتَدٰى بِهٖ كَمَا يُهْتَدٰى بِالنُّوْرِ فِي الظَّلَامِ (تفسیر خازن ص۴۱)

تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور اسلیے رکھا کہ آپ کی نورانیت سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جیساکہ تاریکیوں میں نور سے راہ پائی جاتی ہے۔

امام علامہ حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں

وَالنُّوْرُ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَنَّهُ يُهْتَدٰى بِهٖ كَمَا سُمِّيَ سِرَاجًا (تفسیر مدارک ص۴۱۷)

اور نور، محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپکی نورانیت سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ جیساکہ آپکو سراج منیر فرمایا گیا ہے۔

امام المتکلمین علامہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں

إِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ وَبِالْكِتَابِ الْقُرْاٰنُ۔ (تفسیر کبیر ص۳۹۵/۳)

بلاشبہ نور سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم، اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نور اور کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہی ہے، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

هٰذَا ضَعِيْفٌ لِأَنَّ الْعَطْفَ يُوْجِبُ الْمُغَايَرَةَ بَيْنَ الْمَعْطُوْفِ وَالْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ (تفسیر کبیر ص۳۹۵/۳)

یہ قول ضعیف ہے۔ کیونکہ عطف معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت ثابت کرتا ہے۔

امام جلال الملۃ والدین حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ هُوَ نُوْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (تفسیر جلالین)

تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور وہ نور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں

Marfat.com

علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ عَظِيْمٌ وَّهُوَ نُوْرُ الْاَنْوَارِ وَالنَّبِيُّ الْمُخْتَارُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ ذَهَبَ قَتَادَةُ وَالزَّجَّاجُ۔ (روح المعانی ص۸۷)

تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور عظیم اور وہ نور انوار نبی مختار صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہی مسلک حضرت قتادہ اور زجاج کا ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قِيْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ هُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالثَّانِي الْقُرْاٰنُ۔

کہا گیا ہے کہ اول (یعنی نور) سے مراد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں، اور ثانی (یعنی کتاب مبین) سے مراد قرآن ہے۔

اور آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

سَمَّى الرَّسُوْلَ نُوْرًا لِاَنَّ اَوَّلَ شَيْءٍ اَظْهَرَهُ الْحَقُّ بِنُوْرِ قُدْرَتِهٖ مِنْ ظُلْمَةِ الْعَدَمِ كَانَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ۔

(تفسیر روح البیان ص۳۸)

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے نور سے سب سے اول ظاہر فرمایا، وہ نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہے جیساکہ آپ نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا ہے۔

امام الجلیل محی السنۃ ابی محمد الحسین الفراء البغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

(تفسیر معالم التنزیل ص۳۲ حاشیہ خازن)

علامہ امام حافظ ابو الفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ نُوْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا فَقَالَ تَعَالٰى قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ وَقَالَ تَعَالٰى

اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کا نام نور اور سراج منیر رکھا جیساکہ فرمایا بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب اور فرمایا بیشک ہم نے

Marfat.com

إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا وَقَالَ فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ أَنَّهٗ كَانَ لَا ظِلَّ لِشَخْصِهٖ فِي شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ لِأَنَّهٗ كَانَ نُوْرًا وَّأَنَّ الذُّبَابَ كَانَ لَا يَقَعُ عَلٰى جَسَدِهٖ وَلَا ثِيَابِهٖ

آپ کو بھیجا شاہد و مبشر و نذیر اور اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلانے والا اور سراج منیر بنا کر اور بلا شبہ آپ کا سایہ نہ دھوپ میں تھا نہ چاندنی میں، کیوں کہ آپ نور محض تھے، اور نہ ہی آپ کے جسم مقدس اور لباس اطہر پر مکھی بیٹھتی تھی۔

(شفا شریف)

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں

حق تعالیٰ در شان حبیب خود صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین و مراد از نور ذات پاک حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم است و نیز او تعالیٰ فرماید کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ترا شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ و نور دہندہ را گویند۔ پس اگر کسے را روشن کردن از انسانان محال بودے آں ذات پاک را ہم ایں امر میسر نیامدے کہ آں ذات پاک صلے اللہ علیہ وسلم از جملہ اولاد آدم علیہ السلام اند مگر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ذات خود را چناں مطہر فرمود کہ نور خالص گشتند و بہ تواتر ثابت شد کہ آں حضرت عالی سایہ نہ داشتند و ظاہر است کہ بغیر نور ہمہ اجسام ظل می دارند۔ (امداد السلوک صفحہ ۸۵)

کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی۔ نور سے مراد حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں پس اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال ہوتا، تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لیے یہ امر میسر نہ ہوتا، اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک، اگرچہ جملہ اولاد آدم علیہ السلام سے مگر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات پاک کو ایسا مطہر فرمایا کہ نور خالص ہو گئے۔ اور تواتر سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ . اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ . نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ٥

(پارہ ۱۸ رکوع ۱۰)

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا ، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے ، وہ فانوس گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے ، روشن ہوتا ہے مبارک درخت زیتون سے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی ، قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے ، اگرچہ اس کو آگ نہ لگے ، نور پر نور ہے اللہ ہدایت فرماتا ہے اپنے نور کی جس کو چاہتا ہے اور لوگوں کیلیے مثالیں بیان فرماتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے ۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال بیان فرمائی ہے ۔ اللہ کا نور کیا ہے ، اور اس مثال کا مطلب کیا ہے

نور کے متعلق حضرت کعب احبار اور ابن جبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ۔

اَلْمُرَادُ بِالنُّوْرِ الثَّانِیْ هُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى مَثَلُ نُوْرِهٖ اَیْ نُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد مَثَلُ نُوْرِهٖ میں نور ثانی سے مراد حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں

(شفا شریف ص۱۰۱)

اور مثال کے متعلق محی السنۃ علامہ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن فرماتے ہیں ۔

وَقِيْلَ وَقَعَ هٰذَا التَّمْثِيْلُ لِنُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِكَعْبِ الْاَحْبَارِ اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ قَالَ كَعْبٌ هٰذَا مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ

اور کہا گیا ہے یہ تمثیل نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے (چنانچہ) حضرت ابن عباس رضی نے حضرت کعب احبار سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ کا معنے مجھے بتاؤ ! انھوں نے فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی

Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَالْمِشْکٰوۃُ صَدْرُہٗ	صلے اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے تو مشکوٰۃ
وَالزُّجَاجَۃُ قَلْبُہٗ وَالْمِصْبَاحُ فِیْہِ النُّبُوَّۃُ	(طاق) سے مراد آپ کا سینہ، اور زجاجہ (فانوس)
تُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ ھِیَ شَجَرَۃُ النُّبُوَّۃِ	سے مراد آپ کا قلب اور مصباح (چراغ) سے مراد نبوت
یَکَادُ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	جو نبوت کے مبارک شجر سے روشن ہے اور اس نور محمدی
وَاَمْرُہٗ یَتَبَیَّنُ لِلنَّاسِ وَلَوْ لَمْ یَتَکَلَّمْ بِہٖ اَنَّہٗ نَبِیٌّ	صلے اللہ علیہ وسلم کی روشنی اور چمک ایسی ہے کہ اگر آپ اپنے
کَمَا یَکَادُ ذٰلِکَ الزَّیْتُ یُضِیْءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ النَّارُ	نبی ہونے کا بیان نہ بھی فرمائیں تب بھی لوگوں پر
(تفسیر خازن ص ۳۳۲/۳)	ظاہر ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

اَلْمِشْکٰوۃُ جَوْفُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	کہ طاق تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سینہ اور فانوس
وَالزُّجَاجَۃُ قَلْبُہٗ وَالْمِصْبَاحُ النُّوْرُ الَّذِیْ	قلب مبارک ہے اور چراغ وہ نور ہے جو اللہ نے اس
جَعَلَہُ اللّٰہُ فِیْہِ لَا شَرْقِیَّۃٌ وَّلَا غَرْبِیَّۃٌ لَا	میں رکھا ہے۔ وہ نہ شرقی ہے نہ غربی یعنی نہ یہودی نہ
یَھُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ تُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ	نصرانی۔ روشن ہے شجرۂ مبارکہ یعنی ابراہیم علیہ السلام
مُّبَارَکَۃٍ اِبْرَاھِیْمَ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ نُوْرُ قَلْبِ	سے۔ نور بر نور ہے یعنی نور قلب ابراہیم بر نور قلب محمد
اِبْرَاھِیْمَ وَنُوْرُ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔
وَسَلَّمَ	(تفسیر خازن ص ۳۳۲/۳)

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا — تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

(اعلیحضرت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ	(کفار) تو چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کا نور
وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ	بجھا دیں مگر اللہ اپنے نور کو پورا کرکے ہی رہے گا اگرچہ
الْکٰفِرُوْنَ ○	برا مانیں کافر

(قرآن پارہ ۱۰ رکوع ۱۰)

Marfat.com

امام ابن ابی حاتم اپنی تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں

فِی قَوْلِہٖ تَعَالٰی یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ یَقُوْلُ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّھْلِکُوْا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ کفار چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کا نور بجھا دیں یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کر دیں۔

(تفسیر در منثور ص۲۳۱)

قرآن کریم کی آیات اور تفسیری روایات سے صراحۃً ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اور اسی نور کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے بلا واسطہ پیدا فرما کر مخلوقات کی پیدائش کا سبب قرار دیا۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَآءِ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَآءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ فَجَعَلَ ذٰلِکَ النُّوْرُ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَۃِ حَیْثُ شَآءَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَّلَا جَنَّۃٌ وَّلَا نَارٌ وَّلَا مَلَکٌ وَّلَا سَمَآءٌ وَّلَا اَرْضٌ وَّلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّلَا جِنِّیٌّ وَّلَا اِنْسِیٌّ فَلَمَّا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَّمَ ذٰلِکَ النُّوْرَ اَرْبَعَۃَ اَجْزَآءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِیْ اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ

کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو خبر دیجیے کہ اللہ تعالے نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا ــــ؟ (حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے) نے فرمایا اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح، نہ قلم، نہ جنت، نہ دوزخ، نہ فرشتہ، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ جن، نہ انس (کچھ بھی) نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا، تو اس نور کے چار حصے کیے، پہلے حصہ سے قلم دوسرے سے لوح محفوظ تیسرے سے عرش پیدا کیا اور چوتھے حصے کے

Marfat.com

اَرْبَعَةَ اَجْزَآءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِی الْکُرْسِیَّ وَمِنَ الثَّالِثِ بَاقِیَ الْمَلٰئِکَةِ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَآءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ السَّمٰوٰتِ وَمِنَ الثَّانِی الْاَرْضِیْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَآءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ نُوْرَ اَبْصَارِھِمْ وَمِنَ الثَّانِی نُوْرَ قُلُوْبِھِمْ وَھِیَ الْمَعْرِفَةُ بِاللّٰہِ وَمِنَ الثَّالِثِ نُوْرَ اُنْسِھِمْ وَھُوَ التَّوْحِیْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ	پھر چار حصے کر دیے، پہلے حصے سے حاملین عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی سب فرشتے پیدا کیے اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کر دیے پہلے حصے سے (ساتوں) آسمان، دوسرے سے (ساتوں) زمینیں تیسرے سے جنت و دوزخ پیدا کیے، اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کر دیے، پہلے حصے سے (مومنوں کی) آنکھوں کا نور، دوسرے سے ان کے دلوں کا نور، جس سے وہ اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں تیسرے سے ان کے انس و محبت کا نور، اور وہ توحید ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(مواہب اللدنیہ، زرقانی ص ۴۶ ج ۱)

حدیث مذکور میں نورہٖ فرمایا اور نور کی ضمیر اللہ کی طرف لوٹتی ہے اور اللہ اسم ذاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی نور سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا، صفاتی سے نہیں، ورنہ مِنْ نُوْرِ جَمَالِہٖ یا من نور علمہٖ وغیرہ ہوتا۔ اور اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ کے نور کا ٹکڑا یا حصہ ہے۔ کیوں کہ مضاف اور مضاف الیہ میں مغائرت شرط ہے۔ اور یہ اضافت تشریفی ہے جیسے رُوْحُ اللّٰہِ، بَیْتُ اللّٰہِ کہا جاتا ہے کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خانۂ کعبہ کے پتھر وغیرہ اللہ کی ذات کے ٹکڑے یا اجزاء ہیں؟ یا عیسے علیہ السلام اللہ کی روح کے ٹکڑے اور جز ہیں؟ ہرگز نہیں!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ (قرآن) پس جب میں اس (آدم) کو ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی روح سے پھونک دوں تو اس کو سجدہ کرنا! بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روح سے پھونکا تو کیا آدم علیہ السلام کے اندر اللہ کی روح کا ٹکڑا جدا ہو کر داخل

Marfat.com

ہوگیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ کیوں کہ اللہ کی روح ٹکڑے ہونے سے پاک ہے۔ اسی طرح نور بھی، تو جس طرح اپنی روح سے پھونکا، اسی طرح اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ نہ روح ٹکڑے ہوئی، نہ نور ٹکڑے ہوا، وہ اللہ کی روح، تو یہ اللہ کا نور، غرض اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے سب سے پہلے اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، اور پھر اسی نور پاک سے تمام مخلوق پیدا فرمائی۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ (مدارج النبوت) کہ میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے یعنی میرے ظہور کا سبب اللہ کا نور ہے اور ساری مخلوق کے ظہور کا سبب میرا نور ہے، اللہ کا نور نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا اور میرا نور نہ ہوتا، تو مخلوق نہ ہوتی، ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب میں اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقۃ ثابت ہوا۔ کیونکہ جن جن اشیار کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے، ان اشیار کا نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے (نشرالطیب ص)

شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔

بداں کہ اول مخلوقات وواسطۂ صدور کائنات	جان لو کہ اول مخلوقات و واسطۂ صدور کائنات و
وواسطۂ خلق عالم وآدم نور محمد است صلے اللہ	واسطۂ تخلیق عالم وآدم نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے
علیہ وسلم چنانچہ در حدیث صحیح وارد شدہ کہ	چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وسائر مکونات	سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا ہے اور باقی تمام
علوی وسفلی ازاں نور وازاں جوہر پاک پیدا شدہ	مخلوقات علوی وسفلی اسی نور اور اسی جوہر پاک سے
وحدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ	پیدا ہوئی۔ اور حدیث کہ اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا ہے

Marfat.com

نزد محققین و محدثین بصحت نہ رسیدہ و حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ نیز گفتہ اند (مدارج النبوۃ ص۲)

محققین و محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے، ایسے ہی وہ حدیث بھی صحت کو نہیں پہنچی جس میں ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا ہے۔

حضرت ابن عباس و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟

قَالَ کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (ترمذی، بخاری، مشکوٰۃ ص۵۱۳ مستدرک حاکم بیہقی، احمد، ابونعیم طبرانی)

فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام جسم اور روح کے درمیان تھے۔ (یعنی انکے جسم میں ابھی روح نہیں پھونکی گئی تھی)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میں علم الٰہی میں نبی تھا سو ان کا یہ کہنا غلط ہے کیوں کہ اگر آپ کی یہ مراد ہوتی تو اس میں پھر آپ کی کیا تخصیص تھی۔ علم الٰہی میں تو تمام چیزیں آپ کے وجود سے بھی پہلے تھیں، تو یہ تخصیص خود دلیل ہے اس کی کہ آپ کی مراد یہ نہ تھی، اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ نبوت وصف ہے اور وصف و کمال وجود اور ذات کے تابع ہوا کرتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وصف ہو اور موصوف نہ ہو۔ ثابت ہوا کہ آپ کا وجود آدم علیہ السلام سے پہلے تھا اور وہ وجود نوری تھا۔ چنانچہ

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ (زرقانی ص۴۹)

کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ۱۴۰۰۰ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور ایک نور تھا۔

مولوی اشرف علی تھانوی اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس عدد میں کم کی نفی ہے۔ زیادتی کی نہیں، پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جائے۔ (نشر الطیب صفحہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

Marfat.com

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمْ عَمَرْتَ مِنَ السِّنِيْنَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِيْ غَيْرَ أَنَّ كَوْكَبًا فِي الْحِجَابِ الرَّابِعِ يَظْهَرُ فِيْ كُلِّ سَبْعِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ مَرَّةً رَأَيْتُهُ اِثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ أَلْفَ مَرَّةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جِبْرِيْلُ وَعِزَّةِ رَبِّيْ أَنَا ذَالِكَ الْكَوْكَبُ	کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تمھاری عمر کتنی ہے ؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا خدا کی قسم میں سوائے اس کے نہیں جانتا کہ حجاب رابع میں ایک ستارہ ہر ستر ہزار سال کے بعد ظاہر ہوتا تھا جس کو میں نے بہتّر ہزار مرتبہ دیکھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔

(جواہر البحار فی فضل النبی المختار بیروتی ص۲۲)

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اور ان کو الہام فرمایا تو انہوں نے عرض کیا اے پروردگار! تونے میری کنیت ابو محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کس لیے رکھی ہے ؟ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم اپنا سر اُٹھاؤ!

فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَرَأَى نُوْرَ مُحَمَّدٍ فِيْ سُرَادِقِ الْعَرْشِ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا النُّوْرُ قَالَ هٰذَا نُوْرُ نَبِيٍّ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ اِسْمُهٗ فِي السَّمَآءِ أَحْمَدُ وَفِي الْأَرْضِ مُحَمَّدٌ لَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَآءً وَّلَا أَرْضًا۔	انہوں نے اپنا سر اُٹھایا تو ان کو عرش کے پایوں پر نور محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نظر آیا عرض کیا اے میرے پروردگار یہ نور کیا ہے ارشاد ہوا یہ نور تمھاری اولاد میں سے اس نبی کا ہے جس کا نام آسمانوں میں احمد اور زمینوں میں محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ہے۔ اگر یہ نور نہ ہوتا، تو میں نہ تمھیں اور نہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرتا۔

(زرقانی علے المواھب صفحہ ۴۴ ۱)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَنَا اَوَّلُ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ — میں پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلا ہوں،

وَاٰخِرُھُمْ فِی الْبَعْثِ — اور بعثت میں ان سب سے پچھلا ہوں!

(ابن ابی حاتم، دلائل النبوۃ خصائص کبریٰ ص۳)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے نبی بھی آپ اور سب سے پچھلے نبی بھی آپ ہیں یعنی صفت نبوت کی ابتدا بھی آپ سے ہوئی اور انتہا بھی آپ کی ہی ذات بابرکات پر ہوئی نہ آپ سے پہلے کوئی نبی تھا نہ بعد میں کوئی ہوگا۔

حدیثِ صحیح کہ ایک بات کہتا ہوں تیری شان میں — دہر میں تیری ذات پر ختم ہوئی پیمبری

ان احادیث مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہوا کہ باعث ایجاد دو عالم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے۔ تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ نیز ان احادیث میں غور وفکر کرنے سے آپ کی بشریتِ مطہرہ کا مسئلہ بھی بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے سب مسلمان جانتے ہیں کہ بشریت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی بشر نہ تھا مگر آپ تھے، اور کیا تھے؟ اس کے متعلق خود آپ کے ارشادات مبارکہ گزشتہ سطور میں مذکور ہو چکے ہیں کہ آپ نور تھے۔

ثابت ہوا کہ جس نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات سے پہلے پیدا کیا گیا تھا وہی نور تمام انبیاء کرام کے بعد بشریت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر ہوا، بلاشبہ آپ بھی بشر ہیں، مگر آپ کی بشریت مطہرہ بے مثل اور بشریت کے ہر عیب ونقص سے پاک اور مبرا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ خلق محمد صلے اللہ علیہ وسلم — جاننا چاہیے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش
در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست — دوسرے انسانوں کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم کے تمام افراد
بلکہ بخلقِ ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد، — میں سے کوئی فرد بھی پیدائش میں ان سے کسی طرح کی مناسبت نہیں رکھتا،

Marfat.com

کہ او صلے اللہ علیہ وسلم با وجود نشاء عنصری	کیونکہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری کے
از نور حق جل و علیٰ مخلوق گشتہ است کما قال	اللہ جلّ وعلیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں ۔ جیسا کہ
علیہ الصلوٰۃ والسّلام خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ	آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ
مکتوبات شریف جلد سوم)	میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں ۔

برکات نور محمّدی (صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

اللہ تبارک و تعالےٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں کو فرمایا کہ زمین سے ہر قسم کی سُرخ ، سفید ، سیاہ ، کھاری ، میٹھی ، نرم سخت ، خشک ، تر مٹی لاؤ! فرشتوں نے تعمیل کی ۔ اسی مٹی سے پروردگار عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کا خوب صورت پُتلا بنایا ، اور اس میں اپنی روح پھونکی ۔ اور اپنے حبیب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور انکی پشت میں بطور امانت رکھا جس کی وجہ سے اُن کی پیشانی آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکنے لگی ، پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو !

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَجْلِ	کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم جو فرشتوں کو
اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ جَبْھَتِہٖ	دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی میں
ادھر تفسیر کبیر ص۳۱۵ ج۲ زیر آیت تلک الرسل فضلنا الآیۃ)	حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پاک تھا

معلوم ہوا کہ وہ تعظیم و تحیت درحقیقت نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی تھی ۔ چنانچہ تمام نوری فرشتے اس نورِ اعظم کی تعظیم کے لیے جھک گئے ۔ اور مقبول ہو گئے ۔ جو سب سے پہلے جھکا وہ سب کا سردار ہو گیا ۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ ان کے درجات بلند ہوئے اور ابلیس انکار کر کے مردود ملعون ہو گیا اور اس کا عابد و زاہد اور موحد ہونا اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکا ۔

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے ماتھا نور کا

Marfat.com

عارف کبیر سیدی ابوالحسن علی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں

عِیْسٰی وَاٰدَمُ وَالصُّدُوْرُ جَمِیْعُھُمْ ھُمْ اَعْیُنٌ ھُوَ نُوْرُھَا لِمَا وَرَدَ

آدم علیہ السلام سے لے کر عیسٰی علیہ السلام تک جتنے انبیاء کرام گزر چکے ہیں وہ سب آنکھیں ہیں، اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کا نور ہیں۔

لَوْ اَبْصَرَ الشَّیْطَانُ طَلْعَۃَ نُوْرِہٖ فِیْ وَجْہِ اٰدَمَ کَانَ اَوَّلُ مَنْ سَجَدَ

(مواہب اللدنیہ وزرقانی ص۶۳)

اگر شیطان چشم بصیرت سے نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی چمک آدم کے چہرہ میں دیکھتا تو فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا معلوم ہوا کہ نور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لیے چشم بصیرت کی ضرورت ہے۔ جن آنکھوں میں نور بصیرت نہیں، دیدار مصطفٰے ان کا حصہ نہیں۔

از فروغ تست روشن دین و دنیا ہر دو جا بر تو باد از خدا صلوات یا بدرالدجےٰ

دین و دنیا ہر دو مقام آپ ہی کے نور سے روشن ہیں اے بدرالدجیٰ آپ پر خدا کی بیشمار رحمتیں ہوں

مادر گیتی نہ زادہ چوں تو فرزند دگر دیدۂ عالم نہ دیدہ ہم چو تو حسن اللقا

دنیا نے آپ جیسا کوئی فرزند نہیں وجنا ہے اور جہان کی آنکھ نے آپ جیسا حسین نہیں دیکھا ہے

کے ملک کردے بہ پیش آدم خاکی سجود نور تو در وے نہ بودے گر ودیعت اے ہدیٰ

اے سراپا ہدایت! اگر آپکا نور مبارک آدم علیہ السلام کی پیشانی میں امانت رکھا جاتا تو فرشتے آدم خاکی کو کب سجدہ کرتے

از بہار لطف تو سرسبز باغ کائنات وز نسیم فیض تو شاداب تر روض الصفا

آپ کے لطف وکرم کی بہار اور نسیم فیض ہی سے باغ کائنات سرسبز اور شاداب تر ہے۔

جن کے نور کے سبب سے حضرت آدم علیہ السلام مسجودیت ملائکہ کے مرتبے سے مشرف ہوئے وہی ان کی توبہ کے قبول ہونے کا باعث بنتے ہیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب شجر ممنوعہ کا پھل کھالیا اور وہ جنت سے باہر تشریف لے آئے تو تین سو برس منقح اثر روتے رہے، اور ندامت کی وجہ سے سر آسمان کی طرف نہ اٹھایا، اور پڑھتے رہے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا الآیہ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

58708

Marfat.com

فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ (قرآن)

پھر سیکھ لیے آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے کچھ کلمے (جنکی وجہ سے) اللہ نے ان کی توبہ قبول کی، بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وہ کلمے کیا تھے؟ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ کلمے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا الآیہ تھے لیکن علامہ محمود آلوسی بغدادی صاحب تفسیر روح المعانی اسی آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

قِيْلَ رَأٰى مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَتَشَفَّعَ بِهٖ وَاِذَا اُطْلِقَتِ الْكَلِمَةُ عَلٰى عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلْتُطْلَقِ الْكَلِمَاتُ عَلَى الرُّوْحِ الْاَعْظَمِ وَالْحَبِيْبِ الْاَكْرَمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا عِيْسٰى بَلْ وَمَا مُوْسٰى بَلْ وَمَا وَمَا اِلَّا بَعْضٌ مِّنْ ظُهُوْرِ اَنْوَارِهٖ وَزَهْرَةٌ مِّنْ رِيَاضِ اَنْوَارِهٖ (روح المعانی ص ۲۱۷/۱)

کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کے پائے پر "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوا دیکھا تو اس نام کو شفیع بنایا (صاحب تفسیر فرماتے ہیں) کہ جب عیسٰی علیہ السلام پر کلمے کا اطلاق ہوا ہے تو جو روح اعظم اور حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ان پر کلمات کا اطلاق کیا گیا ہے۔ کیونکہ عیسٰے اور موسٰے اور دیگر انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سب اسی نور اعظم کے انوار اور اسی باغ کے پھول ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اعْتَرَفَ اٰدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَا رَبِّ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا مَا غَفَرْتَ لِيْ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اٰدَمُ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ قَالَ يَا رَبِّ لِاَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِيْ فَرَأَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ

کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو انھوں نے عرض کیا اے میرے رب میں تجھ سے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم تو نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو جسداً پیدا نہیں کیا، انہوں نے عرض کیا اے میرے پروردگار جب تو نے مجھ کو اپنے

Marfat.com

مَكْتُوبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلٰى اِسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى صَدَقْتَ يَا اٰدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ وَاِذْ سَاَلْتَنِيْ بِحَقِّهٖ قَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ

(بیہقی، طبرانی، زرقانی علی المواہب ص۶۲، در منثور، المستدرک حاکم ص۶۱۵ ج۲)

ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو اُٹھایا اور عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پس میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا، بے شک وہ ساری مخلوق سے زیادہ مجھے محبوب ہیں، اور جب تو نے ان کے وسیلے سے بخشش چاہی تو میں نے تجھ کو بخش دیا، اور اگر وہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔ ؎

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم — نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

علامہ احمد بن محمد القسطلانی الشافعی المصری روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَا اٰدَمُ لَوْ تَشَفَّعْتَ اِلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ فِيْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَشَفَّعْنَاكَ

(زرقانی علی المواہب ص۶۳ ج۱)

اے آدم! اگر تم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا نام لے کر تمام اہل سموات اور اہل ارض کی شفاعت کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول کرتے۔

حضرت حزیم بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس مدینۂ منورہ تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں چاہتا ہوں کہ آپ کی مدح (میں چند اشعار پیش) کروں۔ فرمایا قُلْ لَا يُفْضِضِ اللّٰهُ فَاكَ ہاں کہو! اللہ تمہارے منہ کو سالم رکھے، انھوں نے کہا۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِيْ — مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

یارسول اللہ آپ زمین پر تشریف لانے سے پہلے جنت کے سایوں میں خوش حالی اور ودیعت گاہ یعنی صلب آدم علیہ السلام میں تھے، جب کہ وہ جنت میں تھے، جہاں وہ درختوں کے پتے نیچے اوپر جوڑ کر اپنا جسم ڈھانکتے تھے۔

Marfat.com

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ　　أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ نے بلاد یعنی زمین کی طرف نزول فرمایا (یہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر آنے کی طرف اشارہ ہے) کیونکہ آپ ان کے صلب میں پوشیدہ تھے۔ اس وقت آپ نہ بشر، نہ مضغہ اور نہ علق تھے۔

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ　　أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ (صلب آباء میں بصورت) مادہ آئیہ تھے (کہ وہی مادہ) کشتی نوح علیہ السلام میں سوار رہا جس کی برکت سے وہ تیر رہی تھی اور نسر بت اور اس کے ماننے والے غرق ہو رہے تھے۔

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَىٰ رَحِمٍ　　إِذَا مَضَىٰ عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

اسی طرح آپ پاک صلبوں اور پاک رحموں میں یکے بعد دیگرے مختلف طبقات میں منتقل ہوتے رہے۔

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيْلِ مُسْتَتِرًا　　فِيْ صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

یہاں تک کہ آپ نے نار خلیل علیہ السلام میں ورود فرمایا۔ چونکہ آپ کا نور ان کے صلب میں پوشیدہ تھا تو وہ کیسے جل سکتے تھے؟

حَتَّىٰ احْتَوَىٰ بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ　　خِنْدِفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کے خاندان (جو کہ خندف کی اولاد ہیں) کو وہ شرف اور بلند مقام حاصل ہوا کہ دوسرے لوگ سب ان کے نیچے ہیں۔

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْ　　أَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْأُفُقُ

اور جب آپ کی ولادت ہوئی اس وقت آپ کے نور سے زمین روشن ہو گئی اور آفاق منور ہو گئے۔

فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي　　النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

سو ہم اسی ضیا اور اسی نور میں رشد و ہدایت کے راستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

(حاکم، طبرانی، مواہب اللدنیہ خصائص کبریٰ ص۹۷)

ف حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ان اشعار کو سن کر سکوت فرمایا لہٰذا حدیث تقریری سے ان اشعار کے مضامین کا صحیح اور حجت ہونا ثابت ہو گیا۔

Marfat.com

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جنت کے سایوں میں کشتی نوح میں، نار خلیل میں ہونا وجود بشریت سے پہلے یہ سب حالات و برکات آپ کے نور پاک کے ہیں۔

سراج الامہ امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِی لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ
کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ

یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، آپ وہ ذات ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی کوئی مخلوق پیدا کی جاتی۔

اَنْتَ الَّذِی مِنْ نُّوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَہَاکَ

اور وہ نور اعظم ہیں کہ چاند آپ ہی کے نور سے روشن، اور سورج کی چمک بھی آپ کے ہی نور سے ہے۔

اَنْتَ الَّذِی لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ
مِنْ زَلَّۃٍ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکَ

آپ وہ ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب آپ کا توسّل پکڑا تو وہ اپنی مراد کو پہنچے، حالانکہ بظاہر وہ آپکے باپ ہیں

وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُہٗ
بَرْدًا وَّقَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَ

اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر آپ ہی کے نور کے سبب سے آگ گلزار ہو گئی تھی۔

وَدَعَاکَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَّسَّہٗ
فَاُزِیْلَ عَنْہُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَ

اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی تکلیف و مصائب میں آپ ہی کو پکارا، تو اس پکارنے سے ان کی تکلیف و مصیبت دور ہو گئی۔

وَبِکَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُّخْبِرًا
بِصِفَاتِ حُسْنِکَ مَادِحًا لِعُلَاکَ

اور حضرت عیسے علیہ السلام آپ ہی کی آمد کی خبر دیتے اور آپ کی صفات حسنہ کا بیان اور آپکی مدح سرائی کرتے ہوئے تشریف لائے (مجموعہ القصائد مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۴)

مقبول بارگاہ سید المرسلین امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وَکُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

تمام انبیا کرام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سمندر میں سے بقدر ایک چلو کے یا آپکے فیض کی لگاتار بارشوں سے بقدر

Marfat.com

ایک گھونٹ کے طالب ہیں۔

وَکُلُّ اٰیٍ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِہَا　　فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِہٖ بِہِمٖ

اور ہر معجزہ و کمال جس کو رسولان کرام لائے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ معجزہ و کمال ان کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے حاصل ہوا ہے۔ اس لیے کہ

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُہَا　　یُظْہِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمٖ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم آفتاب فضل و کمال ہیں اور تمام انبیاء علیہم السّلام اس آفتاب کے ستارے ہیں جو اسی آفتاب کے انوار کو لوگوں کے لیے تاریکیوں میں ظاہر کرتے رہے یعنی انبیا کرام علیہم السلام اپنے زمانے میں حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و روحانیت ہی سے مستفید ہوتے رہے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں حال آں کہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا۔ اور جب سورج طلوع ہو جاتا ہے تو سب روشنیاں اس نور اعظم میں مدغم ہو جاتی ہیں، اور وہ نور اعظم سب روشنیوں پر غالب آجاتا ہے پھر کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی واسطے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں، اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی اور نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو جاتا ہے۔ ؎

اے نظم رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع　　تو نے ہی اسے مطلع انوار بنایا

بنیادِ مکہ

اللہ کے برگزیدہ اور جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نو ننانوے سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کر رہے ہیں

رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ پروردگار! مجھے نیک بیٹا عطا فرما!

کارسازِ حقیقی نے اس التجا کو سُنا، اور شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے فرمایا

فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ○ تو ہم نے ابراہیم کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی

تمنائے خلیل برآئی۔ صاحبِ صبر و تحمل پیدا ہوئے ان کا نام رکھا گیا اسمٰعیل (علیہ السلام) اصل میں تھا اشموئیل معرب ہو کر اسمٰعیل ہو گیا۔ اور بقول بعض اسمٰعیل دو لفظوں سے مرکب ہے "سمع" اور "ایل" سمع کے معنی سُننے کے اور "ایل" کے معنی خدا کے ہیں یعنی خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا و التجا سُن لی۔

حسن و جمال کا یہ ننھا سا پیکر باپ کی شفقت و محبت کا مرکز بن گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے بہت پیار و محبت فرماتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی حضرت سارہ علیہا السلام جن کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اُنھیں اس سے رشک پیدا ہوا اور انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس نہ رکھیے بلکہ ان کے رہنے کے لیے کوئی اور جگہ تجویز فرمائیے۔ در اصل حکمت خداوندی نے یہ ایک سبب پیدا فرمایا تھا۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بارے میں حکم خداوندی کا انتظار فرمانے لگے۔ بارگاہ احکم الحاکمین سے حکم ہوا کہ آپ حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل کو فلاں میدان میں لے جا کر چھوڑ آئیں۔

چنانچہ آپ ان دونوں کو ساتھ لے کر شام سے چلتے ہوئے۔ سرزمینِ حرم میں جہاں اب مکہ مکرمہ ہے پہنچے

Marfat.com

اور ان کو وہیں چھوڑ کر بغیر گفتگو کیے واپس ہو گئے، اس وقت وہاں کوئی آبادی وغیرہ نہ تھی بلکہ ایک چٹیل میدان تھا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے عرض کیا کہ آپ ہمیں اس جنگل میں تنہا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ کیا بات ہے؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی انکی طرف مڑ کر دیکھا حضرت ہاجرہ نے چند مرتبہ یہی عرض کیا، جب کوئی جواب نہ پایا تو کہا کیا اللہ نے آپ کو ایسا کرنیکا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! حضرت ہاجرہ علیہا السلام یہ سُن کر چپ ہو گئیں حکم خداوندی کے سامنے دم نہ مارا، اور صبر و شکر کے ساتھ وہیں بیٹھ گئیں، اور فرمایا اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے، کچھ دور جا کر بارگاہ رب العزت میں دعا کی

رَبَّنَآ اِنِّیۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ	پروردگار عالم! میں نے اپنی اولاد میں سے کچھ اولاد کو
غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ	ایسے میدان میں جہاں پیداوار وغیرہ نہیں ہوتی تیرے
رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً	محترم گھر کے پاس بسا دیا ہے اسلئے کہ وہ نماز قائم رکھیں،
مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ	تو (اے مولا) تو کچھ لوگوں کے دل انکی طرف جھکا دے،
مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝	اور انھیں پھلوں میں سے کھانے کو دے تاکہ تیرا شکر کریں،

لاکھوں درود و سلام ہوں اس خلیل اللہ پر جو محض رضائے الٰہی کی خاطر اپنی محبوب بیوی اور اس پیارے بیٹے جس کو دعائیں کر کے حاصل کیا تھا جنگل بیابان میں جہاں کوئی خورد و نوش اور رہائش وغیرہ کا انتظام نہ تھا، تنہا چھوڑ کر چل دیے اور ہزاروں رحمتیں ہوں اس مقدس خاتون پر جس نے حکم الٰہی کے سامنے سر جھکا دیا اور بھوکا پیاسا جنگل بیابان میں بے انیس و رفیق شیرخوار بچے کے ساتھ رہنا گوارا کر لیا۔ بلاشبہ اللہ کے مقبول اور پیارے بندے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

آج کل کے دور کے نکتہ چیں لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام میں زباں درازی کرتے ہیں اور ہر چیز کو اپنی ناقص عقل کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ جو چیز انکی عقل کے زاویے میں آگئی وہ ٹھیک، اور جو نہ آئی وہ غلط، وہ اس رضا و محبت کے مقام کی حقیقتوں کو کیا جانیں؟ اے کاش! ہم لوگ اس سے سبق حاصل کریں کہ بندے کا کام اپنے آقا و مولا کے حکم کے آگے

Marfat.com

حیل و حجت نہیں ، بلکہ نیاز مندی کے ساتھ سر تسلیم خم کرنا ہے۔

حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کچھ وقت گزارا آخر بھوک اور پیاس نے غلبہ کیا۔ شدت پیاس سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا حلق اور زبان خشک ہو گئی۔ حضرت ہاجرہ کے لیے بچے کی یہ حالت ناقابل برداشت تھی ، بچے کو وہیں لٹایا اور پانی کی جستجو میں اُٹھیں۔ قریب ہی صفا اور مروہ دو پہاڑیاں تھیں ان پر چڑھ کر چاروں طرف کوئی آبادی یا قافلہ یا چشمہ کو دیکھنے لگیں کہ کسی طرح پانی ہاتھ لگے۔ پہاڑیوں کے اوپر سے حضرت اسمٰعیل نظر آتے ، لیکن جب دونوں پہاڑیوں کے درمیان نشیب میں آتیں ، تو وہ نظروں سے اوجھل ہو جاتے۔ پھر آپ دوڑ کر اس نشیبی فاصلہ کو طے کرتیں تاکہ وہ زیادہ دیر نظروں سے اوجھل نہ رہیں اور کوئی جنہیں ان کو صدمہ نہ پہنچائے۔ چنانچہ سات مرتبہ پانی کی جستجو میں آپ صفا و مروہ پر گئیں اور ان کے درمیان دوڑیں مگر پانی نہ ملا اور حضرت اسمٰعیلؑ نے شدت پیاس سے جب اپنی ایڑیاں زمین پر ماریں تو قدرت الٰہی سے ایک چشمہ جاری ہو گیا۔

حضرت ہاجرہ جب واپس آئیں تو چشمے کو جاری پاکر بہت خوش ہوئیں ، بچے کو پلایا ، خود پیا چوں کہ وہ پانی زمین سے نکل کر زمین پر پھیلتا جا رہا تھا اس لیے آپ نے اس کے چاروں طرف مٹی کی ایک دیوار بناتے ہوئے فرمایا ، "زم زم" آپ کی زبان میں اس کے معنی ہیں "ٹھہر ٹھہر" وہ ٹھہر گیا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی رحمت ہو ہاجرہ پر اگر وہ زم زم نہ فرماتیں ، تو پانی زمین پر پھیل جاتا۔

فائدہ ! ایام حج میں جو حاجیوں کو سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان چلنے اور دوڑنے کا حکم ہے وہ اسی واقعے کی یادگار اور حضرت ہاجرہ کی نقل ہے چونکہ ان کا دوڑنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوا لہٰذا قیامت تک کے حجاج کے لیے قانون بن گیا کہ اسی طرح دوڑو تمہاری بخشش ہو جائے گی معلوم ہوا محبوبان خدا اور مقبولان الٰہی کی اتباع و اطاعت اور ان کی اداؤں کی نقل بخشش کا باعث ہے ،

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ بیشک صفا و مروہ (دونوں پہاڑیاں) شعائر اللہ میں سے ہیں ،

اور یہ پہاڑیاں شعائر اللہ میں سے کیوں ہوئیں اس لیے کہ حضرت ہاجرہ کے ان پر قدم آئے اور شعائر اللہ کی تعظیم کرنا دل کے پاک ہونے کی علامت ہے کما قال اللہ تعالے وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۔ معلوم ہوا جہاں مقبولان الٰہی کے قدم آجائیں وہ جگہ بھی قابل تعظیم ہو جاتی ہے ، اور اس کی تعظیم کرنا دل کے پاک ہونے کی دلیل و علامت ہے اسی لیے بزرگان دین کی قبروں کا ادب و احترام کیا جاتا ہے ، کیونکہ وہ ان قبروں میں آرام فرما ہوتے ہیں کچھ دنوں کے بعد قبیلۂ جرہم کے خانہ بدوش لوگ وہاں سے گزرے اور پانی کا چشمہ دیکھ کر ٹھہر گئے ، اور انھوں نے حضرت ہاجرہ سے وہاں بسنے کی اجازت چاہی ۔ آپ نے اس شرط پر اجازت دی کہ اس پانی پر تمھارا کوئی حق نہ ہوگا ، انھوں نے اس شرط کو منظور کر لیا اور وہیں رہنے لگے ، اسطرح وہیں ایک بستی آباد ہو گئی ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام گاہے بگاہے ملک شام سے تشریف لاتے اور اپنی رفیقۂ حیات اور نور نظر کو دیکھ جاتے ۔ اہل بستی ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتے اور آپ ان کے لیے دعاء خیر فرماتے ،

جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر سات اور بقول بعض تیرہ سال کی ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے متواتر تین رات خواب دیکھنے کے بعد فرمایا ۔

يٰبُنَيَّ إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللهُ مِنَ الصّٰبِرِينَ . فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يٰإِبْرٰهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰؤُا الْمُبِينُ ، وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ، وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ،

پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں ، اب تو دیکھ تو (اسمیں) کیا دیکھتا ہے ؟ (یعنی تیری رائے کیا ہے ؟) عرض کیا ابا جان جس بات کا آپ کو حکم ہوا ہے کر دیجیے ۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے ۔ بس جب دونوں حکم الٰہی کے سامنے جھک گئے ، اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا (اور چھری پھیر دی) ، تو ہم نے پکارا ابراہیم کو کہ اے ابراہیم بیشک تو نے سچا کر دکھایا خواب کو

ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بے شک یہ ایک روشن امتحان تھا، اور ہم نے اس کے فدیے میں ایک بہت بڑا ذبیحہ (قربانی) دے کر اس کو بچا لیا۔ اور چھوڑا اس (قربانی) کو پچھلے لوگوں میں سلام ہو ابراہیم (علیہ السلام) پر

ان آیتوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام رضا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے مقام صبر و تحمل کا حال خوب واضح ہوتا ہے کہ باپ رضائے الٰہی کی خاطر اپنے پیارے بیٹے کی گردن پر چھری چلانے کے لیے، اور بیٹا گلا کٹانے کے لیے تیار ہو گیا۔ آخر جب دونوں اس فرض رضا و محبت کو ادا کرنے کے لیے تیار ہوئے اور باپ نے محبوب بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی تو وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ کے تیور دیکھیئے کیسے ہیں؟ اللہ فرماتا ہے کہ ہم پکار اُٹھے بس بس رہنے دو! یہ تو امتحان کیا تھا، ورنہ کسی کا گلا کٹوانا منظور نہ تھا۔ اگرچہ چھری نے ان کے حکم سے نہیں کاٹا مگر ان کی طرف سے صبر و رضا کی انتہا ہو گئی۔ ؎

پسر خلیل کی سیکھ ادا کہ ذبح ہونے کی ہو آرزو
چھری رُکے تو رُکے مگر نہ سرکنے پائے ترا گلا

قربانی

مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا قربانی ہے یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو اس امت کے لئے باقی رکھی گئی، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو قربانی کا حکم دیا گیا۔ فرمایا

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ — اے محبوب اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو!

(قرآن کریم سورۂ کوثر)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا

سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ یہ تمہارے باپ ابراہیم (عَلَيْهِ السَّلَامُ) کی سنت ہے! انہوں نے عرض کیا اس میں ہمارے لیے کیا ثواب ہے؟ فرمایا (قربانی کے) ہر بال کے بدلے نیکی (ابن ماجہ)

Marfat.com

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّہٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا۔ (ترمذی وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ صـ۱۲۸)

یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے خدا کے نزدیک مقام قبولیت میں پہنچ جاتا ہے لہٰذا اسکو خوشدلی سے کرو!

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ کَانَ لَہٗ وَسْعَۃٌ وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔ (ابن ماجہ)

جس میں وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ صـ۱۲۹)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس برس رہے اور آپ ہر سال قربانی کرتے تھے۔

ضرورت قربانی

حضور صلے اللہ علیہ وسلم جس دور میں مبعوث ہوئے تھے، وہ دور بہت ہی زیادہ تاریک دور تھا ملت ابراہیمی تعلیم ابراہیمی کو بھلا کر کفر و شرک کی تاریکیوں میں گم ہو کر رہ گئی تھی۔ ایک خدا کے بجائے ہزاروں خداؤں کی پوجا ہوتی تھی اور عبادت و پرستش کے جتنے طریقے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تھے وہ سب باطل خداؤں اور بتوں کے لیے مخصوص ہو چکے تھے۔ جن میں بتوں کے لیے سجدہ کرنا اور جانور ذبح کرنا خاص طور پر نمایاں تھا۔

Marfat.com

دین اسلام جس کی بنیاد خالص توحید پر تھی اور جس کا مقصد تعلیم ابراہیمی کو اجاگر کرنا تھا، شرک کو بیخ و بُن سے اکھاڑے بغیر قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ جس کی صورت یہی ہو سکتی تھی کہ ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر دی جاتی۔ اسی حکمت کے پیش نظر سجدہ کرنا یعنی نماز پڑھنا، اور جانور کا معبودان باطلہ کے نام پر ذبح کرنے کی بجائے معبود برحق اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص کیا گیا۔

غور فرمائیے سنن و نوافل اور وتر وغیرہ ہر شخص الگ الگ پڑھ لیتا ہے مگر عیدین، جمعہ اور جماعت سب مل کر ادا کرتے ہیں بالکل اسی طرح قربانی کا حال ہے کہ ہر شخص جب بھی کوئی جانور اپنی ذاتی ضروریات یا مذہبی حاجت کی بنا پر ذبح کرے وہ اللہ ہی کے نام پر ذبح کرے مگر ایام قربانی میں تمام امت مسلمہ اجتماعی صورت میں یہ عبادت بجالائے تاکہ اس کے ساتھ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی یادگار قائم رہے اور ان کا وہ عظیم الشان کارنامہ جو انھوں نے محض رضائے الٰہی کی خاطر انجام دیا تھا مسلمانوں کے لیے مشعل راہ بنے اور وہ اس سے سبق و عبرت حاصل کریں اور حضرت خلیل و ذبیح علیہما السلام کی اتباع میں خدا کے لیے اس کی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے سے بھی دریغ نہ کریں۔

ثابت ہوا کہ جس طرح نماز با جماعت، جمعہ، عیدین وغیرہ ضروریات دین ہیں اسی طرح قربانی بھی۔ لہٰذا قربانی کا انکار یا اسے غیر ضروری سمجھنا گمراہی و بے دینی و دلیل عدم تفقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم۔

جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو بستی کا ہر آدمی آپ کے تقوے و طہارت اور شرافت و دیانت کا اعتراف کرنے لگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کا اثر ظاہر ہوا اور لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہوئے۔ قبیلہ جرہم کے لوگ آپ کی بہت قدر کرتے یہاں تک کہ سردار قبیلہ مضاض بن عمرو نے اپنے لیے فخر سمجھتے ہوئے اپنی بیٹی رحلہ کا رشتہ آپ کو پیش کیا۔ آپ نے منظور فرمایا اور شادی ہو گئی۔ شادی کے چند دنوں بعد آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

ادھر کچھ عرصے کے بعد حضرت سارہ کا بھی انتقال ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مکہ ہی میں ہی تشریف لے آئے چند دنوں کے قیام کے بعد اللہ کی طرف سے آپ کو خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم ہوا چنانچہ آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے فرمایا بیٹا مجھے یہاں خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا حکم ہوا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں تم میرے ساتھ تعاون کرو تاکہ یہ گھر تعمیر ہو جائے۔ سعادت مند بیٹے نے اس شرکت کو اپنے لیے بہت بڑی سعادت سمجھتے ہوئے اس حکم کو بسر و چشم قبول کیا اور ہر طرح کے تعاون کے لیے تیار ہو گئے۔

تعمیر کعبہ

بیت اللہ شریف دنیا میں یہ سب سے پہلا گھر ہے جو سب سے پہلے انسان حضرت آدمؑ نے جنت سے تشریف لا کر تعمیر کیا۔ پروردگار عالم نے اس گھر کو ظاہری و باطنی برکات اور انوار و تجلیات سے معمور فرما کر سارے جہان کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھیرایا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۔ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (قرآن کریم) (۴)	بلا شبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے (اور یہ گھر) تمام جہان کیلئے بابرکت اور ہدایت (کا سرچشمہ) ہے۔ اس میں روشن نشانیاں اور مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک یہ گھر اسی طرح رہا، لوگ اس کا طواف کرتے اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ جب آپ کی دعا سے طوفان آیا تو یہ ایک ٹیلہ سا بن کر رہ گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے تک اسی طرح رہا۔ جب حضرت ہاجرہ و اسمٰعیل علیہما السلام کے تشریف لانے سے یہاں آبادی ہو گئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس کو پھر تعمیر کرو! چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر اسکو تعمیر کرنا شروع کر دیا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

Marfat.com

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ
وَإِسْمَاعِيلُ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا
مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً
مُّسْلِمَةً لَّكَ ۔ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ
عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ
إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اور یاد کرو جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) خانہ کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے (یہ کہتے ہوئے کہ) اے ہمارے پروردگار! ہمارا یہ عمل قبول فرما بلاشبہ تو (دعاؤں کا) سُننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت ایسی پیدا فرما! جو تیری فرماں بردار ہو اور ہمیں ہماری عبادت (حج) کے طریقے بتا اور ہم پر (اپنی رحمت کیساتھ) رجوع فرما بلاشبہ تو ہی توّاب، اور بہت رحم فرمانے والا ہے، اے ہمارے رب ان ہی (امت مسلمہ) میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو ان ہی میں سے ہو اور انھیں تیری آیتیں پڑھ کر سُنائے اور کتاب و حکمت (سُنت) کی تعلیم دے اور انھیں پاک کرے۔ بے شک تو ہی غالب حکمتوں والا ہے۔

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت اللہ تعالےٰ سے جس اُولوالعزم رسول کے مبعوث ہونے کی دعا کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ پروردگار عالم وہ عظمت و شان والا رسول ہماری اولاد اور جماعت مسلمہ میں سے ہو یعنی ہمارے ہی چمن کا پھول ہو جس کی خوشبو سے باغ خلیل مہکتا رہے اور خلیل و ذبیح کا تعمیر کیا ہوا بیت اللہ شریف آباد رہے۔

تمام امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ ان دونوں حضرات کی اولاد میں سوائے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نبی نہیں ہوا؛ لہٰذا ثابت ہوا کہ خلیل و ذبیح کی دعا، آپ ہی کے متعلق تھی تمنائے خلیل اور آرزوئے اسمٰعیل آپ ہی ہیں

جانِ اسماعیل بر رویش فدا ۔۔۔ از دعا گویانِ خلیل مجتبےٰ
گشت میسے در مطوی جویانِ او ۔۔۔ ہست عیسےٰ از ہوا خواہانِ او
(اعلیٰ حضرت)

Marfat.com

چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَبِشَارَۃُ عِیْسٰی — میں دعائے خلیل اور بشارت عیسٰے (علیہما السلام) ہوں

(مشکوٰۃ)

حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اصل کائنات اور باعث ایجاد دو عالم ہیں، باقی ہمہ مخلوقات آپ کے طفیل ہے۔ ؎ مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل۔

کیا خلیل اور کیا کلیم تمام انبیاء علیہم السلام اسی شجر نبوت کے حسین پھول اور اسی نور کے انوار ہیں اگرچہ بظاہر آپ خلیل و ذبیح کی اولاد ہیں مگر حقیقت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپکی معنوی اولاد اور ان کے تمام کمالات، آپ کے کمالات کا ظل اور عکس ہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ، اور اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام کی دعا، کا مطلب یہ ہے کہ ہر درگار عالم کعبہ کی تعمیر تو ہم نے کر دی ہے مگر اس کو آباد کرنے والا، اور قیامت تک اس کی عظمت و شان کا لوگوں کے دلوں میں سکہ بٹھانے والا وہ رسول جس کے دم قدم کی ساری بہار ہے مبعوث فرما!

حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہی خانہ کعبہ جسکو پروردگار عالم نے سرچشمہ ہدایت بنایا ہے، لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے بت خانہ بنا دیں گے اور پتھر کی مورتیاں لاکر اس میں رکھیں گے، اور ان کو معبود قرار دے کر ان کی پوجا کریں گے، اور شرک و کفر کی نجاستوں سے آلودہ ہو جائیں گے۔ اس وقت وہ رسول ہی ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے گا۔ اور کتاب و حکمت کی تعلیم سے ان کی جہالت کو دور کرے گا اور نظر رحمت فرما کر ان کے ظاہر و باطن کو پاک اور صاف کر دے گا اور ان کے دلوں سے مورتیوں کی محبت نکال کر اللہ کی محبت پیدا کرے گا۔

چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر بیت اللہ شریف کو ہمیشہ کے لیے بتوں سے پاک کر دیا اور اس کی عظمت و شان کو چار چاند لگا دیے۔ اور وہ لوگ، جو ہر لحاظ سے پستیوں کا شکار ہو چکے تھے۔ علم و عرفان اور اعمال و اخلاق کی بلندیوں پر متمکن ہوئے۔

ارشاد ہوتا ہے :-

Marfat.com

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ	البتہ تحقیق اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا جب کہ
فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ	ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان پر اس کی
اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ	آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں
وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ	کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ یقیناً اس سے
لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پ ۴)	پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

الغرض مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف کے تعمیر ہو جانے سے اس کی عظمت و شان کا چرچا ہوا اور اس کی برکت اور کشش سے آبادی بڑھنی شروع ہو گئی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ لڑکے پیدا ہوئے، آگے چل کر ان سے آپ کی اولاد کا سلسلہ بھی پھیلا۔

چنانچہ کعبۂ معظمہ کی تولیت بدستور آپ کی اولاد میں ہی رہی۔ اگرچہ درمیان میں کچھ عرصے تک قبیلۂ جرہم اور قبیلۂ خزاعہ کا بھی قبضہ رہا ہے۔ آپ کی اولاد میں تقریباً چالیس پشتوں کے بعد حضرت عدنان، اور حضرت عدنان سے بیس پشتوں کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم آتے ہیں۔ گویا حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان تقریباً ساٹھ پشتیں ہیں۔

Marfat.com

حسب و نسب

حضور صلے اللہ علیہ وسلم حسب و نسب میں اشرف واکرم اور احسن واطیب ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتا تھا۔

فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ اَلْقٰی ذٰلِكَ النُّوْرَ فِیْ صُلْبِہٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَھْبَطَنِیَ اللّٰہُ اِلَی الْاَرْضِ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ وَجَعَلَنِیْ فِیْ صُلْبِ نُوْحٍ وَقَذَفَ بِیْ فِیْ صُلْبِ اِبْرَاھِیْمَ ثُمَّ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الْکَرِیْمَۃِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیَّ لَمْ یَلْتَقِیَا عَلٰی سِفَاحٍ قَطُّ

(ابونعیم، ابن ابی عمر، مواھب اللدنیہ خصائص کبریٰ ص ۳۹)

پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اسی نور کو ان کے صلب میں رکھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں رکھ کر زمین پر اُتارا۔ اور مجھے صلب نوح اور صلب ابراہیم علیہما السلام میں پہنچایا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے اصلاب طیبہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے نکالا۔ آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک کوئی زانی نہیں ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قَرَءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ بِفَتْحِ الْفَاءِ وَقَالَ اَنَا اَنْفَسُکُمْ نَسَبًا وَّصِھْرًا وَّحَسَبًا لَیْسَ فِیْ اٰبَائِیْ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ سِفَاحٌ کُلُّنَا نِکَاحٌ (ابن مردویہ

ابن مردویہ خصائص کبریٰ ص ۳۹)

نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے لقد جاءکم رسول من انفسکم کو فا کے زبر سے پڑھا اور فرمایا کہ میں حسب و نسب اور صہر میں تم سب سے نفیس ترین ہوں۔ آدم علیہ السلام سے لیکر میرے آباؤ اجداد تک کوئی زانی نہیں ہوا سب نے نکاح کیا۔

Marfat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ممبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔

اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتًا فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَخَیْرُھُمْ بَیْتًا۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ ص۵۱۳)

میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق یعنی انسانوں میں سے کیا۔ پھر انسانوں میں دو گروہ عرب و عجم بنائے اور مجھے بہتر گروہ عرب میں سے کیا پھر عرب کے چند قبیلے بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ قریش میں سے کیا۔ پھر قریش کے چند خاندان بنائے تب مجھے سب سے اچھے خاندان بنی ہاشم میں سے کیا۔ بس میں ذاتی اور خاندانی طور پر سب سے اچھا ہوں،

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا

یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ (ترمذی مشکوٰۃ مسلم ص۵۱۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

قَالَ جِبْرِیْلُ قَلَبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا فَلَمْ اَرَ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَلَمْ اَرَ بَنِیْ اَبٍ اَفْضَلَ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ (دیلمی، زرقانی)

جبریل امین نے کہا کہ میں نے تمام مشارق و مغارب میں پھر کر دیکھا کوئی شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل نظر نہیں آیا، اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھنے میں آیا۔

آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آباء واجداد

سیدنا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدن بن عدنان ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ۔

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا انْتَسَبَ لَمْ یُجَاوِزْ مَعَدَّ بْنَ عَدْنَانَ ثُمَّ یُمْسِكُ وَیَقُوْلُ كَذَبَ النَّسَّابُوْنَ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا (زرقانی علی المواہب ۲ ، طبقات ابن سعد ج ۱ ۲)	کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان سے آگے نہ بڑھتے ، اور فرماتے کہ نسب بیان کرنے والوں نے معد بن عدنان سے آگے جو بیان کیا ہو وہ غلط ہے اور یہ دو یا تین بار فرماتے ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا یَنْتَسِبُ اِلٰی عَدْنَانَ وَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ لَا یُدْرٰی مَا هُوَ؟ (زرقانی علی المواہب ۲)	کہ نسب جو صحیح بیان کیا جا سکتا ہو وہ عدنان تک ہے ، اور اسکے اوپر صحیح طور پر معلوم نہیں کہ وہ کون ہے ؟ اور اس کا نام کیا ہے ؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ۔

بَیْنَ عَدْنَانَ وَاِسْمٰعِیْلَ ثَلٰثُوْنَ اَبًا لَا یُعْرَفُوْنَ (زرقانی علی المواہب ۲ ، طبقات ابن سعد ۲)	کہ عدنان اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان تیس پشتیں ہیں جو پہچانی نہیں جاتیں[1]

---

[1] چالیس اور اکتالیس کی روایات بھی ہیں (زرقانی ۱)

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے کسی نے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو اپنا نسب حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کرتا ہو۔

نَکَرِہَ ذَالِکَ وَقَالَ مَنْ اَخْبَرَہٗ بِذَالِکَ ؟ (زرقانی علی المواہب ص۱۴۹)

تو انھوں نے اس بات کو مکروہ سمجھا اور فرمایا اس کو کس نے اس کی خبر دی ہے ؟

اور ان ہی سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ نسب حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کیا جائے۔

فَالَّذِیْ یَنْبَغِیْ لَنَا الْاِعْرَاضُ عَمَّا فَوْقَ عَدْنَانَ لِمَا فِیْہِ مِنَ التَّخْلِیْطِ وَالتَّغْیِیْرِ لِلْاَلْفَاظِ وعوا صتہ تِلْکَ الْاَسْمَآءِ مَعَ قِلَّۃِ الْفَائِدَۃِ (زرقانی علی المواہب ص۱۴۹، الاستیعاب، مدارج النبوۃ)

ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ ہم عدنان سے تجاوز کرنے سے اعراض کریں اس لیے کہ عدنان سے اوپر کے ناموں میں تخلیط و تغییر ہوگئی ہے۔ اور ان اسماء کی صحیح معرفت) میں دشواری زیادہ اور فائدہ تھوڑا ہے۔

عدنان سے اوپر کے ناموں میں چونکہ تخلیط و تغییر ہوگئی ہے اس لیے ان کے بیان سے احتراز کیا گیا ہے اور جہاں تک نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے لے کر عدنان تک کا تعلق ہے اس میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں، لہٰذا عدنان سے لے کر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک مختصر حالات ہدیہ ناظرین ہیں۔

عدنان (بفتح العین وسکون الدال)

آپ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں اکیسویں پشت میں ہیں۔ آپکا معظم و مکرم ہونا اس سے ثابت ہے کہ جب بخت نصر نے عرب پر پہلا حملہ کیا تو حضرت آرمیا یرمیا علیہما السلام نے بخت نصر کو بتادیا تھا کہ اللہ کی طرف سے اس کو دیگر قبائل پر حملہ کرنے کی اجازت ہے مگر عدنان پر نہیں چنانچہ بخت نصر نے عدنان کو چھوڑ کر دیگر قبائل پر حملہ کیا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

وَکَمْ اَبٍ قَدْ عَلَا بِابْنٍ ذَوِیْ شَرَفٍ　　کَمَا عَلَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ عَدْنَانٗ

Marfat.com

اور بہت سے باپ ایسے بھی ہیں جنھوں نے بیٹے کے سبب سے شرف کی بلندیوں پر علو کیا ہے

جیسے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سبب سے عدنان کو شرف و علو حاصل ہوا ہے۔

مَعَد (بفتح المیم وسکون العین)

معد کا معنی تروتازہ، چوں کہ آپ کا چہرہ نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے خوبصورت اور تروتازہ رہتا تھا، اس وجہ سے آپ کا نام معد ہوا۔

جب بخت نصر نے عرب پر دوسرا حملہ کیا تو بنی عدنان یمن کی طرف چلے گئے تھے مگر معد کو حضرت ارمیا برخیا علیہما السلام اپنے ساتھ حران کو لے گئے تھے۔ جب بخت نصر کا عرب سے دباؤ اُٹھ گیا اور امن ہو گیا تو حضرت معد پھر مکہ میں تشریف لے آئے۔ (کامل ابن اثیر ص۲۱۴)

نِزار (بکسر النون)

نزار، نزر سے ہے جس کا معنی ہے قلیل، آپ کے اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔

اَنَّهٗ لَمَّا وُلِدَ وَ نَظَرَ اَبُوْهُ اِلٰی نُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَرِحَ فَرَحًا شَدِيْدًا وَ اَطْعَمَ وَقَالَ اِنَّ هٰذَا كُلَّهٗ نَزْرٌ اَىْ قَلِيْلٌ لِحَقِّ هٰذَا الْمَوْلُوْدِ فَسُمِّيَ نِزَارٌ لِذٰلِكَ (زرقانی علی المواہب ص۷۹)

کہ جب حضرت نزار پیدا ہوئے تو آپ کے والد ماجد نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان دیکھا، تو وہ بہت ہی زیادہ خوش ہوئے، اور اس خوشی میں احباب کی دعوت کی اور ان کو کھانا کھلا کے فرمایا اس بچے کی پیدائش کی خوشی میں جو کچھ میں نے کیا ہے وہ تھوڑا ہے، اسی وجہ سے آپ کا نام نزار (قلیل) رکھا گیا۔

مُضَر (بضم المیم وفتح الضاد المعجمہ)

آپ کے تین بھائی اور تھے جن کے نام یہ ہیں۔ ایاد، ربیعہ، انمار، آپ اور ایاد دونوں حقیقی

بھائی تھے۔ ربیعہ اور انمار آپ کے علاتی بھائی تھے۔ یعنی ان کی والدہ دوسری تھی۔ ان کے والد نزار نے بوقت وفات وصیت فرمائی کہ میرے مال میں قبۂ ادیم الحمرا (سُرخ چمڑے کا خیمہ) اور اس کے مشابہ چیزیں مُضر کی ہیں، سیاہ خیمہ اور اس کے مشابہ ربیعہ کے لیے ہیں۔ یہ خادمہ اور اس کے مشابہ ایاد کے واسطے ہیں۔ یہ چادر اور اس کے مشابہ انمار کی ہیں۔ اور فرمایا کہ اگر ان کی تقسیم میں دشواری پیش آئے اور اس کے قبول کرنے میں اختلاف ہو جائے تو افعی الجرہمی، راہب کے پاس چلے جانا وہ فیصلہ کر دے گا چنانچہ بوقت تقسیم ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ تو وہ چاروں افعی الجرہمی کے پاس تصفیہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں چلتے ہوئے مضر کی نظر گھاس پر پڑی جو کسی جانور کی چری ہوئی تھی، تو اس نے کہا کہ جس اونٹ نے یہ گھاس کھائی ہے وہ کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا وہ لنگڑا بھی ہے، ایاد نے کہا وہ دُم کٹا بھی ہے۔ انمار نے کہا وہ چھوٹا ہوا بھی ہے۔ اس گفتگو کے بعد وہ کچھ تھوڑا ہی آگے گئے تھے کہ ان کو ایک شخص جو تیزی سے اونٹنی کو دوڑاتا ہوا آرہا تھا ملا۔ اور اس نے اپنے گم شدہ اونٹ کے متعلق دریافت کیا مضر نے اس سے پوچھا کیا وہ کانا ہے؟ اس نے کہا ہاں! ربیعہ نے پوچھا کیا وہ لنگڑا بھی ہے؟ کہا ہاں! ایاد نے پوچھا کیا وہ دُم کٹا ہے؟ کہا ہاں! انمار نے پوچھا کیا وہ چھوٹا ہوا ہے؟ اس نے کہا ہاں، بالکل وہی میرا اونٹ ہے، بتاؤ وہ کہاں ہے؟ انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ ہم نے تیرا اونٹ کہیں نہیں دیکھا۔ اس نے کہا کہ جب تم نے اس کی علامتیں ٹھیک ٹھیک بتلا دیں تو میں کیسے یقین کروں کہ تم نے نہیں دیکھا ہے۔ اور وہ تمھارے پاس ہے۔ باوجود ان کے بار بار کہنے کے کہ ہم نے تیرا اونٹ نہیں دیکھا، اور نہ ہمیں معلوم ہے۔ اس نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا، اور ان کے ساتھ ساتھ چلتا گیا۔ یہانتک کہ وہ سب نجران میں افعی جرہمی کے پاس پہنچے۔ وہاں پہنچ کر اونٹ والے نے جرہمی سے سارا حال سُنا کر درخواست کی کہ میرا اونٹ دلوا دیجیے۔ جرہمی نے ان کے انکار کرنے پر پوچھا کہ جب تم نے اس کا اونٹ نہیں دیکھا تو تمھیں اس کے اوصاف کیسے معلوم ہو گئے؟ مضر نے کہا میں نے اس کا کانا ہونا اس سے معلوم کیا کہ وہ ایک طرف کی گھاس کھاتا گیا ہے اور دوسری طرف کی چھوڑتا گیا ہے۔ ربیعہ نے کہا

Marfat.com

ہیں نے اس کے پاؤں کے نشانات سے معلوم کیا کہ وہ لنگڑا ہے، کیوں کہ اسکے اگلے ایک پیر کا نشان پورا پڑتا ہوا نظر آتا تھا، اور دوسرے کا پورا نظر نہیں آتا تھا۔ ایاد نے کہا ہیں نے مینگنیوں سے اس کا دُم کٹا ہونا معلوم کیا ہے۔ کیوں کہ اس کی مینگنیاں اکٹھی پڑی ہوتی تھیں، اگر اس کی دُم ہوتی تو مینگنیاں متفرق گرتیں، انمار نے کہا ہیں نے اس کا چھوٹا ہوا ہونا اس سے معلوم کیا ہے کہ وہ سرسبز اور گنجان جھاڑیوں کو چھوڑتا ہوا گیا ہے۔ اگر وہ چھوٹا ہوا نہ ہوتا، تو ان سرسبز اور گنجان جھاڑیوں کو چھوڑتا ہوا نہ گزرتا۔ یہ سن کر جرہمی نے اس اونٹ والے سے کہا کہ تیرا اونٹ انکے پاس نہیں ہے جا اس کو تلاش کر! پھر جرہمی نے ان سے ان کے حالات اور آنے کا سبب پوچھا۔ ان کے بتانے پر وہ بہت خوش ہوا، اور کہنے لگا کہ تم جیسے عقل مندوں کو بھلا میرے فیصلے کی کیا حاجت ہے؟

یہ کہہ کر اس نے کھانے کے لیے کہا۔ انھوں نے کھانا کھایا اور شراب پی۔ بعد ہیں مضر نے کہا آج کیا اچھی شراب پی ہے مگر کیا ہی اچھا ہوتا، اگر وہ ایک قبر کے انگوروں سے نہ بنائی گئی ہوتی۔ ربیعہ نے کہا آج جو گوشت کھایا ہے وہ بڑے ہی مزے کا تھا مگر کیا ہی اچھا ہوتا، اگر وہ بکری کُتیا کا گوشت کھا کر نہ پلی ہوتی۔ ایاد نے کہا ہمارا میزبان کیا اچھا ہے، لیکن اے کاش کہ وہ اپنے باپ کا بیٹا ہوتا۔ انمار نے کہا جو باتیں آج ہم نے سُنی ہیں ان سے بہتر کبھی نہیں سُنیں۔ ان کی اس گفتگو کو سُن کر جرہمی کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ اُٹھ کر اپنی ماں کے پاس آیا، اور اپنے باپ کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ ہیں جس بادشاہ کے نکاح ہیں تھی اس کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ مجھے بُرا معلوم ہوا کہ بادشاہی اس کے گھرانے سے نکل جائے۔ اس لیے ہیں ایک شخص کے پاس گئی اور اس سے حاملہ ہوگئی۔ پھر اس نے شراب بنانے والے سے شراب کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا ہیں نے ایک ڈالی انگور کی تیرے باپ کی قبر پر لگائی تھی، یہ ان انگوروں کی شراب ہے۔ پھر اس نے چرواہے سے بکریوں کے متعلق پوچھا تو چرواہے نے کہا کہ اس بکری کو ہیں نے کتیا کا دودھ پلایا تھا پھر ان کے پاس آکر جرہمی نے مضر سے پوچھا کہ آپ کو شراب کی حقیقت کیسے معلوم ہوئی؟ مضر نے کہا اس وجہ سے کہ اس کے پینے سے مجھے سخت پیاس لگی تھی۔ پھر اس نے ان سے پوچھا کہ مال کی تقسیم میں تمہارا کیا اختلاف ہے؟

Marfat.com

انھوں نے سارا قصہ سنایا، جرہمی نے سن کر یہ فیصلہ دیا کہ قبہ حمرار، دینار اور سرخ اونٹ وغیرہ مضر کے ہیں۔ خیمہ سیاہ اور کالے گھوڑے اور خچر وغیرہ ربیعہ کے ہیں۔ بوڑھی خادمہ اور بھیڑ بکری مویشی وغیرہ ایاد کے ہیں۔ زمین اور حمار وغیرہ انمار کے ہیں۔ وہ اس فیصلے پر راضی ہو گئے اور واپس آ گئے۔

کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳ و طبری

حدی (اونٹوں کو گا کر چلانا) مضر ہی کی ایجاد ہے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ وہ اونٹ سے گر گئے اور ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا، تو وہ اس طرح چلائے یا یداہ! یا یداہ! ہائے میرا ہاتھ ہائے میرا ہاتھ چوں کہ نہایت خوش آواز اور سُریلے تھے، ان کی آواز کو سُن کر اونٹ چراگاہ سے آ کر انکے پاس جمع ہو گئے اس سے انھوں نے سمجھا کہ اونٹ بھی آواز پر مست ہوتے ہیں، تندرست ہو کر انھوں نے تجربہ کیا اور وہ کامیاب ہوئے۔ چنانچہ ان ہی کا قول ہے

حینئذ یصبحن اذحدین بالاذ ناب — جس وقت وہ اونٹنیاں گانا سنتی ہیں تو دُمیں

فذهب مثلا۔ (کامل ابن اثیر ۲ صفحہ ۱۴) — ہلا ہلا کر مسرور ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا تَسُبُّوا مُضَرَ فَاِنَّہٗ کَانَ قَدْ اَسْلَمَ — مُضر کو برا نہ کہو کیوں کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۳۵)

اِلیَاس (بکسر الاول و بفتح الاول)

سب سے پہلے قربانی کے اونٹ بیت اللہ شریف آپ نے ہی بھیجے ہیں۔ اور جب حج کو تشریف لے جاتے تو کَانَ یَسْمَعُ فِیْ صُلْبِہٖ تَلْبِیَۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ اپنے صلب میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہنا سنتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب صفحہ ۷۷) اہل عرب آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے اور اپنی قوم میں آپ سب سے زیادہ قابل احترام اور بزرگ سمجھے جاتے تھے۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کی بیوی نے اتنا غم کیا کہ جب تک زندہ رہیں اس جگہ سے نہ اُٹھیں جہاں آپ مرے تھے

Marfat.com

اور کبھی سائے میں نہ بیٹھیں، لوگ اُن کے حُزن کی مثال دیا کرتے تھے۔

مُدرِکہ (بضم المیم وسکون الدال وکسر الراء)

آپ کا نام عمرو، اور لقب مدرکہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ کے والد حضرت الیاس اپنے اونٹوں کو لے کر چرانے کے لیے کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں اونٹوں کی نظر ایک خرگوش پر پڑی، تو وہ خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔ ان کی تلاش کے لیے آپ گئے اور انھیں ڈھونڈ کر واپس لے آئے اس لیے آپ کا لقب مدرکہ (پانے والا) ہو گیا، جو اصل نام پر غالب آگیا۔

وَكَانَ فِيهِ نُورُ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَاهِرًا اَبَيِّنًا (زرقانی علی المواہب ص ۷۸)

اور آپ (کی پیشانی) میں نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر و روشن تھا۔

خُزَیمہ (بضم الخاء وبفتح الزاء المعجمۃ وسکون الیاء تصغیر خزم)

آپ کی کنیت ابوالاسد تھی۔

وَفِيهِ نُورُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور انکی پیشانی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور چمکتا تھا

(زرقانی علی المواہب ص ۷۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

مَاتَ خُزَيْمَةُ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)

کہ خزیمہ نے دین ابراہیم علیہ السلام پر وفات پائی ہے

(زرقانی علی المواہب ص ۷۸)

كِنَانَہ (بکسر الکاف)

آپ کی کنیت ابو النضر تھی

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاھِیْمَ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ کِنَانَۃَ قُرَیْشًا وَّ اصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَّ اصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ (مسلم ترمذی، مشکوٰۃ، مواھب ص۱۱۵)

کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراھیم علیہ السلام سے اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا، اور اسماعیل السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو، اور بنی کنانہ سے قریش کو، اور قریش سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔

ابو عامر عدوانی فرماتے ہیں

رَاَیْتُ کِنَانَۃَ بْنَ خُزَیْمَۃَ شَیْخًا مُسِنًّا عَظِیْمًا الْقَدْرِ یَحُجُّ اِلَیْہِ الْعَرَبُ لِعِلْمِہٖ وَفَضْلِہٖ بَیْنَھُمْ (زرقانی علی المواہب ص۲۲)

کہ میں نے کنانہ بن خزیمہ کو بزرگ، بے باک اور عظیم القدر ہستی دیکھا ہے۔ ان کے علم وفضل کیوجہ سے عرب ان کے پاس اکثر آتے جاتے۔

نَضْر (بفتح النون وسکون الضاد المعجمۃ)

آپ کا نام قیس تھا، چوں کہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بہت زیادہ حسین و جمیل تھے، اس وجہ سے لوگ آپ کو نضر کہا کرتے تھے، کیوں کہ نضر کا معنی تروتازہ، خوبصورت اور پر رونق ہونا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْھِھِمْ نَضْرَۃَ النَّعِیْمِ یعنی جنت کے عیش وعشرت اور اسکی نعمتوں کی تروتازگی اور رونق ان کے چہروں میں دیکھتے ہی تم پہچان لوگے کہ یہ لوگ عیش و راحت میں ہیں۔

مَالِک (بروزن اسم فاعل)

آپ کی کنیت ابوالحارث اور نام مالک تھا، صاحب تاریخ خمیس فرماتے ہیں کہ

قَالَ الْخَمِیْسُ سُمِّیَ مَالِکًا لِاَنَّہٗ کَانَ مَلِکَ الْعَرَبِ۔ (زرقانی علی المواہب ص۷۶)

آپ کا نام مالک اس وجہ سے تھا کہ آپ ملک العرب تھے۔

فِہر (بکسر الفاء وسکون الہاء)

آپ کی کنیت ابو غالب اور لقب قریش تھا، اور بعض فرماتے ہیں کہ آپ کی والدہ نے آپ کا نام قریش، اور والد نے فہر رکھا تھا۔ قریش قرش کی تصغیر ہے۔ قرش اس مچھلی کو کہتے ہیں جو پانی کے اندر جانوروں کو اپنے دانتوں سے تلوار کی طرح کاٹ دیتی ہے۔ آپ اور آپ کی اولاد کو قریش قوت و طاقت اور شجاعت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ آپ کا قبیلہ جملہ قبائل سے طاقت ور اور رہا در تھا چنانچہ آپ کے زمانہ میں حسان حاکم یمن فوج لے کر مکے پر حملہ آور ہوا اس کا مقصد یہ تھا کہ کعبہ مکرمہ کو گرا کر اس کے پتھروں کو یمن لے جا کر وہاں کعبہ بنائے۔ حضرت فہر مع اپنے بھائیوں اور عزیزوں کے مقابلے میں نکلے۔ بڑی سخت لڑائی کے بعد آپ کو فتح اور حسان کو شکست ہوئی اور وہ گرفتار کیا گیا۔ تین سال قید رکھنے کے بعد آپ نے فدیہ لے کر اس کو چھوڑ دیا، وہ یمن کو واپس جاتے ہوئے راستے میں مرگیا (کامل ابن اثیر ص۱۲)

آپ کو مکہ میں پہلے ہی ایک رئیس اور سردار کی حیثیت حاصل تھی مگر اس عظیم الشان فتح کے بعد آپ کی عظمت و شجاعت اور سیادت کا عرب پر سکہ بیٹھ گیا۔

غَالِب (بروزن اسم فاعل)

آپ کی کنیت ابو تیم، اور نام غالب ہے جو غلب سے مشتق ہے (زرقانی ص۲) اور شاید حصول غلبہ کی وجہ سے نام غالب ہو۔

لُؤَی (بضم اللام والہمزۃ)

آپکی کنیت ابو کعب اور نام لوئی ہے، امام اللغۃ اصمعی فرماتے ہیں کہ لوئی لواء الجیش کی تصغیر ہے (زرقانی ص۴) اور شاید آپ کا یہ نام اس لیے ہو کہ آپ اپنی قوم میں صاحب لواء (علم بردار) ہوں۔

Marfat.com

کعب (بفتح الکاف وسکون العین)

کعب کا معنی ہے بلند و مرتفع ، بزرگی و شرف ، آپ اپنے نام کے موافق اپنی قوم میں اشرف و اعلیٰ تھے ۔ جمعے کے دن لوگوں کو جمع کر کے وعظ و نصیحت کرنا آپ کی ہی ایجاد ہے آپ جمعے کے دن قریش کو جمع کر کے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کا ذکر فرماتے ، اور قریش کو بتاتے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میری اولاد سے ہیں آپ پر ایمان لانے اور آپ کی اتباع کرنے کا حکم دیتے اور چند اشعار پڑھتے جنمیں سے ایک یہ ہے ؎

یَا لَیْتَنِیْ شَاھِدٌ فَحْوَاءَ دَعْوَتِہٖ   ذَا قُرَیْشٍ تُبْغِی الْحَقَّ خَذْلَانَا

(زرقانی علے المواہب ص۷۵)

اے کاش میں اس وقت حاضر ہوتا ، جس وقت آپ لوگوں کو دعوت حق دیں گے اور لوگ حق کو ذلیل کرنے کی خواہش کریں گے ،

آپ کو عربوں میں بڑی قدر و عظمت حاصل تھی ۔ اسی وجہ سے انھوں نے آپکی تاریخ وفات کو اپنا سنہ قرار دے لیا تھا اور عام الفیل تک اسی سے تاریخ بیان کرتے تھے ۔ پھر عام الفیل سے تاریخ بیان کرنے لگے ۔ (کامل ابن اثیر ص۱۱)

مُرَّۃ (بضم المیم)

آپ کی کنیت ابو یقظہ اور نام مرہ ہے اگر یہ مرارۃ سے مشتق ہو تو اس کے معنی ہوں گے کڑوا (الحق مُرٌّ) ، اور ۃ مبالغہ کی ہوگی ۔

اور اگر یہ مرۃ سے مشتق ہو تو اس کے معنیٰ قوت کے ہوں گے (ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی) اور ۃ تانیث کی ہوگی

دونوں صورتوں میں قوت و طاقت کا مفہوم نکلتا ہے ۔

Marfat.com

کِلاب (بکسر الکاف)

آپ کا نام حکیم اور کنیت ابو زہرہ ہے۔ کلاب. جمع کلب کی ہے۔ وجہ تسمیہ یہ بتائی گئی ہے کہ اہل عرب اپنے فرزندوں کے نام درندوں کے ناموں پر کلب، ذئب، اسد وغیرہ رکھتے تھے تاکہ وہ بہادر ہوں اور دشمنوں کے لیے شیروں اور بھیڑیوں کی طرح ثابت ہوں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے بہت سے شکاری کتے محبت سے پال رکھے تھے اس وجہ سے آپ کا نام ہی کلاب مشہور ہوگیا۔ (زرقانی علی المواہب ص۷۷)

ایک شاعر ان کی مدح میں کہتا ہے۔

حَکِیمُ بْنُ مُرَّۃَ سَاوَی الْوَرٰی ۔۔۔ بِبَذْلِ النَّوَالِ وَکَفِّ الْاَذٰی

حکیم بن مرہ نے بخشش کو عام کرکے اور اذیت کو روک کرکے مخلوق کے درمیان برابری ومساوات قائم کردی

اَبَاحَ الْعَشِیْرَۃَ اَفْضَالَہٗ ۔۔۔ وَجَنَّبَہَا طَارِقَاتِ الرَّدٰی

اپنے کنبہ کو فائدہ پہنچانا اور شرمندہ کرنے والے افعال سے بچانا تو اس کے افضال سے ہے۔

قُصَیّ (بضم القاف تصغیر قصی)

آپ کا اصلی نام زید اور کنیت ابو المغیرہ ہے۔ قصی کا معنی ہے (دور رہنے والا) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنی قوم سے دور رہے تھے۔ وہ اس طرح کہ ابھی آپ اپنی ماں کی گود ہی میں تھے کہ آپ کے والد کلاب کا انتقال ہوگیا تھا۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت سعد بن سہیل نے ربیعہ بن حزام سے دوسرا نکاح کرلیا۔ ربیعہ کا قبیلہ ملک شام کی سرحد پر سکونت پذیر تھا، اس لیے آپ کو اور آپ کی والدہ کو ربیعہ کے ساتھ وہیں جاکر رہنا پڑا۔ چنانچہ آپ نے اپنی والدہ کے پاس ہی پرورش پائی۔ آپ اپنے آپ کو ربیعہ ہی کا بیٹا سمجھتے تھے۔ کیونکہ آپ کو معلوم نہ تھا کہ میرا باپ کوئی اور ہے۔ جب جوان ہوئے تو ایک دن ربیعہ کے خاندان کے ایک شخص رنیع سے تیراندازی میں آپ کا مقابلہ ہوا۔ مقابلے میں

Marfat.com

آپ کو فتح ہوئی۔ رفیع نے از راہ حسد آپ سے عداوت شروع کردی۔ اور ایک دن باتوں باتوں میں کہاکہ تو ہم میں سے تو ہے ہی نہیں، پھر ہم میں کیوں رہتا ہے، جا اپنی قوم کے پاس جا کر رہ!

یہ سن کر آپ اپنی والدہ کے پاس آئے، اور پوچھا کہ میرے والد کون ہیں؟

آپ کی والدہ نے بتایا کہ بیٹا تم ربیعہ کے نہیں، بلکہ کلاب ابن مرہ کے بیٹے ہو اور تمہاری قوم اس قوم کے مقابلے میں ہر لحاظ سے افضل و اشرف ہے جو مکہ معظمہ بیت الحرام کے پاس رہتی ہے اور تمہارا حقیقی بڑا بھائی زہرہ بھی وہیں رہتا ہے۔ اس کے بعد آپ کو مکہ میں اپنی قوم اور اپنے بھائی کے پاس آکر رہنے کا بہت زیادہ شوق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ حجاج کے ساتھ آپ مکۂ مکرمہ اپنے بھائی کے پاس آگئے۔ آپ کے آنے سے آپ کے بھائی بہت خوش ہوئے۔ اور جائداد تقسیم کرکے دے دی۔ چونکہ آپ بہت خوب صورت اور شریف تھے اس لیے حُلیل بن حبشیہ الخزاعی سردار مکہ نے اپنی بیٹی حبی کا نکاح آپ سے کردیا، اور بہت سا مال وغیرہ جہیز میں دیا۔

آپ کے ہاں یکے بعد دیگرے چار بیٹے عبدالدار، عبد مناف، عبدالعزیٰ، عبد بن قصی پیدا ہوئے اور مال و دولت میں بھی اضافہ ہوا جس کی وجہ سے آپ کی عزت و عظمت اور زیادہ ہو گئی، آپ کے خسر حلیل سردار مکہ کے جب مرنے کا وقت آیا تو اس نے بیت اللہ شریف کی تولیت کا حق تو اپنی بیٹی حبی کو عطا کیا اور بیت اللہ کے دروازے کھولنے اور بند کرنے کا کام اپنے بیٹے المحترش جن کی کنیت ابو غبشان ہے کے سپرد کردیا۔ حلیل کے مرجانے کے بعد ابو غبشان نے ایک یا چند اونٹ، اور ایک شراب کی بوتل کے عوض اپنا عہدہ یعنی بیت اللہ شریف کا کھولنا اور بند کرنا قصی (اپنے بہنوئی) کو فروخت کردیا۔ اس طرح آپ کا قبضہ بیت اللہ شریف پر بھی ہوگیا۔ اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ حلیل سردار مکہ نے بوقت وفات بیت اللہ شریف کی تولیت کا حق آپکو ہی دیدیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ بنی خزاعہ سے یہ زیادہ حق دار ہیں۔

(طبقات ابن سعد ص ۳۷/۱)

(کامل ابن اثیر ص ۹/۲)

Marfat.com

بنی خزاعہ نے جب یہ دیکھا کہ بیت اللہ کی تولیت ہمارے ہاتھ سے گئی اور ہمارے اقتدار کا خاتمہ ہو رہا ہے تو ہوس اقتدار نے ان کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ آخر وہ آپ سے لڑنے پر آمادہ ہوئے آپ بھی اپنی قوم کے ساتھ مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ سخت لڑائی ہوئی اور فریقین کے بہت سے آدمی قتل اور مجروح ہوئے۔ پھر فریقین نے عمرو بن عوف جو کنانہ کی اولاد میں سے تھے کو اپنا حکم مقرر کر کے ان کے فیصلے پر راضی ہونے کا عہد کر لیا۔ انھوں نے تحقیق کے بعد فیصلہ آپ یعنی قصی کے حق میں دے دیا۔ اور فرمایا کہ مکہ کی ولایت کے لیے قصی خزاعہ سے اولیٰ ہیں اور آپس میں کشت و خون ہوا تھا وہ معاف کرا کے صلح کرا دی۔ پھر آپ بیت اللہ شریف کے والی اور امیر مکہ ہو گئے۔ کعب بن لوی کی اولاد میں آپ ہی پہلے شخص ہیں جو بیت اللہ کے متولی اور امیر مکہ مقرر ہوئے۔ امیر مکہ ہونے کے بعد آپ نے اپنی قوم کو جو مختلف مقامات پر آباد تھی، طلب کیا اور مکہ میں آباد ہونے کی ترغیب دی۔ اس وقت آپ کی قوم کی اگرچہ چند شاخیں ہو گئی تھیں مگر آپ کی کوشش سے وہ سب مکہ میں آکر آباد ہو گئیں۔ اور آپ کی عزت و عظمت سارے ملک میں مسلم ہو گئی۔ (کامل ابن اثیر ص ۹/۲ سیرت ابن ہشام ص ۳۳/۱)

ے اَبُوْکُمْ قُصَیٌّ کَانَ یُدْعیٰ مُجَمِّعًا بِہٖ جَمَّعَ اللّٰہُ الْقَبَائِلَ مِنْ فِہْرٖ

ترجمہ۔ تمہارے ہی باپ ہیں قصی بن کلاب جنھیں مجمع کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انھیں کے سبب اللہ نے قبائل فہر کو یکجا کر دیا تھا

پھر آپ نے اپنی قوم کو ایک دن جمع کر کے فرمایا کہ تم خدا کے پڑوسی اور اسکے گھر کے متولی ہو، اور حجاج خدا کے مہمان اور اس کے زائرین ہیں۔ اس لئے وہ دوسرے مہمانوں سے زیادہ تمھاری میزبانی کے مستحق ہیں تمھیں چاہیے کہ ایام حج میں ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام کیا کرو۔ قوم نے آپکی آواز پر لبیک کہا، اور اپنی خدمات پیش کیں۔ چنانچہ ہر سال ایام حج میں حجاج کو کھانا وغیرہ کھلایا جاتا پھر آپ نے ایک دار الندوہ (مشورہ گھر) بنایا۔ تمام کاموں کے متعلق تدابیر نکاح اور دیگر تقاریب کی مراسم اسی مکان میں ہوتیں۔ اور لڑائی کے لیے جھنڈا وغیرہ بھی یہیں تیار ہوتا۔ (سیرت ابن ہشام ص ۱۳۱/۱)

سب سے پہلے مزدلفہ پر آپ نے ہی روشنی کی، تاکہ لوگوں کو عرفات سے نظر آئے۔ (طبقات ابن سعد ص ۴۱/۱)

Marfat.com

آپ کے بڑے بیٹے عبدالدار حسن و جمال اور شرافت میں اپنے بھائیوں کے ہمپایہ نہ تھے آپ نے اپنی آخری عمر میں حرم شریف کے تمام مناصب عبدالدار کے سپرد کر کے فرمایا کہ میں نے تمھیں ان کے برابر کر دیا ہے۔ (طبقات ابن سعد ص ۴۱/۱)

آپ کی وفات پر آپ کی بیٹی تخمرؒ نے یہ اشعار کہے۔

طَرَقَ النَّعِیُّ بُعَیْدَ نَوْمِ الْهُجَّدِ نَنعَی قُصَیًّا ذَا النَّدیٰ وَالسُّوْدَدِ

رات کے وقت لوگ سو رہے تھے کہ کسی موت کی خبر دینے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا اور قصی کی موت کی خبر سنائی جو فیاض اور سخی اور سردار و رہبر قوم تھے۔

نَنعَی الْمُهَذَّبَ من لُوَیٍّ کُلِّهَا فَانْهَلَّ دَمْعِی کَالْجُمَانِ الْمُفْرَدِ

وہ ایسے شخص کی موت کی خبر لایا جو تمام خاندان لوئی میں سب سے زیادہ مہذب تھا خبر موت سن کر میرے آنسو اس طرح چلنے لگے جیسے موتی کی لڑی

فَاُرِقْتُ مِنْ حُزْنٍ وَهَمٍّ دَاخِلٍ اَرَقَ السَّلِیْمِ لِوَجْدِهِ الْمُتَفَقِّدِ

اس موت کے صدمے اور رنج و غم سے میری نیند جاتی رہی، اور اب میری حالت اس جیسی ہے جسے سانپ نے ڈس لیا ہو۔ (طبقات ابن سعد ص ۴۳/۱)

عَبدِ مَناف (بفتح المیم وخفۃ النون)

آپ کا نام مغیرہ اور کنیت ابو عبد شمس اور لقب عبد مناف ہے۔ مناف اِنافۃؓ سے ہے جس کے معنی ہیں بلند ہونا، نمایاں ہونا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شرافت و زیادتی کے معنی میں ہے، لہٰذا عبد مناف کا مطلب یہ ہوگا کہ اونچے مقام کا بندہ،

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے آپ کو بہت بڑے بت جسے مناۃ (اور مناف بھی) کہا کرتے تھے کے سامنے لاکر ڈال دیا تھا، اس وجہ سے آپ کا نام ہی عبد مناف مشہور ہو گیا۔

Marfat.com

وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ وَكَانَ فِيْهِ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (زرقانی علی المواهب ص ۴۳ ج ۱)
اور واقدی نے فرمایا ہے کہ آپ کی پیشانی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور تھا

اسی نور کی وجہ سے آپ اتنے حسین وجمیل تھے کہ لوگ آپ کو قمر البطحا (وادی مکہ کا چاند) کہہ کر پکارتے تھے، آپ قریش کے مطاع تھے، ان کو خدا سے ڈرنے اور نیکی کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک بار کسی شاعر کے اشعار پڑھ کر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو سنائے، آپ سن کر متبسم ومسرور ہوئے، وہ اشعار یہ ہیں

يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ الْمُحَوِّلُ رَحْلَهُ ۔۔۔ اَلَّا نَزَلْتَ بِآلِ عَبْدِ مَنَافِ

اے غریب الوطن گٹھری اٹھا کر لیجانیوالے قحط زدہ مسافر! ۔۔۔ تو عبد مناف کی اولاد کے ہاں کیوں نہ جا اترا؟

هبلتك امك لو نزلت برحلهم ۔۔۔ منعوك من عدم ومن اقتراف

اگر تو وہاں چلا جاتا تو وہ تیری ناداری اور تنگدستی کو دور کرکے تجھے محنت ومشقت سے بھی مستغنی کردیتے،

الخالطين غنيهم بفقيرهم ۔۔۔ حتى يعود فقيرهم كالكافى

وہ تو امیر وغریب سے یکساں طور پر میل ملاپ کرتے ہیں ۔۔۔ یہاں تک کہ فقیر وہاں سے مستغنی ہو کر واپس آتا ہے

چونکہ آپ کے والد قصی نے مکے کا اقتدار آپ کے بڑے بھائی عبدالدار کو سونپ دیا تھا، اس وقت قصی کی ہیبت کی وجہ سے کسی نے اعتراض نہ کیا تھا قصی کی وفات کے بعد دونوں بھائیوں عبدالدار اور عبد مناف کی بھی وفات ہوگئی، ان کی وفات کے بعد عبد مناف کے بیٹوں ہاشم، عبد شمس، مطلب، نوفل نے اپنا استحقاق ظاہر کرکے کہا کہ اقتدار ہمارا حق ہے۔ اس پر قریش میں سخت اختلاف پیدا ہوگیا۔ یہاں تک کہ فریقین سخت لڑائی کے لیے تیار ہوگئے آخر اس بات پر صلح ہوگئی کہ سقایت و افادۃ (حجاج کو آب زمزم پلانا، اور کھانے وغیرہ کا انتظام کرنا) اور قیادت بنی عبد مناف کو دی جائے اور حجابہ ولواء (خانہ کعبہ کی دربانی اور علم جنگ بلند کرنا) و دار الندوہ بدستور بنی عبدالدار کے پاس رہے۔

چنانچہ بنی عبد مناف میں ہاشم سب سے بڑے تھے، سقایت وافادت اور قیادت انکو ملی اور انہوں نے

Marfat.com

اپنے فرائض نہایت احسن طریقے سے انجام دیے۔ (سیرت ابن ہشام ص۱۴۵ طبقات ابن سعد ص۴۴)

ہاشم

(بروزن اسم فاعل)

آپ کا نام عمرو اور لقب علو مرتبہ کی وجہ سے عمرو العلا ہے، ہاشم کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ اہل مکہ سخت قحط میں مبتلا ہوئے۔ آپ ملک شام میں گئے اور وہاں سے بہت زیادہ مقدار میں خشک روٹیاں خرید کر لائے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اونٹ کے شوربے میں ڈال کر ثرید بنایا، اور اہل مکہ کو پیٹ بھر کے کھلایا، اس دن سے آپ کو ہاشم (روٹیوں کا چورہ چورہ کرنے والا) کہنے لگے۔ کیوں کہ ہشم کا معنی ہے توڑنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا چنانچہ وہب بن عبد قصی فرماتے ہیں ؎

تَحَمَّلَ هَاشِمٌ مَا ضَاقَ عَنْهُ   وَاَعْيَا اَنْ يَّقُوْمَ بِهٖ ابْنُ بِيْضِ

ہاشم نے اپنی قوم کے لیے وہ بوجھ اٹھا لیا۔ جسکے برداشت کرنے اور اٹھا کر کھڑے ہونے سے بڑے بڑے بہادر اور شریف انسان بھی تنگ آگئے تھے

اَتَاهُمْ بِالْغَرَائِرِ مُتْاَقَاتٍ   مِنْ اَرْضِ الشَّامِ بِالْبُرِّ النَّفِيْضِ

وہ اپنی قوم کے لیے ملک شام سے عمدہ گیہوں کی روٹیوں کی بوریاں بھر کر لائے جنکے سب مشتاق تھے

فَاَوْسَعَ اَهْلَ مَكَّةَ مِنْ هَشِيْمٍ   وَشَابَ الْخُبْزَ بِاللَّحْمِ الْعَرِيْضِ

پھر انھوں نے بڑی وسعت و فراخی کے ساتھ روٹیاں توڑیں، اور گوشت کے ساتھ ان کو نرم اور تر و تازہ کر کے اہل مکہ کو پیش کیں۔ (طبقات ابن سعد ص۴۳)

Marfat.com

آپ اپنی قوم میں نہایت مکرم و معظم سمجھے جاتے تھے، مہماں نوازی کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت دستر خوان بچھا رہتا تھا۔

وَكَانَ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور انکے چہرہ میں تھا،
وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهٖ يَتَوَقَّدُ شُعَاعُهٗ	اس کی شعاعیں نکلتی تھیں اور اسکی ضیائیں چمکتی تھیں
وَيَتَلَأْلَأُ ضِيَاؤُهٗ وَلَا يَرَاهُ حَبْرًا	اور جو عالم بھی آپ کو دیکھتا وہ آپکے ہاتھوں کو بوسہ دیتا،
اِلَّا قَبَّلَ يَدَهٗ وَلَا يَمُرُّ بِشَيْءٍ اِلَّا سَجَدَ اِلَيْهِ	اور جس چیز پر آپ کا گزر ہوتا، وہ آپ کو سجدہ کرتی،

(زرقانی علے المواہب ص ۷۳)

اور اسی وجہ سے عرب کے قبائل اور احبار کے وفود آپ کے پاس آتے اور اپنی لڑکیاں پیش کرتے کہ آپ ان سے نکاح کریں۔ یہاں تک کہ بادشاہ روم ہرقل نے آپ کو پیغام بھیجا کہ مجھے آپ کی عظمتوں اور کرامتوں کا حال معلوم ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ یہاں آجائیں تو میں اپنی لڑکی جس سے بڑھ کر دنیا کی عورتوں میں کوئی حسین و جمیل نہیں ہے۔ آپ سے بیاہ دوں، یہ اس لیے کہ آپ کی پیشانی میں وہ نور مصطفےٰ ہے جس کی صفت ہم انجیل میں پاتے ہیں۔ مگر آپ نے سکو انکار کر دیا

(زرقانی علے المواہب ص ۷۳)

ایک مرتبہ آپ بغرض تجارت ملک شام جاتے ہوئے راستہ میں بنو عدی بن نجار میں سے ایک شخص عمرو بن زید خزرجی کے ہاں ٹھہرے، اس کی صاحبزادی سلمےٰ حسن و جمال، صورت و سیرت میں اپنی قوم کی تمام عورتوں میں ممتاز تھی۔ آپ کی شادی اس سے کردی گئی مگر عمرو نے آپ سے یہ عہد لے لیا تھا کہ سلمےٰ جو اولاد جنے گی وہ اپنے میکے میں جنے گی۔ شادی کے بعد آپ شام کو چلے گئے واپسی میں سلمےٰ کو اپنے ساتھ مکے میں لے آئے۔

ایک مرتبہ بچے کی پیدائش کے وقت آپ سلمیٰ کو مدینہ میں اس کے والدین کے پاس چھوڑ کر شام کو چلے گئے، اور وہیں غزہ میں انتقال فرما گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

(کامل ابن اثیر ص ۲)

آپ کی وفات پر آپ کی بیٹی شفا نے یہ اشعار کہے ہ

عَیْنِ جُوْدِیْ بِعَبْرَۃٍ وَّ سُجُوْمٍ — وَاسْفَحِی الدَّمْعَ لِلْجَوَادِ الْکَرِیْمِ

اے آنکھ اشک بار ہو اور — فیاض و کریم بزرگ کیلیے آنسو بہا!

ھَاشِمِ الْخَیْرِ ذِی الْجَلَالَۃِ وَالْمَجْدِ — وَذِی الْبَاعِ وَالنَّدٰی وَالصَّمِیْمِ

وہ ہاشم جو صاحب خیر و خوبی جاہ و جلال تھا — اور قوت و حوصلے والا فیاض اور مخلص تھا

عَبْدُ الْمُطَّلِب

آپ کا نام شیبۃ الحمد کنیت ابوالحارث ہے۔ شیبہ (سفید بالوں والا) یہ نام اسلئے رکھا گیا کہ جب آپ پیدا ہوئے تھے آپ کے سر میں کچھ بال سفید تھے عبدالمطلب نام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے ننھیال (مدینہ) میں پیدا ہوئے تھے۔ چوں کہ والد کا پیدائش سے پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا اس لیے اپنی والدہ کے پاس ہی رہے تھے۔ ایک دن آپ مدینہ کے بچوں کے ساتھ تیراندازی کی مشق کر رہے تھے کہ ایک شخص (جو عبدمناف کی اولاد میں سے تھا) کا کہیں اس طرف سے گزر ہوا، وہ بھی کھڑا ہو کر دیکھنے لگا۔ آپ جب تیر نشانے پر مارتے تو فرماتے میں ابن ہاشم سیدالبطحا ہوں، اس شخص نے آپ کو بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ فرمایا میں شیبہ بن ہاشم بن عبدمناف ہوں، اس شخص نے مکہ پہنچ کر مطلب بن عبدمناف کو کہا کہ میں نے تمہارے بھتیجے کو مدینہ میں دیکھا ہے اور تعریف کر کے کہنے لگا کہ ایسا لڑکا چھوڑنا نہ چاہیے بلکہ لے آنا چاہیے۔ مطلب اسی وقت تیار ہو کر مدینے پہنچ گئے اور واپسی پر آپ کو اپنے ساتھ لے آئے اور آتے ہوئے آپکی والدہ کو اس وجہ سے اطلاع نہ دی کہ کہیں وہ بھیجنے سے انکار نہ کر دے۔ چنانچہ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے سات آٹھ سال کی عمر تھی، پھٹے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے۔ اسی حالت میں مطلب نے آپ کو پکڑ کر اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ماں کی اجازت سے لائے تھے۔ جب سفر طے کر کے دن کے وقت مکہ میں داخل ہوئے، تو لوگوں نے ایک نئے لڑکے کو پیچھے بیٹھا دیکھ کر پوچھا

Marfat.com

یہ کون ہے؟ مطلب نے شرم کی وجہ سے کہہ دیا کہ یہ میرا عبد (غلام) ہے کیوں کہ ان کا لباس پھٹا پُرانا اور دھوپ وسفر کی وجہ سے چہرہ متغیر تھا، چنانچہ لوگ آپ کو عبدالمطلب کہنے لگے اور یہ نام آپ کے اصلی نام پر غالب آگیا۔ مطلب نے آپ کو اپنے بیٹوں سے بڑھ کر پیار و محبت سے پالا اور تربیت کی جب آپ کے حالات درست ہو گئے تو مطلب نے لوگوں کو بتایا کہ یہ میرا برادر زادہ ابن ہاشم ہے

(کامل ابن اثیر ص ۵/۲)

آپ کے چچا مطلب نے آپ کو آپ کے والد کی جتنی جائداد تھی وہ سب دے دی، چوں کہ آپ کے والد ہاشم سردار مکہ تھے ان کی وفات کے بعد ان کی جگہ آپکے چچا نے سنبھال لی تھی

(کامل ابن اثیر ص ۵/۲)

جب آپ پورے جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے۔ جب اُٹھے تو اپنی حالت دیکھ کر بہت متحیر ہوئے کہ حسن وجمال کا حلہ پہنے ہوئے سر میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے تھے اور آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ سب کچھ آپ کے ساتھ کس نے کیا ہے۔ آپ نے آکر اپنے چچا مطلب کو یہ ماجرا سُنایا وہ آپ کو قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا، کاہنوں نے سنکر کہا کہ آسمانوں کے خدا نے اس نوجوان کو نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ مطلب نے آپ کا نکاح صفیہ بنت جندب سے کر دیا۔ ان سے حارث پیدا ہوئے پھر وہ مر گئیں، ان کے بعد آپ کی دوسری شادی فاطمہ بنت عمرو سے ہوئی انھیں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تھے، ویسے آپ نے پانچ شادیاں کی ہیں مطلب کی وفات کے بعد مکے کی سرداری اور سقایت و افادت آپ کو ہی ملی تھی۔

آپ کی نفاست وطہارت کا یہ عالم تھا

وَكَانَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ يَفُوحُ مِنْهُ رَائِحَةُ الْمِسْكِ الْاَذْفَرِ وَكَانَ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضِيْئُ فِىْ غُرَّتِهٖ

کہ آپ کے جسم سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور آپکی پیشانی میں چمکتا تھا، قریش سخت قحط کی حالت میں آپکا ہاتھ پکڑ کر

Marfat.com

وَكَانَتْ قُرَيْشٌ إِذَا أَصَابَهَا قَحْطٌ شَدِيْدٌ فَاخَذَ	کو شبیر پر لے جاتے اور آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا
بِيَدِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَتَخْرُجُ بِهِ إِلَى جَبَلِ ثَبِيْرٍ	تقرب چاہتے اور آپ کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے
فَيَتَقَرَّبُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ وَيَسْئَلُوْنَهُ أَنْ يَسْقِيَهُمْ	تو اللہ تعالیٰ ان کی فریاد رسی فرماتا اور محمد صلے اللہ علیہ
الْغَيْثَ فَكَانَ يُغِيْثُهُمْ وَيَسْقِيْهِمْ بِبَرَكَةِ نُوْرِهَا	وسلم کے نور کی برکت سے ان کو باران عظیم سے سیراب
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْثًا عَظِيْمًا۔	فرماتا

(زرقانی علے المواہب ص ۸۲)

اور اسی نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی برکت تھی کہ آپ نہایت شریف اور پاکیزہ تھے لوگ آپ کو سید القریش اور اشرف القریش کہہ کر پکارتے تھے اور بڑے بڑے لوگ آپ کا چہرہ دیکھتے ہی ہیبت میں آجاتے اور تعظیم و تکریم کرتے۔ چنانچہ واقعہ اصحاب فیل اس پر شاہد ہے۔ جو بطور اختصار یوں ہے۔

کہ ابرہہ بن صباح (جو نجاشی شاہ حبشہ کی طرف سے گورنر تھا) نے موسم حج میں لوگوں کو حج کے لئے شان و شوکت سے تیاری کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ لوگ کہاں جاتے ہیں، لوگوں نے بتایا کہ مکہ میں بیت اللہ کا حج کرنے جاتے ہیں۔ اس نے کہا بیت اللہ کیا ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ وہ پتھروں کی ایک عمارت ہے جس کا وہاں جا کر طواف کرتے ہیں۔ اس نے بھی شہر صنعا میں ایک عظیم الشان کنیسہ (گرجا) کی بنیاد رکھی اور اعلیٰ درجے کے رنگ برنگے پتھر لگا کر سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے مزین کر کے نہایت خوبصورت کنیسہ گرجا بنایا، اردگرد انواع و اقسام کے پودے لگوائے اور نجاشی شاہ حبشہ کو لکھا کہ میں نے آپ کے نام سے ایک خوبصورت اور بے نظیر کنیسہ بنوایا ہے۔ اور کوشش کر رہا ہوں کہ آئندہ تمام دنیا کے لوگ مکے کے بیت اللہ کو چھوڑ کر اس کنیسہ کا حج و طواف کیا کریں۔ اس سے دین مسیحی کو تقویت بھی پہنچے گی اور آمدنی بھی ہو گی اور آپ کا نام بھی روشن رہے گا۔ جب یہ خبر عرب بھر میں مشہور ہوئی تو بنی کنانہ میں سے ایک شخص غضب ناک ہو کر وہاں پہنچا اور اس کنیسہ کے اندر جا کر بول و براز کر کے

واپس آگیا۔ ابرہہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے سخت غضب ناک ہو کر قسم کھائی کہ جب تک کعبے کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دوں گا چین سے نہ بیٹھوں گا۔ اس نے نجاشی کو حالات لکھ کر کثیر فوج اور مست ہاتھی جس کا نام محمود تھا، کو منگوالیا۔ چنانچہ ساٹھ ہزار اور بقول بعض ایک لاکھ فوج، اور بارہ ہاتھی لے کر اس نے چڑھائی کی، اور مکے سے دو میل کے فاصلے پر مقام مغمس میں آ اترا اور ایک سردار کو حکم دیا کہ اہل مکہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کرے۔ وہ فوج کے ایک دستے کے ساتھ آیا اور قریش کی بھیڑ بکریاں اور بہت سے اونٹ ہانک کر لے گیا۔ جن میں دو سو اونٹ حضرت عبدالمطلب کے تھے پھر ابرہہ نے حناطہ حمیری کو سرداران مکہ کے پاس بھیجا کہ ان کو اطلاع کر دو کہ بادشاہ تم سے لڑنے کو نہیں، بلکہ کعبے کو گرانے کے لیے آیا ہے۔ اگر تم نے اس کو روکا، یا مزاحمت کی تو لڑائی ہوگی، اور بری طرح مارے جاؤ گے۔ چنانچہ حناطہ آیا اور آ کر اہل مکہ سے ملا، اور پوچھا کہ تمھارا سردار کون ہے؟ لوگ اس کو عبدالمطلب کے پاس لے آئے۔

فَلَمَّا نَظَرَ إِلَىٰ وَجْهِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَضَعَ وَتَلَجْلَجَ لِسَانُهُ، وَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَكَانَ يَخُورُ الثَّوْرُ عِنْدَ ذِبْحِهِ فَلَمَّا أَفَاقَ خَرَّ سَاجِدًا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ سَيِّدُ قُرَيْشٍ حَقًّا۔

(زرقانی علی المواہب ص۸۵)

جب اس نے عبدالمطلب کے چہرے کو دیکھا اس کی گردن جھک گئی، زبان لڑکھڑا گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا، اور جیسے ذبح کے وقت بیل کی آواز نکلتی ہے ایسے ہی اس کی آواز نکل رہی تھی۔ جب اس کو ہوش آیا تو عبدالمطلب کے لیے سجدے میں گرا، اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ قریش کے برحق سید ہیں۔

پھر اس نے بڑے ادب سے ابرہہ کا پیغام دیا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا ہم بھی لڑنا نہیں چاہتے اور نہ اتنی کثیر فوج کے ساتھ لڑنے کی ہم طاقت رکھتے ہیں۔ رہا کعبہ تو وہ اللہ کا گھر ہے اور اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے وہ اس کی حفاظت کرے گا۔ حناطہ نے کہا آپ ابرہہ کے پاس چلیں تاکہ رو برو گفتگو ہو کر معاملہ طے ہو جائے۔ آپ قریش سے مشورہ کر کے اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر اس کے ہمراہ چلے۔ وہاں پہنچ کر

Marfat.com

حناطہ آپ کو باہر کھڑا کر کے اندر گیا اور ابرہہ کے پاس آپ کے حسن و جمال، عظمت و شرافت اور سخاوت کا حال بیان کیا اور بتایا کہ وہ سردار مکہ اور خاندان قریش سے ہیں، اور کعبۃ اللہ کے متولی ہیں، ان کا نام عبدالمطلب ہے۔ میری ان کی یہ گفتگو ہوئی ہے۔ اب ان کو آپ کے پاس لایا ہوں۔ ابرہہ نے آپ کو اندر بلایا اور آپ کی بہت ہی تعظیم و تکریم کی، یہاں تک کہ تخت سے اتر کر فرش پر آبیٹھا، اور آپ کو اپنے پاس برابر میں بٹھایا، اور دونوں میں بذریعہ ترجمان یوں گفتگو ہوئی۔

ابرہہ۔ آپ کیا چاہتے ہیں

عبدالمطلب۔ میرے اونٹ واپس کر دیے جائیں

ابرہہ۔ (متعجب ہو کر) آپ نے اونٹوں کے بارے میں تو کہا ہے اور خانہ کعبہ جو تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا دین و شرف ہے جسے میں ڈھانے کیلیے آیا ہوں اسکے بارے میں کچھ نہیں کہا؟

عبدالمطلب۔ اونٹوں کا مالک میں ہوں، خانہ کعبہ کا مالک رب جلیل ہے وہ اپنے گھر کو بچائے گا

ابرہہ۔ خانہ کعبہ تو اب مجھ سے نہیں بچ سکتا۔

عبدالمطلب۔ پھر تو جان، اور وہ جانے۔

ابرہہ نے حکم دیا کہ ان کے اونٹ واپس کر دیے جائیں۔ اور انکو مست ہاتھی دکھایا جائے (یہ غالباً مرعوب کرنے کے لیے تھا) آپ کو ہاتھی کے پاس لے گئے۔

فَلَمَّا نَظَرَ الْفِيلُ إِلَى وَجْهِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بَرَكَ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَخَرَّ سَاجِدًا وَأَنْطَقَ اللّٰهُ تَعَالَى الْفِيلَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَى النُّورِ الَّذِي فِي ظَهْرِكَ يَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ!	جب اس ہاتھی نے آپ کے چہرے کو دیکھا اونٹ کی طرح بیٹھ کر سجدے میں گر پڑا، اور اللہ تعالٰے نے اس ہاتھی کو گویا کیا۔ اس نے کہا اے عبدالمطلب! میرا اسلام ہو اس نور پر جو تمہاری پشت میں ہے (اور چہرے سے ظاہر ہو رہا ہے)

(زرقانی علی المواہب صفحہ ۸۶/۱)

یہ دیکھ کر وہ سب حیران ہو گئے اور آپ اپنے اونٹ لے کر واپس آ گئے۔ اور قریش کو جمع کر کے کہا کہ مکہ سے نکل کر پہاڑوں میں چلے جاؤ اور خود چند آدمیوں کو ساتھ لیکر بیت اللہ پہنچے طواف کرنے کے بعد دروازے کا حلقہ پکڑا اور رو رو کر یوں دعا کی۔

یَا رَبِّ لَا اَرْجُوْ لَهُمْ سِوَاكَ ۔۔۔ یَا رَبِّ فَامْنَعْ مِنْهُمْ حِمَاكَ

اے اللہ! ان ظالموں کے دفع کرنے میں مجھے تیرے سوا کسی سے امید نہیں۔ اے میرے رب اپنے گھر کی تخریب ان سے روک اور اس کی حفاظت فرما

اِنَّ عَدُوَّ الْبَیْتِ مَنْ عَادَاكَ ۔۔۔ اِمْنَعْهُمْ اَنْ تُخْرِبُوْا اَقْرَاكَ

بیشک جو تیرے گھر کا دشمن ہے وہ تیرا دشمن ہے، تو ان اپنے اور اپنے گھر کے دشمنوں کو اس سے روک کہ وہ تیرے گھر کی تخریب کریں

لاهم ان العبد يمنع ۔۔۔ رحله فامنع رحالك

الہی ہر شخص اپنے گھر کو دشمنوں سے بچاتا ہے تو بھی اپنے گھر کو ان دشمنوں سے بچا!

وَانْصُرْ عَلٰی آلِ الصَّلِیْبِ ۔۔۔ وَعَابِدِیْهِ الْیَوْمَ آلَكَ

الہی آج صلیب کے پوجنے والوں پر اپنے گھر کے رہنے والوں کو ان کی مدد کر کے فتح دے

لا يغلبن صليبهم ۔۔۔ ومحالهم عدوا محالك

کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی صلیب اور عداوت و سرکشی تیری قوت و طاقت پر غالب آ جائے۔

جروا جموع بلادهم ۔۔۔ والفيل كي يسبوا عيالك

اے اللہ یہ ظالم لوگ اپنے ملک سے لشکروں اور ہاتھیوں کو لائے ہیں تاکہ تیرے پرورش پانے والے بندوں کو قید کر کے لیجاویں

عمدوا حماك بكيدهم ۔۔۔ جهلا وما رقبوا جلالك

ان ظالموں نے نادانی اور جہالت سے تیرے گھر کے ساتھ برائی کا قصد کیا ہے اور تیرے جلال رعب سے نہیں ڈرے

ان كنت تاركهم وكعبتنا ۔۔۔ فامر ما بدا لك

اگر تو ان کو چھوڑ دینے والا ہے اور ہمارے قبلے کو بھی (کہ جو وہ چاہیں کریں) تو تجھے اختیار ہے جو چاہے کر

بارگاہ رب العزت میں دعا کر کے حضرت عبدالمطلب کوہ ثبیر پر چڑھ کر بیت اللہ شریف کو دیکھنے لگے۔ اس وقت نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی پیشانی میں گول مثل ہلال نمودار ہو کر خوب درخشاں ہوا، یہاں تک کہ اس کی شعاعیں آفتاب کی مانند خانہ کعبہ پر پڑیں عبدالمطلب نے اپنی پیشانی میں نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا دائرہ اور اس کی شعاعیں بیت اللہ پر دیکھ کر قریش سے فرمایا خدا کی قسم یہ نور جو میری پیشانی سے چمکا ہے یہ فتح و ظفر کی علامت ہے جاؤ بے خوف ہو کر بیٹھو! ہم ہی غالب رہیں گے۔

دوسرے روز ابرہہ نے اپنے ناپاک مقصد کو پورا کرنے کے لیے لشکر کو آراستہ و پیراستہ کیا، اور اسی محمود مست ہاتھی کو اُٹھا کر اس کا منہ مکّے کی طرف کیا تو وہ بیٹھ گیا۔ ہر چند اس کو اٹھانے کی کوشش کی گئی سخت سے سخت ضربیں بھی لگائی گئیں مگر وہ نہ اٹھا۔ جب یمن و شام کی طرف اٹھا کر چلاتے تو وہ تیزی سے چلتا، اور جب مکّے کی طرف اس کا مُنہ کرتے تو وہ بیٹھ جاتا۔ آخر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ ہولناک آوازیں دیتا ہوا لشکر سے نکل کر کہیں چلا گیا۔ اور انھوں نے دوسرے ہاتھیوں کو چلایا، وہ دلیری کے ساتھ چلے۔ جب لشکر بیت اللہ شریف کے قریب آگیا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف سے ابابیلوں یعنی چڑیوں کے مانند پرندوں کا لشکر بھیج دیا۔ ہر ایک پرندے کے پاس تین تین کنکریاں تھیں، ایک ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں انھوں نے کنکریوں کا مینہ برسا دیا جس پر وہ کنکری گرتی وہ ہلاک ہو جاتا۔ ہزاروں اسی جگہ اسی وقت ڈھیر ہو گئے۔ اور ہزاروں اس ہولناک عذاب کو دیکھ کر بھاگے تو راستہ میں گرتے مرتے جاتے تھے۔ ابرہہ کے جسم میں ایک آگ سی لگ گئی اور انگلیاں کٹ کٹ کے گرنے لگیں دل پھٹ گیا وہ بھی راستے میں مر گیا۔ اس طرح لشکر ابرہہ کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا اور اور اپنے گھر کو بچایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ	اے حبیب کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا؟ کیا ان کا داؤ غلط کر کے نہیں دکھایا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ بھیجے

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ٥ (قرآن ۳۰/۲۹)

جو ان پر کنکریاں پھینکتے تھے اور پھر کر ڈالا ان کو جیسے بھس کھایا ہوا۔

عبداللہ بن الزبعری بن عدی فرماتے ہیں ؎

تنکلوا عن بطن مکۃ انھا ۔ کانت قدیما لا یرام حریمھا

بیت اللہ کے دشمنوں کو وادی مکہ سے عبرت ناک سزا کے ساتھ بھگا دیا گیا۔ بلاشبہ قدیم ہی سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ (بری نیت سے) اس کے حرم کا کوئی ارادہ نہیں کر سکتا

سال امیر الجیش عنھا ما رای ۔ ولسوف ینبی الجاھلین علیمھا

(اگر تجھے معلوم نہیں ہے) تو امیر فوج (ابرہہ) سے اس کے متعلق پوچھ لے کہ اس نے کیا دیکھا؟ ناواقفوں کو واقف کار بتلا دے گا۔

ستون الفا لم یؤبوا ارضھم ۔ بل لم یعیش بعد الایاب سقیمھا

ساٹھ ہزار افراد (جو بیت اللہ کے گرانے کے ارادہ سے آئے تھے) وہ اپنے وطن (یمن) کو واپس نہ ہو سکے اور ان کا بیمار (بادشاہ) بھی لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا (بلکہ سخت عذاب میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

کانت بھا عاد و جرھم قبلھم ۔ واللہ من فوق العباد یقیمھا

اور ان سے پہلے وہاں عاد اور جرہم بھی تو رہتے تھے۔ (انھیں بھی جرأت نہ ہوئی کہ بیت اللہ شریف کو نظر بد سے دیکھیں) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جو ساری مخلوق کے اوپر ہے وہ اسے قائم رکھنا چاہتا ہے۔

حضرت عبدالمطلب بڑے موحد، بڑے سخی اور بڑے فیاض تھے۔ ہر سال ماہ رمضان میں کوہ حرا میں جاکر گوشہ نشینی اختیار فرماتے اور اللہ کی عبادت کرتے۔ عام طور پر لوگوں کو ظلم و بغاوت چوری، نکاح محارم، برہنہ طواف کرنا، شراب پینا، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا وغیرہ برائیوں سے بہت منع فرماتے اور بہت اچھے اخلاق پیدا کرنے کی ترغیب دیتے۔ یہ سب نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی برکت تھی۔

Marfat.com

خضاب

ایک مرتبہ آپ یمن میں تشریف لے گئے اور ایک حمیری سردار کے ہاں ٹھہرے جو خضاب کیا کرتا تھا، اس نے کہا عبدالمطلب اگر تم ان سفید بالوں کا رنگ خضاب سے بدل دو تو جوان نظر آؤ! چنانچہ واپسی پر آپ اس سے بہت سا خضاب اپنے ساتھ مکے لے آئے۔ جب خضاب لگا کر باہر نکلے تو ایک نُتَیلہ نامی عورت نے دیکھ کر کہا عبدالمطلب! اگر یہ ہمیشہ رہ جائے تو خوبصورتی ہو، آپنے فرمایا ؎

لَوْ دَامَ لِیْ ھٰذَا السَّوَادُ حَمِدْتُہٗ　　　فَکَانَ بَدِیْلاً مِّنْ شَبَابٍ قَدِ انْصَرَمْ

اگر یہ بالوں کی سیاہی میرے لیے ہمیشہ رہتی تو میں اس کی تعریف کرتا اور اس صورت میں یہ اس جوانی کا بدلہ ہوتی جو بیت چکی

تَمَتَّعْتُ مِنْہُ وَالْحَیَاۃُ قَصِیْرَۃٌ　　　وَلَا بُدَّ مِنْ مَوْتٍ نُتَیْلَۃُ اَوْ ھَرَمْ

میں نے اس سے فائدہ تو اُٹھایا ہے مگر زندگی تھوڑی ہے اور اے نتیلہ آخر کار بوڑھا ہونا اور مرنا بھی تو ضروری ہے

اس سے پہلے مکّے میں کسی نے کبھی خضاب نہیں کیا تھا، بعد میں آپکو دیکھ کر اور لوگ بھی خضاب کرنے لگے اور یہ ایک رسم بن گئی۔ (طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۵۲)

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی چھ لڑکیوں صفیہ۔ برہ۔ عاتکہ۔ ام الحکیم البیضا۔ امیمہ۔ اروی۔ کو بلایا اور فرمایا

ابکیننی وانا اسمع　　　مجھے رو لو کہ میں بھی سُنوں!

چنانچہ سب لڑکیوں نے ماتم کیا اور منظوم مرثیے کہے جو سیرت ابن ہشام جلد اول میں مذکور ہیں۔ جب "امیمہ" کی باری آئی تو آپ کی زبان بند ہو چکی تھی اور بول نہ سکتے تھے۔ ان کا مرثیہ سن کر سر ہلانے لگے۔

مطلب یہ تھا کہ تو نے میرے اوصاف جو بیان کیے ہیں وہ درست ہیں واقعی میں ایسا تھا۔ ان کے مرثیے کے اشعار یہ ہیں ؎

Marfat.com

اَعَیْنَیَّ جُوْدَا بِدَمْعٍ دُرَرْ — عَلٰی طَیِّبِ الْخِیْمِ وَالْمُعْتَصَرْ

اے میری دونوں آنکھو! آنسو بہاؤ ایسے ایسے شخص پر جو نیک سیرت کریم اور فیاض ہے

عَلٰی مَاجِدِ الْجَدِّ وَارِی الزِّنَادِ — جَمِیْلِ الْمُحَیَّا عَظِیْمِ الْخَطَرْ

اس پر جو صاحب عظمت نصیبہ ور، اہل حاجت کا معین، اور حسین چہرے اور بڑے رتبہ والا ہے

عَلٰی شَیْبَۃِ الْحَمْدِ ذِی الْمَکْرُمَاتِ — وَذِی الْمَجْدِ وَالْعِزِّ وَالْمُفْتَخَرْ

آنسو بہاؤ اس شیبۃ الحمد پر — جو صاحب مکرمت و بزرگی اور عزت و فخر والا ہے

وَذِی الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ فِی النَّائِبَاتِ — کَثِیْرِ الْمَکَارِمِ جَمِّ الْفَجَرْ

اور حوادث و مصائب کے وقت حلیم و بردبار و فضل والے بہت سی خوبیوں والے بڑے سخی مالدار پر

لَہٗ فَضْلُ مَجْدٍ عَلٰی قَوْمِہٖ — مُنِیْرٌ یَلُوْحُ کَضَوْءِ الْقَمَرْ

اس کو اپنی قوم پر فضیلت و برتری حاصل ہے — اور وہ ایسا نور والا ہے کہ چاند کی طرح چمکتا ہے

اَتَتْہُ الْمَنَایَا فَلَمْ تُشْوِہٖ — بِصَرْفِ اللَّیَالِیْ وَرَیْبِ الْقَدَرْ

یہ سارے فضائل اس میں جمع تھے مگر موت آئی تو گردش ایام و حادثہ تقدیر سے اسکو کوئی چیز نہ بچا سکی

(طبقات ابن سعد جز اول صفحہ)

عبداللہ (وَالِدُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

آپ کی کنیت ابو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور لقب ذبیح ہے۔ باپ کے لاڈلے اور پیارے فرزند تھے۔ ذبیح لقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے والد حضرت عبدالمطلب نے چاہ زمزم[1] کھودنے کے وقت منت مانی تھی کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے دس بیٹے عطا فرمائے اور وہ میرے سامنے جوان ہو جائیں تو میں ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب انکے ۱۰ بیٹے جوان ہو گئے،

---

[1] چاہ زمزم کو عمرو بن حرث جرہمی نے عداوت و حسد کی وجہ سے بند کر دیا تھا۔ عبدالمطلب کو خواب کے ذریعے حکم دیا گیا تھا کہ زمزم کو پھر سے جاری کرو! چنانچہ آپ اور آپ کے فرزند اکبر حارث نے اس کو کھودا اسوقت آپنے یہ منت مانی تھی۔

تو ایک رات کعبۂ مکرمہ کے پاس سوئے ہوئے تھے کہ کسی نے خواب میں ان سے کہا اے عبد المطلب اپنے رب کے لیے جو تم نے نذر مانی تھی اس کو پورا کرو۔ عبد المطلب گھبرائے ہوئے اُٹھے۔ اور ایک مینڈھا ذبح کر کے فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیا۔ دوسری رات حکم ہوا کہ جو چیز مینڈھے سے بڑی ہے وہ قربان کرو۔ خواب سے بیدار ہو کر ایک بیل ذبح کیا۔ تیسری رات حکم ہوا اس سے بھی اکبر ذبح کرو بیدار ہو کر ایک اونٹ ذبح کیا۔ چوتھی رات پھر حکم ہوا اس سے بھی اکبر چیز ذبح کرو۔ کہنے والے سے پوچھا اونٹ سے اکبر کیا چیز ہے؟ اس نے کہا اپنی اولاد میں سے ایک بیٹا ذبح کرو جس کی تم نے منت مانی تھی۔ بیدار ہو کر شدید غمگین ہوئے اور اپنی اولاد کو جمع کر کے اپنی منت کا واقعہ سُنایا اور ایفائے نذر کا عزم ظاہر کر کے ان سے پوچھا۔ ہر ایک نے اپنے آپ کو پیش کر کے آپ کو اختیار دے دیا۔ کہ جس کو چاہیں قربان کر دیں۔ انھوں نے دسوں کے نام لکھ کر اللہ سے دعا کی اے اللہ! ان میں سے جس کی قربانی تجھے منظور ہے اس کا نام نکال دے اور قرعہ ڈال دیا تو قرعے میں حضرت عبداللہ کا نام نکل آیا۔ اگرچہ سب فرزندوں سے زیادہ یہی ان کے نزدیک پیارے تھے مگر وہ اس قدرتی فیصلے کے آگے مجبور تھے۔ جب وہ چھری اور عبداللہ کو لے کر اپنی نذر پوری کرنے چلے تو عبداللہ کے بھائی اور ننھیال مانع ہوئے اور سرداران قریش نے بھی منع کر کے کہا کہ اگر آپ نے یہ قربانی کر دی تو آئندہ کے لیے یہ ایک رسم بن جائے گی۔ جس کے لیے آپ کی یہ قربانی حجت ہوگی۔ اس لیے اپنے رب سے عذر خواہی کرو اور فلاں کاہنہ، جو اس وقت خیبر میں رہتی ہے اسکے پاس جاؤ امید ہے کہ وہ ضرور کوئی بہتر طریقہ بتائے گی۔ جب لوگ اس کے پاس گئے اور اس کو سارا قصہ سُنایا تو اس نے کہا تم لوگوں میں نفس کی دیت (خوں بہا) کتنی ہے؟ کہا گیا دس اونٹ! اس نے کہا تم اپنے شہر جا کر دس اونٹوں اور عبداللہ پر قرعہ ڈالو! اگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلے تو دس اونٹ اور زیادہ کرو پھر بھی اگر عبداللہ کا نام نکلے تو دس اونٹ اور زیادہ کرو! اسی طرح دس دس اونٹ بڑھا کر قرعہ ڈالتے رہو۔ یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آئے۔ اور جب اونٹوں کے نام نکل آئے تو اب سمجھ لینا کہ اب ہمارا خدا راضی ہو گیا ہے اور اس نے عبداللہ کے بدلے اتنے اونٹوں کی قربانی منظور کر لی ہے

Marfat.com

پھر ان کو ذبح کر دینا۔ چنانچہ قرعہ ڈالا گیا اور اس کا آغاز دس اونٹوں سے کیا گیا۔ پھر ہر دفعہ دس دس بڑھاتے گئے۔ حضرت عبدالمطلب برابر اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ نوے تک نام عبداللہ کا ہی نکلتا رہا جب اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی تو نام اونٹوں کا نکل آیا۔ لوگوں نے کہا عبدالمطلب اب خدا راضی ہو گیا فرمایا خدا کی قسم ہرگز نہیں جب تک تین مرتبہ اونٹوں کا نام نہ نکلے۔ چنانچہ تین مرتبہ پھر قرعہ ڈالا۔ نام اونٹوں ہی کا نکلا۔ تو عبدالمطلب نے بیٹے کے فدیے میں سو اونٹ قربانی کر کے اپنی منت پوری کر دی اور ان کو خاص و عام وحوش و طیور کے لیے چھوڑ دیا۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۶۲ کامل ابن اثیر ص)

چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اَنَا ابْنُ الذَّبِيْحَيْنِ   میں دو ذبیحوں حضرت اسمٰعیل و حضرت عبداللہ کا بیٹا ہوں

پروردگار عالم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت عبداللہ کی قربانی کا فدیہ قبول فرما کر دونوں کو بچایا کیونکہ دونوں کی پیشانیوں میں سرور عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور تھا اور انھیں کی نسل سے آپ کا ظہور مقدر ہو چکا تھا اور یہ آپ کے نور ہی کی برکت اور وجہ تھی کہ دونوں کی قربانیاں بھی منظور ہوئیں اور جانیں بھی بچیں۔ حضرت عبداللہ کی قربانی سے پیشتر عرب میں انسانی دیت (خوں بہا) کے دس اونٹ مقرر تھے لیکن اس واقعہ کے بعد دیت کی مقدار سو اونٹ مقرر ہو گئی دیت کی مقدار زیادہ ہو جانے سے ظاہر ہے کہ انسان کی قدر و قیمت بڑھ گئی ہو گی۔ اور قتل کی وارداتیں بھی نمایاں کمی ہو گئی ہو گی۔ یہ گویا اسی نور قدسی کے ظہور کی تمہید تھی جسکے عالم وجود میں آنے سے انسانیت کی قدر و قیمت میں اضافہ اور ظلم و ستم کا خاتمہ ہونا تھا۔ حضرت عبداللہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے سبب بہت زیادہ حسین و جمیل، اور باپ کو سب سے زیادہ پیارے تھے اور اس واقعہ کے بعد ان کی قدر و عظمت اور زیادہ ہو گئی۔ اب آپ کے والد کو آپ کی شادی کی فکر ہوئی تو ایک روز آپ کے والد آپ کو ساتھ لے کر چلے۔ راستے میں ان کو ایک کاہنہ جس کا نام فاطمہ بنت مر الخثعمیہ تھا کتب سابقہ پڑھی ہوئی مشہور اور حسین و جمیل عورت تھی ملی۔ اُسنے حضرت عبداللہ کو بُلا کر اظہار محبت کیا اور کہا کہ میں تمھیں سو اونٹ بھی دیتی ہوں جو تمھارے باپ نے

تمھارے بدلے قربان کیے ہیں۔ میری خواہش پوری کر دو! آپ نے فرمایا ؎

اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهٗ ۔۔۔ وَالْحِلُّ لَاحِلَّ فَاسْتَبِيْنَهٗ

حرام کے ارتکاب سے تو مرجانا ہی بہتر ہے اور حلال بیشک پسندیدہ ہے مگر یہ حلال نہیں ہے کیونکہ میرا تمھارا نکاح نہیں ہوا۔

فَكَيْفَ الْاَمْرُ الَّذِيْ تَبْغِيْنَهٗ ۔۔۔ يَحْمِي الْكَرِيْمُ عِرْضَهٗ وَدِيْنَهٗ

اس لیے جس کام کو تم چاہتی ہو وہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور شریف آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرے اور اس وقت میرا باپ بھی میرے ساتھ ہے۔ یہ کہہ کر آپ آگے اور باپ کے ہمراہ چلے یہاں تک کہ بنو زہرہ کے سردار وہب بن عبدمناف کے پاس پہنچے تو آپ کے والد نے آپ کی شادی کے متعلق ان سے گفتگو کی اور ان کی لڑکی سیدہ آمنہ جو حسب و نسب، صورت سیرت میں قریش کی تمام عورتوں سے افضل تھیں انکا رشتہ عبداللہ کے لیے طلب فرمایا۔ انھوں نے بخوشی منظور فرمایا اور نکاح ہو گیا۔ نکاح کے پہلے ہی ہفتے میں سیدہ آمنہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی امانتدار بن گئی تھیں

اس کے بعد حضرت عبداللہ کا پھر اسی طرف سے گزر ہوا۔ جس طرف وہ کاہنہ رہتی تھی، تو اس کو مل کر فرمایا کہ جو کچھ تو نے مجھ سے کہا تھا، یعنی خواہش پوری کرنے پر سو اونٹ دینا کیا وہ تجھے منظور ہے؟ اس نے کہا کیا آپ کسی عورت کے پاس گئے ہیں؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا ہاں! میری شادی آمنہ بنت وہب سے ہو گئی ہے۔ میں اس کے پاس گیا ہوں، اُسنے کہا تو اب مجھے تمھاری کوئی حاجت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ نے کہا کیوں اب کیا ہو گیا ہے۔؟ اس نے کہا عبداللہ! میں بدکار عورت نہیں ہوں۔ اس دن جو میں نے خواہش کی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ

رَاَيْتُ فِيْ وَجْهِكَ نُوْرًا فَاَرَدْتُّ ۔۔۔ میں نے تمھارے چہرے میں ایک نور دیکھا تھا،

اَنْ يَّكُوْنَ فِيَّ وَاَبَى اللّٰهُ اِلَّا ۔۔۔ اور میں نے چاہا تھا کہ وہ نور مجھ میں منتقل ہو جائے،

اَنْ يُّصَيِّرَهٗ حَيْثُ اَحَبَّ ۔۔۔ مگر اللہ کو منظور نہیں تھا۔ اس نے جہاں چاہا رکھ دیا،

پھر اس نے حسرت میں یہ اشعار کہے۔ ؎

Marfat.com

لِلّٰهِ مَا زُهْرِيَّةٌ سَلَبَتْ   مِنْكَ الَّذِیْ سَلَبَتْ وَمَا تَدْرِیْ

اللہ اللہ وہ کیا (ہی چیز ہے) جو ایک زہریہ بی بی نے (اے عبداللہ!) تجھ سے لے لی۔ اس نے تجھ سے وہ چیز لے لی ہے جس کی تجھ کو خبر ہی نہیں۔

بَنِیْ هَاشِمٍ قَدْ غَادَرَتْ مِنْ اَخِیْكُمْ   اَمِیْنَةُ اِذْ لِلْبَاهِ یَعْتَلِجَانِ

اے بنی ہاشم! تمہارے بھائی (عبداللہ) کو آمنہ بی بی نے خلوت کے چند لمحات میں ایسا سکھا کر کے چھوڑ دیا ہے

كَمَا غَادَرَ الْمِصْبَاحَ بَعْدَ خَبْوَةٍ   فَتَائِلُ قَدْ مِیْثَتْ لَهٗ بِدِهَانٍ

جیسے بتی چراغ کا تیل چوس کر اس کے بجھنے کے بعد اس کو سوکھا کر کے چھوڑ دیتی ہے

وَمَا كُلُّ مَا یَحْوِی الْفَتٰی مِنْ تِلَادِهٖ   بِحَزْمٍ وَلَا مَا فَاتَهٗ لِتَوَانِیْ

جو مال (خوشیاں اور نعمتیں) آدمی کو حاصل ہوتی ہیں، یہ نہیں کہ وہ اس کی دانائی اور کوشش کا نتیجہ ہوتی ہیں اور نہ یہ ہے کہ جو چیزیں اس سے کھو جاتی ہیں وہ اس کی غفلت اور سستی سے کھو جاتی ہیں۔

فَاَجْمِلْ اِذَا طَالَبْتَ اَمْرًا فَاِنَّهٗ   سَیَكْفِیْكَ جَدَّانِ یَصْطَرِعَانِ

اس لیے اے انسان! جب تجھے کوئی چیز مطلوب ہو تو اس کی طلب میں نہ سستی کر اور نہ تیزی کر، راہ اعتدال اختیار کر کیونکہ سعادت و شقاوت دونوں طرح کے نصیبوں کی باہم کشتی ہوتی ہے۔

سَیَكْفِیْكَهٗ اِمَّا یَدٌ مُقْفَعِلَّةٌ   وَاِمَّا یَدٌ مَبْسُوْطَةٌ بِبَنَانِ

یا تو ایسا ہوگا کہ شقاوت غالب ہو جائے گی اور اس کا ہاتھ تیرا کام روک دے گا، اور یا سعادت کا غلبہ ہو جائے گا اور اس کا کھلا ہوا ہاتھ تیرا کام کر دے گا۔

ولما حوت منہ امینۃ ما حوت   فحیزت بفخر ما لذالک ثانی

اور جب بی بی آمنہ نے ان سے وہ چیز لے لی، تو وہ اس چیز کے لینے سے ایسی فخر والی ہو گئی کہ اس کا ثانی دنیا میں کہیں نہیں

فَرَجَوْتُهٗ فَخْرًا اَبُوْ عُرْبِہٖ   مَا كُلُّ قَادِحِ زَنْدِهٖ یُوْرِیْ

میں نے اسی فخر کے حصول کیلیے (عبداللہ کو) چاہا تھا، مگر یہ ضروری نہیں کہ جتنے لوگ بھی چقماق سے آگ نکالنے کی کوشش کریں وہ سب کامیاب ہو جائیں۔ (کامل ابن اثیر، خصائص کبریٰ ج۱ ص۴۲، دلائل النبوت ابونعیم، طبقات ابن سعد ج۱ ص۵۹)

جس رات حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک نے حضرت سیدہ آمنہ کے صدف رحم میں قرار پکڑا وہ رات جمعہ کی رات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رضوان خازن جنت کو حکم دیا کہ جنۃ الفردوس کھولے اور منادی کرنے والے فرشتے کو حکم دیا کہ وہ آسمانوں اور زمین میں پکار دے کہ اے ساکنان آسمان و زمین سن لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ نبی آخرالزماں ہادی دو جہاں کا نور آج رات اپنی والدۂ ماجدہ کے بطن میں قرار پکڑے گا۔ اور پھر آدمیوں کی طرف ایسے حال میں ظہور فرمائیگا کہ وہ بشیر و نذیر ہوگا۔

اس کے بعد عالم ملکوت و جبروت میں یہ ندا کی گئی کہ مقامات مقدسہ و مشرفہ کو معطر اور نہایت خوشبودار بناؤ اور مقربین ملائکہ صوفیہ جو اہل صدق و صفا ہیں وہ مقامات مقدسہ میں عبادت کے مصلے بچھائیں اس لیے کہ آج وہ نور جو آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ تک اصلاب طاہرہ میں مستور و مخفی چلا آتا تھا، سیدہ آمنہ جو اپنی قوم کی تمام عورتوں سے حسبًا و نسبًا اصلاً و فرعًا، حسنًا و جمالاً افضل و اطیب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ فخر اور عزت و عظمت عطا فرما کر مخصوص کیا ہے کے بطن مبارک میں منتقل ہوا ہے۔ (زرقانی علے المواہب صہ ۱۰۵ ج ۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حمل کی رات کوئی ایسی جگہ و مکان نہ تھا جو نور سے منور نہ ہوا ہو اور قریش کے تمام چوپائے گویا ہو گئے تھے اور یہ کہتے تھے رب کعبہ کی قسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو دنیا کی امان، اور اہل دنیا کے آفتاب ہیں ان کا حمل ٹھیر گیا ہے۔ اور دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت اور بت صبح کے وقت اوندھے پائے گئے مشرق و مغرب کے وحشی چرند و پرند اور دریائی جانوروں نے ایک دوسرے کو بشارت دی (زرقانی علے المواہب صہ ۱۰۵ ج ۱)

زمین سرسبز و شاداب ہوگئی سوکھے درخت ہرے اور پھل دار ہوگئے۔ قریش جو سخت تنگی میں مبتلا تھے ہر طرف سے کثیر خیر کے آنے سے خوش حال ہوگئے۔ اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج (یعنی فتح و تر و تازگی و خوش حالی کا سال) رکھا گیا۔

(مواہب و زرقانی صہ ۱۰۵ ج ۱ و خصائص کبریٰ صہ ۴۷ ج ۱)

Marfat.com

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ثُمَّ اِنَّ اُمِّیْ رَأَتْ فِیْ مَنَامِهَا اَنَّ الَّذِیْ فِیْ بَطْنِهَا نُوْرٌ — پھر میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ انکے پیٹ میں نور ہے۔

(مواہب ص۲۱)

چنانچہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مدت حمل میں مجھے کسی قسم کی ذرہ بھر کوئی تکلیف یا کوئی شکایت یا ان چیزوں کی خواہش جو حاملہ عورتوں کو ہوا کرتی ہے نہیں ہوئی، بلکہ طبیعت میں فرحت جسم میں خوشبو اور چہرے میں چمک پیدا ہوگئی۔ اور میں نے کسی عورت کے حمل کو نہیں دیکھا جو اس حمل سے زیادہ خفیف اور برکت میں اس سے زیادہ عظیم ہو۔ (زرقانی علے المواہب ط۱۰۹)

هٰذَا وَقَدْ حَمَلَتْ اُمُّ الْحَبِیْبِ بِهٖ — وَلَیْسَ فِیْ حَمْلِهَا کَرْبٌ وَّلَا ضَرَرٌ

فرماتی ہیں کہ خواب میں کسی کہنے والے نے مجھ سے کہا کہ کیا تمھیں اس بات کا علم ہے کہ تم سید العالمین، خیر البریہ اور اس امت کے نبی کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو؟ جب وہ پیدا ہوں تو انکا نام محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) رکھنا، اور یہ تعویذ ان کے گلے میں ڈال دینا۔ جب میں بیدار ہوئی تو ایک سونے کا صحیفہ میرے سر کے پاس پڑا تھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا

اُعِیْذُهٗ بِالصَّمَدِ الْوَاحِدِ — مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدِ

اس اللہ تعالیٰ (جو ذات وصفات میں) یکتا و بے نیاز ہے کی ہر حاسد کے شر سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کی حفظ و نگہبانی چاہتی ہوں۔

وَکُلِّ خَلْقٍ رَائِدٍ — مِنْ قَائِمٍ وَّقَاعِدٍ

اور ہر اس مخلوق سے جو بدی کا طالب ہے، وہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو اس کے شر سے حفظ و امان چاہتی ہوں۔

عَنِ السَّبِیْلِ عَائِدٍ — عَلَی الْفَسَادِ جَاهِدٍ

اور اس سے جو سیدھے راستے سے ہٹا ہوا ہے اور فساد پر آمادہ ہے

مِنْ نَافِثٍ اَوْ عَاقِدٍ — وَکُلِّ خَلْقٍ مَارِدٍ

اور جادوگر سے جو گرہوں میں سحر پھونکتا ہے — اور ہر اس مخلوق سے جو سرکش و نافرمان ہے۔

(دلائل النبوۃ ابونعیم خصائص کبری ص۴۲ زرقانی علے المواہب ص۱۰۶)

Marfat.com

حضرت عبداللہ کی وفات

ابھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم شکم مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ قریش کے چند تاجروں کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام میں گئے۔ واپسی کے وقت کھجوریں خریدنے کیلئے مدینے میں اُترے۔ وہیں بیمار ہو گئے اور پچیس۲۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے آپکو نابغۃ الجعدی کی زمین میں، یا مقام ابوار میں دفن کیا گیا۔ آپ کی وفات پر سیدہ آمنہ نے یہ اشعار کہے۔ ے

عَفَا جَانِبُ الْبَطْحَاءِ مِنِ ابْنِ هَاشِمٍ وَجَاوَرَ لَحْدًا خَارِجًا فِی الْغَمَاغِمِ

بطحا کی زمین آل ہاشم (عبداللہ) سے خالی ہو گئی ہے۔ وہ کفن میں لپٹے ہوئے اپنے اہل سے بہت دور قبر میں چلے گئے ہیں،

دَعَتْهُ الْمَنَايَا بَغْتَةً فَأَجَابَهَا وَمَا تَرَكَتْ فِی النَّاسِ مِثْلَ ابْنِ هَاشِمٍ

موت نے ان کو اچانک پکارا اور انھوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔ افسوس موت نے ابن ہاشم (عبداللہ) کی مثل لوگوں میں کوئی نہیں چھوڑا۔

عَشِيَّةَ رَاحُوا يَحْمِلُونَ سَرِيرَهُ تَعَاوَرَهُ اَصْحَابُهُ فِی التَّزَاحُمِ

ان کے دوست شام کے وقت ان کا جنازہ محبت و پیار سے اُٹھا کر چلے تو از راہ محبت وہ باری باری کندھا دینے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے۔

فَاِنْ تَكُ غَالَتْهُ الْمَنَايَا وَرَيْبُهَا فَقَدْ كَانَ مُعْطَاءً كَثِيرَ التَّرَاحُمِ

اگرچہ موت اور اس کے اسباب نے عبداللہ کو اچانک پکڑ لیا ہے (مگر ہم ان سے جدا ہو گئے) جو بلاشبہ بہت زیادہ سخی اور بہت زیادہ مہربانی فرمانے والے تھے۔

(طبقات ابن سعد ص ۶۲/۱)

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ کی وفات ہوئی ملائکہ نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار تیرا نبی یتیم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کا حافظ و مددگار ہوں۔ (مواہب و زرقانی ص ۱۱۵)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس لئے یتیم کر دیا گیا (اور سارے سہارے توڑ دیے گئے تھے) تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ آپ کی سربلندیاں فلاں شخص کی شرمندۂ احسان ہیں۔ مواہب ، زرقانی ۔ خصائص کبریٰ ص ۴۷)

ظہور قدسی

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جب دعائے خلیل اور نوید مسیحا کے مجسم بن کر ظاہر ہونے کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور آفتاب کو عظیم نورانیت کا لباس پہنا دو تاکہ اس کی روشنی اور زیادہ ہو (دلائل النبوت ، خصائص کبریٰ ص ۴۷ زرقانی ، المواہب ص ۱۱۱)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ کی پیدائش کا وقت قریب آگیا تو اس وقت حضرت عبدالمطلب کعبہ میں تھے ، اور میں گھر میں اکیلی تھی مجھ کو دردزہ ہو رہا تھا کہ میں نے ایک ہولناک آواز سنی جس سے میں ڈر گئی اور مجھ پر خوف طاری ہوا ، اسی وقت ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا ، اس نے اپنا بازو میرے سینے پر پھیرا جس کے پھرتے ہی میرا سب درد اور خوف وغیرہ جاتا رہا پھر میں نے اپنے پاس ایک سفید چیز کا بھرا ہوا پیالہ دیکھا جس کو میں نے دودھ گمان کیا ، اس وقت مجھے پیاس بھی تھی میں نے اس کو پی لیا۔ پھر ایک نور سا ظاہر ہوا تو میں نے اپنے پاس چند عورتوں کو پایا جو قد و قامت اور حسن و جمال میں عبد مناف کی بیٹیوں کی مثل (یعنی بہت حسین و جمیل) تھیں ، انھوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ، اور میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں ، اور ان کو کس شخص نے میرے حال کی خبر دی ہے کہ میرے پاس آئی ہیں پھر انھوں نے کہا کہ ہم آسیہ (فرعون کی بی بی)

Marfat.com

اور مریم (عیسےٰ علیہ السلام کی والدہ) ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔ پھر میں نے مردوں (یہ ملائکہ تھے جو مردوں کی شکل میں متشکل تھے) کو دیکھا کہ ہوا میں (بہ سلسلۂ ولادت تعظیماً) کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی ابریقیں ہیں۔ پھر میں نے پرندوں کے جھنڈ دیکھے جنھوں نے آکر میرے حجرے کو ڈھانپ لیا، ان کی چونچیں زمرد کی، اور بازو یاقوت کے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات اُٹھادیے تو میں نے زمین کے مشارق ومغارب کو دیکھا اور میں نے تین جھنڈے دیکھے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا کعبہ شریف پر قائم تھا۔

(زرقانی علے المواہب جلد اصفحہ ۱۱۲)

پھر آپ پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک ایسا نور نکلا جس سے مشرق ومغرب کے درمیان کی ہر چیز روشن ہوگئی۔ اور میں نے ملک شام کے محلات کو دیکھ لیا۔ اور آپ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی۔ نہایت پاک وصاف تھے اور آپ سے ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ سارا کمرہ مہک گیا۔ اور پیدا ہوتے ہی آپ بہ تضرع سجدے میں چلے گئے، اور آپ کی شہادت کی دونوں انگلیاں آسمان کی طرف اُٹھی ہوئی تھیں اور باقی انگلیاں بند تھیں۔

پھر میں نے آسمان کی طرف سے ایک سفید نوری ابر آتا ہوا دیکھا جس میں سے سفید گھوڑوں کے ہنہنانے، طائروں کے بازوؤں کی حرکت اور فرشتوں کے کلام کی آواز آتی تھی، اس نے آکر آپ کو ڈھانپ لیا اور مجھ سے غائب کردیا پھر میں نے سُنا کہ کوئی منادی ندا کررہا ہے کہ آپ کو روئے زمین اور اس کے مشارق ومغارب کا طواف اور ساتوں دریاؤں کی سیر کراؤ!

سلہ آپ کے نور سے دُنیا کی ہر چیز کا روشن ہوجانا، اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کے نور ہدایت سے دنیا منور ہوگی اور ظلمتیں کافور ہوجائیں گی۔ شام کے محلات کا خصوصیت سے روشن ہوکر آپکی والدہ کو نظر آنا اس طرف اشارہ ہے کہ آپکے نور نبوت سے ملک شام مخصوص کیا گیا ہے۔ اسی لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم شام کی سکونت اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ شام کا مُلک اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین سے برگزیدہ کیا ہے۔ اور ملک شام میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو جمع کرے گا۔

Marfat.com

اور ہر ذی روح جن و انس، وحوش و طیور اور ملائکہ کے سامنے پیش کرو، تاکہ تمام مخلوق آپ کو اور آپ کے نام کو اور آپ کی صفات حسنہ کو پہچان لے۔ اور آپ کو آدم علیہ السلام کا خلق، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کی شجاعت، ابراہیم علیہ السلام کی خلت، اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان، اسحٰق علیہ السلام کی رضا، صالح علیہ السلام کی فصاحت، لوط علیہ السلام کی حکمت، یعقوب علیہ السلام کی بشارت، موسیٰ علیہ السلام کی شدت و قوت، ایوب علیہ السلام کا صبر، یونس علیہ السلام کی طاعت، یوشع علیہ السلام کا جہاد، داؤد علیہ السلام کی آواز، دانیال علیہ السلام کی حب، الیاس علیہ السلام کا وقار، یحیےٰ علیہ السلام کی عصمت، عیسےٰ علیہ السلام کا زہد عطا کرو اور تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کے اخلاق میں غوطہ دو تاکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے صفات آپ میں جمع ہوں پھر ذرا بر ہٹ گیا تو میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ سبز رنگ کے ریشم کو پکڑے ہوئے ہیں جو رستی کی مانند لپٹا ہوا تھا اور اس سے پانی نکل رہا تھا اور یکایک آواز آئی کہ بخ بخ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ساری دُنیا پر قبضہ کر لیا ہے اور کوئی مخلوق ایسی نہیں رہی جو آپ کے قبضے میں نہ آئی ہو حضرت آمنہ فرماتی ہیں پھر میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کو چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا پایا۔ اور آپ کے جسم سے نہایت پاکیزہ اور تیز خوشبو مہک رہی تھی پھر میں نے تین آدمی دیکھے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت، اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا، اس نے اس حریر کو پھیلایا اور اس میں سے ایک ایسی مہر نکالی جس کا نور اتنا تیز تھا کہ آنکھوں میں اس کے دیکھنے کی تاب نہیں تھی، پھر اس لوٹے سے آپ کو سات بار غسل دیا اور اسی مہر سے آپکے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی۔ اور حریر میں آپ کو لپیٹ کر اُٹھایا اور ایک ساعت اپنے بازوؤں میں رکھا پھر مجھے دے دیا اور غائب ہو گئے۔ (زرقانی علی المواہب ص ۱۱۳، خصائص کبریٰ ص ۴۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپکے کان میں رضوان خازن جنان نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ کو بشارت ہو کہ کسی نبی کا علم ایسا نہیں رہا جو آپ کو نہ دیا گیا ہو۔ آپ علم میں کل انبیاء کرام (علیہم السلام) سے زیادہ ہیں اور قلبی طاقت و قوت میں ان سب سے

زیادہ قوی و شجاع ہیں (زرقانی علی المواہب جلد اصفحہ ۱۱۵، خصائص کبریٰ جلد اصفحہ ۴۹)

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب فرماتی ہیں کہ میں آپ کی دایہ تھی۔ بوقت ولادت میں نے چھ چیزیں دیکھیں اول آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا۔ دوم سجدہ سے سر اٹھا کر بزبان فصیح کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ سوم آپ کے نور سے سارا گھر روشن ہوگیا۔ چہارم میں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی اے صفیہ تو غسل کی تکلیف نہ کر ہم نے انکو پاک وصاف پیدا کیا ہے۔ پنجم میں نے اس خیال سے کہ لڑکی ہے یا لڑکا، دیکھا تو آپ ختنہ کیے ہوئے اور ناف کٹے ہوئے تھے۔ششم میں نے چاہا کہ آپ کو کرتہ پہناؤں تو میری نظر آپ کی پشت مبارک پر پڑی تو اس میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا (شواہد النبوت)

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت کے وقت میں خانۂ کعبہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانۂ کعبہ نور سے معمور ہوگیا اور ستارے زمین کے اس قدر قریب آگئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔

(زرقانی علی المواہب ص۱۱۶، بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر، خصائص ص۴۵)

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ شب ولادت میں کعبہ میں تھا قریب وقت سحر میں نے دیکھا کہ کعبہ نے مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کیا اور تکبیر کہی (یعنی سجدۂ شکر ادا کیا کہ مجھ کو بتوں اور مشرکوں سے پاک کرنے والا آگیا ہے) اور تمام بت جو کعبہ اور اس کے اردگرد نصب کیے ہوئے تھے اوندھے گر گئے جب سب سے بڑا بت جس کا نام ہُبل تھا منہ کے بل گرا تو اس کے اندر سے آواز آئی کہ آگاہ ہو جاؤ پیغمبر آخرالزماں پیدا ہو گئے اور ان کے نور سے مشرق و مغرب روشن ہوگیا۔ (شواہد النبوۃ ص۲۰، معارج النبوۃ ص۵۵)

ایوان کسریٰ (جو دنیا کی مضبوط ترین عمارتوں میں سے تھا) اس میں زلزلہ پڑ گیا اور اس کے چودہ کنگرے زمین پر گر پڑے۔ بحیرہ ساوہ[1] دفعۃً خشک ہوگیا۔ فارس کا آتش کدہ جو متواتر ایک ہزار سال سے

---

[1] ساوہ بلاد فارس میں ہمدان اور رے کے عین وسط میں ایک شہر تھا، وہاں ایک قطعۂ آب تھا جو بحیرہ ساوہ کہلاتا تھا۔ بحیرہ ۶ میل لمبا، اور اتنا ہی تقریباً چوڑا تھا۔ اس کے کناروں پر بہت سے معبد اور کنیسے تھے۔ آپ کی ولادت کے وقت اس کا سارا پانی یکایک زمین میں جذب ہوگیا۔ جس کی وجہ سے اہل ساوہ نہایت غمگین ہوئے۔

Marfat.com

روشن تھا (جس میں مجوسی یا پارسی آگ کی پوجا کرتے تھے) یک دم بجھ گیا۔ شیاطین کا آسمانوں پر آنا جانا بند ہو گیا۔ (ابن عساکر، زرقانی علے المواہب ص۱۲۱، خصائص کبریٰ ص۵۱)

کسریٰ بادشاہ اپنے محل کے پھٹ جانے اور چودہ کنگروں کے گر جانے اور آتشکدہ میں آگ کے بجھ جانے سے بہت خائف اور سخت مضطرب ہوا۔ صبح اس نے اپنے دربار کے تمام کاہنوں اور نجومیوں کو جمع کر کے یہ واقعہ ان کے سامنے پیش کیا تو بہت بڑے قاضی اور نجومی جنکو موبذ کلاں کہتے تھے انھوں نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ عرب کے بے مہار شتر، عربی گھوڑوں کو ہنکاتے ہوئے لا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ دجلہ پار کر کے فارس (ایران) کے تمام شہروں میں پھیل گئے ہیں اس خواب کو سن کر بادشاہ اور پریشان ہوا، تو اس نے نعمان بن منذر والیٔ یمن کو لکھا کہ ایک بہت ہشیار نجومی میرے پاس بھیجیے جو میرے سوالات کا صحیح جواب دے سکے۔ اس نے عبدالمسیح بن عمر غسانی کو بھیج دیا۔ بادشاہ نے ان حوادث کا حال اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ان کا جواب میرا ماموں سطیح جو بہت ہی بڑا کاہن اور جس کی عمر تقریباً چھ سو سال ہے وہ دے گا۔ بادشاہ نے کہا جاؤ، اور اس سے پوچھ کر جلدی واپس آؤ! چنانچہ عبدالمسیح نے وہاں پہنچ کر اس کو قریب المرگ پایا، بادشاہ اور اپنی طرف سے سلام و نیاز پیش کیا لیکن کوئی جواب نہ پایا۔ بعد ازاں سطیح نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے عبدالمسیح تجھے کسریٰ بادشاہ نے اپنے ایوان کے کنگروں کے گر جانے اور آگ کے سرد ہو جانے اور موبذ کے خواب کا حال دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ اے عبدالمسیح، بحیرہ ساوہ کا خشک ہو جانا اور آگ کا بجھ جانا وغیرہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ عرب میں صاحب التلاوت یعنی صاحب القرآن (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے ہیں اور بادشاہ کے ایوان کے چودہ کنگروں کا گر جانا اسطرف اشارہ ہے کہ چودہ حکمراں تخت نشین ہوں گے اور پھر وہ سلطنت ان کے ہاتھوں سے نکل جائیگی یہ کہکر سطیح مر گیا۔ اور عبدالمسیح نے واپس آکر بادشاہ کو اس کا جواب سُنایا۔ بادشاہ نے مطمئن ہو کر کہا کہ چودہ بادشاہوں کے گزرنے کے لیے عرصۂ دراز چاہیے۔ مگر ہوا یہ کہ چار سال کے عرصے میں دس حکمراں گزر گئے اور باقی چار امیرالمومنین حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں پورے ہو گئے اور لشکر اسلام نے اس کو فتح کر لیا۔

Marfat.com

اور یہ ملک خادمان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں آ گیا۔

(مدارج النبوت خصائص کبریٰ ص۱/۵ شواہد النبوت ص۲۶)

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنات میں سے ایک جن میرا دوست تھا وہ مجھ کو آئندہ کے حالات کی خبر دیا کرتا تھا اور میں ان خبروں کے ذریعے سے بہت فائدہ اٹھایا کرتا تھا ایک دن وہ آیا اور آکر کہنے لگا کہ اب اخبار سماوی ہم سے روک دی گئیں ہیں۔ جب ہم آسمان کی طرف جاتے ہیں تو ہم پر ستارے ٹوٹ کر پڑتے ہیں اب تو راہ ہدایت تلاش کر کہ ایک نبی بنی ہاشم میں ظاہر ہوا ہے۔ (عطر الوردہ)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سُنی بات کو سمجھتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلا چلا کر یہود کو پکارنا شروع کر دیا اس کی پکار سن کر سب یہودی جمع ہو گئے اور کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا ؟ کہنے لگا کہ احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا وہ ستارہ جس کی ساعت میں انہوں نے پیدا ہونا تھا، وہ آج کی شب طلوع ہو گیا ہے۔

(زرقانی علی المواہب ص۱/۱۲۰ سیرت ابن ہشام ص۱/۱۶۵ مواہب بیہقی ابونعیم خصائص کبریٰ ص۱/۴۹)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی مکہ میں سکونت پذیر تھا جس رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس کی صبح کو اس نے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے ؟ انھوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں کہنے لگے جاؤ معلوم کرو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت (مہر نبوت) ہے۔ قریش نے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے انھوں نے آکر اس کو بتایا تو وہ ان کے ساتھ آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس آیا۔ آپ کی والدہ نے قریش کے کہنے سے آپ کو نکالا۔ اس یہودی نے جب آپ کو اور آپ کی علامت یعنی مہر نبوت کو دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا، لوگوں نے کہا تجھے کیا ہوا ؟ کہنے لگا خدا کی قسم بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو گئی اے گروہ قریش سن لو اور خوش ہو جاؤ کہ یہ نبی ہیں۔ اور یہ

Marfat.com

تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب میں ان کے غلبے کی خبریں شائع ہوں گی۔

(ابن سعد۔ حاکم بیہقی ابونعیم زرقانی علی المواہب ص۱۲۰ خصائص کبریٰ ط ۴۹)

مقبول بارگاہ سید المرسلین امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

أَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طِيبِ عُنْصُرِهِ ۔۔۔ يَا طِيبَ مُبْتَدَءٍ مِنْهُ وَمُخْتَتَمِ

آپکے زمانہ ولادت نے آپکے عنصر کی پاکی و لطافت و طہارت کو ظاہر کر دیا اللہ رے آپکی ابتدا و انتہا کی پاکی یا بوئے خوش

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الْفُرْسُ أَنَّهُمُ ۔۔۔ قَدْ أُنْذِرُوا بِحُلُولِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

آپکی ولادت کا دن وہ دن تھا جسمیں اہل فارس نے فراست سے معلوم کرلیا کہ وہ نزول بلا و عذاب اور زوال سلطنت سے ڈرائے گئے ہیں

وَبَاتَ إِيوَانُ كِسْرَى وَهْوَ مُنْصَدِعٌ ۔۔۔ كَشَمْلِ أَصْحَابِ كِسْرَى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

آپکی ولادت باسعادت کے وقت کسریٰ کا محل پھٹ کر یوں بے جوڑے رہ گیا جیسے کہ لشکر کسریٰ کو پھر جمع ہونا نصیب ہوا

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْأَنْفَاسِ مِنْ أَسَفٍ ۔۔۔ عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

آپکے میلاد شریف کے وقت آتش مجوس کے شعلے بسبب افسوس کے سرد پڑ گئے اور نہر فرات ندامت غم کے مارے اپنا بہاؤ چھوڑ کر ساوہ کے کھالے میں جا پڑی

وَسَاءَ سَاوَةَ أَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا ۔۔۔ وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِينَ ظَمِي

اس روز اہل ساوہ اس امر سے غمگین ہوئے کہ ساوہ بحیرہ کا پانی خشک ہو گیا اور پیاسے جو اسکے گھاٹ پر آئے غمگین و ناکامیاب واپس لوٹے۔

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ ۔۔۔ وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَمِنْ كَلِمِ

اور اس دن جن غیب سے آپکے ظہور کی آوازیں دے رہے تھے اور انوار چمک رہے تھے اور حق ظاہر و باطن سے ظاہر ہو رہا تھا

عَمُوا وَصَمُّوا فَإِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ ۔۔۔ تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْإِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

منکرین اندھے اور بہرے ہو گئے ان کو بشارتوں کا اعلان سنائی نہ دیا اور نہ تخویف کی تجلی ان کو نظر آئی۔

Marfat.com

مِنْ بعد مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ کَاهِنُهُمْ   بِاَنَّ دِیْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ یَقُمِ

حالانکہ انکو ان کے کاہنوں نے پہلے ہی خبریں دیدی تھیں کہ انکا نا راست دین آئندہ قائم نہیں رہے گا۔

وَبَعْدَ مَا عَایَنُوْا فِی الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ   مُنْقَضَّةٍ وَفْقَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ صَنَمِ

اور باوجود اس کے کہ انھوں نے اطراف آسمان میں شہاب گرتے دیکھے جس طرح کہ زمین پر بتوں کا اوندھے اور منھ کے بل گرنا دیکھا۔

(قصیدہ بردہ شریف)

پیدائش کے تین روز بعد حضرت عبد المطلب آپ کو خانۂ کعبہ میں لے گئے اور یوں کہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطَانِیْ   هٰذَا الْغُلَامَ الطَّیِّبَ الْاَرْدَانِ

ہر حمد اس اللہ تعالی کے لیے ہے جس نے مجھے یہ پاکیزہ وخوب صورت لڑکا عطا فرمایا ہے

قَدْ سَادَ فِی الْمَهْدِ عَلَی الْغِلْمَانِ   اُعِیْذُهٗ بِاللّٰهِ ذِی الْاَرْکَانِ

یہ وہ لڑکا ہے جو گہوارے ہی میں تمام لڑکوں پر سردار ہو گیا۔ میں اسکو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو عزت و قوت والا ہے

(طبقات ابن سعد ص ۹۵)

آپ کے چچا ابولہب کو اس کی لونڈی ثویبہ نے آکر کہا میرے آقا آپ کے مرحوم بھائی عبداللہ کے گھر نہایت خوب صورت فرزند پیدا ہوا ہے ابولہب اس خبر کو سن کر اس قدر خوش ہوا کہ ثویبہ کو آزاد کر دیا۔

ف ۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس نے اپنی ساری زندگی آپ کی دشمنی میں صرف کر دی تھی۔ ایسا سخت کافر کہ قرآن مجید میں پوری سورۂ تبت یدا ابی لہب اس کی مذمت میں اتری۔ باوجود اس کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو حاصل ہوا وہ دیکھیے!

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ رَاٰهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِیْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِیْتَ؟ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَکُمْ خَیْرًا اِنِّیْ سُقِیْتُ فِیْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِیْ ثُوَیْبَةَ (بخاری)

جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں نے اسکو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا، پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے علٰحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی، ہاں مجھے اس

Marfat.com

(کلمے کی انگلی) سے پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیونکہ میں نے (اس انگلی کے اشارے سے) ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

غور فرمائیے! ابولہب کافر تھا ہم مومن، وہ دشمن ہم غلام، اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہونے کی، ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔ جب دشمن اور کافر کو ولادت کی خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا؟ ؎

دوستاں را کجا کنی محروم　　تو کہ با دشمناں نظر داری

حافظ الحدیث علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری دمشقی رح اسی ابولہب کے واقعہ کو لکھکر فرماتے ہیں

فَمَا بَالُ حَالِ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ أُمَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِىْ يُسَرُّ بِمَوْلِدِهٖ وَيَبْذُلُ مَا تَصِلُ إِلَيْهِ قُدْرَتُهٗ فِىْ مَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَمْرِىْ إِنَّمَا يَكُوْنُ جَزَاۤؤُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ أَنْ يُّدْخِلَهٗ بِفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ (زرقانی علی المواهب ص۱۳۹)

جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کرنے سے انعام دیا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہے؟ جو آپکی ولادت سے مسرور ہو کر آپ کی محبت میں بقدر استطاعت خرچ کرتا ہے فرماتے ہیں مجھے میری جان کی قسم اللہ کی طرف سے اسکی جزا یہی ہوگی کہ اللہ اپنے فضل عمیم سے اسکو جنات نعیم میں داخل فرمائیگا۔

امام المحدثین علامہ احمد بن محمد القسطلانی شافعی المصری رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کرنیوالوں کے متعلق فرماتے ہیں

وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِّهٖ إِنَّهٗ أَمَانٌ فِىْ ذٰلِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰى عَاجِلَةٌ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً اتَّخَذَ لَيَالِىْ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ أَعْيَادًا (الزرقانی علی المواهب ص۱۳۹)

کہ ان پر اللہ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور یہ میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کیلئے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنیکی مرادیں پوری ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو ولادت کی مبارک راتوں میں مسرت و شادمانی کا اظہار کر کے میلاد منایا جاتا ہے۔

Marfat.com

شیخ المحدثین حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے جس میں ابولہب کو ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کرنے سے پانی ملتا ہے فرماتے ہیں۔

دریں جا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت وے نازل شدہ چوں بسرور میلاد آں حضرت و بذل جاریہ وے بجہت آں حضرت جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ مملو است بمحبت و سرور و بذل مال در وے چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ اند از تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۱۹)

کہ اس حدیث میں میلاد شریف کرنے والوں کی روشن دلیل ہے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں، یعنی ابولہب جو کافر تھا، اور جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور مال خرچ کرتا ہے۔ اور میلاد شریف کرتا ہے۔ لیکن چاہیے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں یعنی گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے خالی ہو۔

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان کے مصنف آیہ کریمہ محمد رسول اللہ کے تحت فرماتے ہیں

وَمِنْ تَعْظِیْمِهٖ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ یَکُنْ فِیْهِ مُنْکَرٌ قَالَ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیُّ یُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّکْرِ لِمَوْلِدِهٖ۔ (روح البیان)

کہ میلاد شریف کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تعظیم ہے جبکہ وہ بری باتوں سے خالی ہو۔ امام سیوطی نے فرمایا ہے کہ ہمارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

پھر فرماتے ہیں

وَقَدِ اسْتَخْرَجَ لَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ اَصْلًا مِّنَ السُّنَّةِ وَکَذَا الْحَافِظُ السُّیُوْطِیُّ وَرَدَّ عَلَی الْاِنْکَارِ فِیْ قَوْلِهٖ اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ مَّذْمُوْمَةٌ (روح البیان)

حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے میلاد شریف کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے جو میلاد کو بدعت کہہ کر منع کرتے ہیں۔

Marfat.com

علامہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

أَخْبَرَنِي سَيِّدُ الْوَالِدُ قَالَ كُنْتُ أَصْنَعُ فِي أَيَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفْتَحْ لِي سَنَةً مِنَ السِّنِيْنَ شَيْءٌ أَصْنَعُ طَعَامًا فَلَمْ أَجِدْ إِلَّا حِمَّصًا مُقْلِيًا فَقَسَمْتُهُ بَيْنَ النَّاسِ فَرَأَيْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ هٰذِهِ الْحِمَّصُ مُتَبَهِّجًا بَشَاشًا

میرے والد ماجد نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد شریف کے دنوں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں کھانا پکوایا کرتا تھا۔ ایک سال سوائے بھنے ہوئے چنوں کے کچھ میسر نہ آیا وہی لوگوں میں تقسیم کردیے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ بھنے ہوئے چنے آپ کے روبرو ہیں اور آپ بہت ہی مسرور اور خوش ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وذکرھم بایام اللہ (قرآن) اور یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دن

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سب دنوں اور راتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے اور سب دن اللہ کے ہی ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سے دن ہیں جن کو خاص طور پر یاد دلانے کا حکم دیا گیا ہے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ایام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔ اہل ایمان جانتے ہیں کہ سردار دوجہاں، باعث کون ومکاں، رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں باقی تمام نعمتیں انھیں کا صدقہ ہیں اگر وہ نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

تو جس دن یہ نعمت عظمےٰ عطا ہوئی اس دن کو یاد دلانا، اور لوگوں کو بتانا کہ یہ ہے وہ دن جس دن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کو بھیج کر مومنوں پر بڑا احسان وانعام فرمایا۔ اس حکم الٰہی کی تعمیل ہے اور اسی پر ان ایام کو جن میں بڑے بڑے واقعات ظہور میں آئے۔ اور بزرگان دین پر انعامات الٰہیہ ہوئے قیاس کیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم

مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے یہودیوں کو عاشورا کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو ان سے فرمایا کہ تم عاشورا کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ یہ دن نہایت مقدس و مبارک ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دشمن فرعون سے نجات بخشی اور ہم تعظیما اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ

فَنَحْنُ اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْكُمْ — ہم موسٰی (علیہ السلام) کی فتح کا دن منانے میں تم سے زیادہ

فَصَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ (بخاری مسلم۔ ابوداؤد) — حقدار ہیں پس حضور نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ کا حکم دیا

ناظرین غور فرمائیں کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات بخشی وہ دن قوم بنی اسرائیل کے نزدیک مبارک اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اسکا مبارک ہونا مسلّم۔ بنی اسرائیل اس دن کی تعظیم کریں اور اس کو منائیں تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو بدعت نہ کہیں، بلکہ فرمائیں کہ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں کہ اس کی تعظیم کریں اور اسکو منائیں چنانچہ خود بھی منایا اور منانے کا حکم بھی دیا۔ تو جس دن وہ کائنات کے نجات دہندہ تشریف لائے جن کے تشریف لانے سے کائنات کو کفر و شرک، ظلم و ستم، جہالت و گمراہی سے نجات حاصل ہوئی وہ دن کیوں نہ منایا جائے۔

حق یہ ہے کہ میلاد کی محفلیں کرنا بہت ہی زیادہ باعث رحمت و برکت اور مفید ہے۔ کیونکہ سامعین کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حسب و نسب، پیدائش و پرورش، بچپن و جوانی بعثت و نبوت، فضائل و کمالات، اولاد و ازواج اور بہت سے دینی مسائل معلوم ہو جاتے ہیں، اور آج کل اس کی سخت ضرورت ہے نیز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات اور حالات سُن کر ایمان قوی ہوتا ہے اور محبت بڑھتی ہے۔ عمل میں تیزی، جذبات میں فرحت، اور اپنے اخلاق و اعمال کو انھیں کے ارشادات کے مطابق کرنیکی ترغیب پیدا ہوتی ہے۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو محسن کائنات علیہ الثناء والتحیات کی سیرت و صورت، خصائص و محامد کے بیان اور حمد و نعت کے نغموں سے اپنے قلوب کو منور اور صلوٰۃ و سلام کا تحفہ پیش کر کے سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔

Marfat.com

تاریخ ولادت

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کس ماہ، کس تاریخ، اور کس دن میں ہوئی ؟

جہاں تک ماہ اور دن کا تعلق ہے اس میں سب کا اتفاق ہے کہ ماہ ربیع الاول شریف دن پیر تھا چنانچہ علامہ امام محمد بن عبد الباقی المالکی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ وُلِدَ فِیْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَنَقَلَ اِبْنُ الْجَوْزِیِّ الْاِتِّفَاقَ۔

اور مشہور یہی ہے کہ آپ ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے اور یہی جمہور علماء کا قول ہے اور محدث ابن جوزیؒ نے اس بات پر اجماع واتفاق نقل کیا ہے۔

(زرقانی علے المواہب ص۱۳۲)

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُّ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ ص۱۷۹)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اسی دن ہماری ولادت اور اسی دن ہم پر وحی نازل ہوئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے۔

(مسند احمد، زرقانی علے المواہب صفحہ ۱۳۲، جلد ۱)

وَکَانَ مَوْلِدُہٗ اَیْضًا وَنَقْلَتُہٗ لِیَوْمِ الْاِثْنَیْنِ ھٰذَا الْاَمْرُ مُعْتَبَرٌ۔ (روض النظیف)

اور آپ کی ولادت شریف وفات شریف پیر کو ہوئی اور یہ بات معتبر ہے

جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے اس میں اختلاف ہے۔ کتب تواریخ وسیر میں ربیع الاول کی دو۔ آٹھ۔ دس۔ بارہ وغیرہ کی روایات موجود ہیں بعض جدید مؤرخین نے قواعد ریاضی سے حساب لگا کر نو ربیع الاول کو قطعی قرار دیا ہے اور بعض نے قواعد ہیئت سے ثابت کیا ہے کہ

Marfat.com

ربیع الاول کی پہلی تاریخ تھی۔ حالانکہ یکم اور نو ربیع الاول کی کوئی روایت نظر سے نہیں گزری۔

مؤلف ناچیز کے نزدیک بارہ ربیع الاول کو ترجیح ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتی ہے

چنانچہ علامہ احمد بن محمد القسطلانی الشافعی المصری فرماتے ہیں۔

وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اور مشہور یہی ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم بسروار
وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ثَانِيْ عَشَرَ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ	بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور یہی محمد بن اسحاق
وَهُوَ قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ وَغَيْرِهٖ وَقَالَ	و دیگر علماء نے فرمایا ہے اور اسی پر اہل مکہ کا قدیماً وحدیثاً
وَعَلَيْهِ عَمَلُ اَهْلِ مَكَّةَ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا	عمل ہے کہ وہ (آج تک اسی تاریخ کو آپکے پیدا ہونے کی
فِيْ زِيَارَتِهِمْ مَوْضِعَ مَوْلِدِهٖ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ	جگہ کی خصوصیت سے) زیارت کرتے ہیں۔

(زرقانی علے المواھب ص ۱۳۲ ج ۱)

اور علامہ امام محمد بن عبد الباقی المالکی الزرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ	ابن کثیر نے فرمایا ہو کہ جمہور کے نزدیک ہی ۱۲ ربیع الاول
وَبَالَغَ ابْنُ الْجَوْزِيْ وَابْنُ الْجَزَارِ فَنَقَلَا فِيْهِ	ہی مشہور ہو اور محدث ابن الجوزی و ابن الجزار دونوں نے
الْاِجْمَاعَ وَهُوَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْعَمَلُ (زرقانی ص ۱۳۲ ج ۱)	اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اسی پر عمل ہے

علامہ ابن اثیر اور ابن ہشام صرف محمد بن اسحاق کی ہی روایت کو اختیار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بسروار کے دن
لِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ	بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے

(ابن ھشام ص ۱۶۷ ج ۱ — کامل ابن اثیر ص ۲۰۵ ج ۱)

عارف کامل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ولادت وے صلے اللہ علیہ وسلم روز دوشنبہ	کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے ۵۵ روز بعد
دوازدہم ربیع الاول بنجاہ و پنج روز بعد از واقعہ فیل بود۔	بروز پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ (شواہد النبوت ص ۲۲)

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

Marfat.com

ومولود حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم آں سال بود کہ ابرہہ سپاہ و پیل بد کعبہ آوردہ بود و ہلاک گشت و رسول صلے اللہ علیہ وسلم دراں سال بوجود آمدہ بود، در روز دوشنبہ دوازدہم عشرۂ شہر ربیع الاول۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۳۹)

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت اس سال ہیں جس سال ابرھہ بادشاہ لشکر و ہاتھی لے کر کعبۃ اللہ شریف پر حملہ آور ہو کر آیا تھا اور وہیں ہلاک ہو گیا تھا بروز پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

شیخ المحققین علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بداں کہ جمہور اہل سیر و تواریخ برآنند کہ تولد آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم در عام الفیل بود بعد از چہل روز یا پنجاہ و پنج روز و ایں قول اصح اقوال است و مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود و بعضے علماء دعوی اتفاق بریں قول نمودہ و دوازدہم ربیع الاول بود و بعضے گفتہ اند بدو شبے کہ گزشتہ بودند از وے و بعضے ہشت شبے کہ گزشتہ بود و اختیار بسیارے از علماء برانیست و نزد بعضے دہ نیز آمدہ و قول اول اشہر و اکثر ہست و عمل اہل مکہ بریں است در زیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را دریں شب و خواندن مولود۔

(معارج النبوت صفحہ ۱۴ جلد دوم)

کہ جمہور اہل سیر و تواریخ اس پر متفق ہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے چالیس یا پچپن روز بعد اسی سال ہوئی اور یہی قول تمام اقوال سے صحیح ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ تھی اور بعض علماء اس قول پر اتفاق و اجماع بیان کرتے ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ ربیع الاول کی دو تاریخ کو اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ تاریخ کو پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک دسویں رات ہے۔ اگرچہ آٹھویں تاریخ کو بہت علماء نے اختیار فرمایا ہے لیکن قول اول یعنی بارہ ربیع الاول بہت زیادہ مشہور ہے اور اسی پر علماء کی اکثریت ہے اور اہل مکہ کا اسی پر عمل ہے کہ اسی تاریخ کو جائے ولادت پر حاضر ہو کر اس کی زیارت کرتے اور میلاد شریف پڑھتے ہیں

بلاشبہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام ولادت مکہ معظمہ ہے، اور اہل مکہ کا قدیم سے ہر سال بارہ ربیع الاول کو جائے ولادت پر حاضر ہونا اور میلاد شریف پڑھنا اس کی روشن دلیل ہے کہ آپ کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول ہے۔

Marfat.com

رضاعت

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سات روز اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا اور چند روز حضرت ثوبیہ (ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی) کا دودھ پیا ہے۔ اور بعدازاں یہ سعادت و شرف حضرت حلیمہ سعدیہ کو حاصل ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دودھ پلانے کے لیے مخصوص کر دی گئیں۔

ملک عرب کا دستور تھا کہ شہر کے لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو پرورش کرنے کیلئے دیہات میں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ کھلی ہوا اور آزاد فضا میں ان کے جسم کی مناسب نشو و نما ہو سکے اور انہیں عرب کی خالص خصوصیات اور مردانگی کے جوہر پیدا ہوں، اور مدت رضاعت ختم ہونے پر معقول معاوضہ دے کر واپس لے لیتے تھے، اس لیے دیہات کی رہنے والی عورتیں سال میں ایک دو مرتبہ شہر میں آتیں اور بچے لے جاتیں۔ چنانچہ اسی دستور کے مطابق قبیلۂ بنی سعد بن بکر کی چند عورتیں جن میں ایک حلیمہ بھی تھیں مکے میں بچے لینے کی غرض سے آئیں۔ حلیمہ کے ساتھ ان کے شوہر (حارث بن عبدالعزیٰ) اور ان کے شیر خوار بیٹے (عبداللہ) بھی تھے۔

حلیمہ فرماتی ہیں کہ ہم ایک گدھی اور ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آئے تھے۔ قحط سالی کی وجہ سے اونٹنی اور گدھی کا یہ حال تھا کہ گدھی سے چلا نہیں جاتا تھا، اور اونٹنی دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتی تھی، اور خود میرا یہ حال تھا کہ مجھ کو اتنا دودھ بھی نہیں آتا تھا جس سے میرے بچے کا پیٹ بھر سکے، چنانچہ وہ بھوک کی شدت سے ہر وقت روتا اور اس کے رونے کی وجہ سے ہم نہ رات کو چین کی نیند سوتے، اور نہ دن کو آرام پاتے۔ چونکہ میں اپنی گدھی کی لاغری کی وجہ سے کچھ پیچھے رہ گئی اور دوسری سب عورتیں مجھ سے پہلے مکے میں پہنچ گئی تھیں اس لیے انھوں سب بچوں کا انتخاب کر لیا اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی عورت نے نہ لیا۔ کیونکہ جب اس کو بتایا جاتا کہ آپ یتیم ہیں، تو وہ یہ سمجھ کر کہ ان کا معقول معاوضہ نہیں ملے گا آگے نہ بڑھتی، اور وہیں سے واپس ہو جاتی۔ جس وقت میں مکے میں پہنچی

Marfat.com

اس وقت سوائے آپ کے اور کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا واللہ! میں اس بات کو مکروہ سمجھتی ہوں کہ میں اس طرح واپس جاؤں کہ میرے ساتھ کوئی بچہ نہ ہو، میں اسی یتیم کو لے آتی ہوں شوہر نے تائید کی اور میں آپ کو لینے کے لیے چل پڑی۔

علامہ امام محمد عبدالباقی المالکی روایت فرماتے ہیں کہ جب حلیمہ حضرت عبدالمطلب کے گھر میں داخل ہوئیں تو حضرت عبدالمطلب نے ہاتف غیبی کو یہ کہتے ہوئے سنا ؎

اِنَّ ابْنَ اٰمِنَۃَ الْاَمِیْنِ مُحَمَّدًا ۔۔۔ خَیْرُ الْاَنَامِ وَخِیْرَۃُ الْاَخْیَارِ

بے شک آمنہ کا بیٹا امین ہے محمد ہے (اور) تمام مخلوق میں بہتر (بلکہ) تمام بہتروں میں بہتر ہے

مَا اِنْ لَہٗ غَیْرُ الْحَلِیْمَۃِ مُرْضِعَۃٌ ۔۔۔ نِعْمَ الْاَمِیْنَۃُ ھِیَ عَلَی الْاَبْرَارِ

حلیمہ کے سوا اس کو دودھ پلانے والی کوئی نہیں ۔۔۔ وہ نیکوں پر بہت ہی اچھی امانت دار ہے۔

مَاْمُوْنَۃٌ مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ فَاحِشٍ ۔۔۔ وَنَقِیَّۃُ الْاَثْوَابِ وَالْاَزْوَارِ

اور وہ ہر عیب فاحش سے مامون و محفوظ ہے۔ ۔۔۔ اور صاف لباس اور صاف بٹنوں والی ہے۔

لَا تُسَلِّمَنَّہٗ اِلٰی سِوَاھَا اٰتَنَا ۔۔۔ اَمْرٌ وَّحُکْمٌ جَآءَ مِنَ الْجَبَّارِ

اس کو حلیمہ کے سوا کسی اور کے سپرد نہ کرنا! ۔۔۔ کیونکہ یہ حکم خدائے جبار کی طرف سے ہے

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ عبدالمطلب مجھ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا حلیمہ سعدیہ سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا۔ ؎

سعادت اور حلیمی، خوبیاں دو پاس ہیں تیرے ۔۔۔ انھی دو نیکیوں کے باعث کام سارے راس ہیں تیرے

مرے پاس ایک بچہ ہے پدر جس کا نہیں زندہ ۔۔۔ مگر اک خاص جلوے سے ہے چہرہ اس کا تابندہ

(حفیظ)

پھر مجھے وہیں لے گئے جہاں آپ تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کو دودھ سے زیادہ سفید صوف کے پارچے میں لپٹے ہوئے سبز حریر پر سیدھا سوتے ہوئے اس طرح پایا کہ آپ کا ہاتھ آپکے سینۂ مبارک پر تھا۔ اور آپ سے کستوری کی سی نہایت پاکیزہ خوشبو مہک رہی تھی اور آپکے حسن جمال کا

Marfat.com

یہ عالم تھا کہ میں دیکھتے ہی بصد ہزار جان و دل قربان و فریفتہ ہو گئی۔ قریب ہو کر میں نے اپنا ہاتھ نرمی اور پیار سے آپ کے سینۂ مبارک پر رکھ دیا تو آپ نے تبسم فرمایا اور اپنی مبارک آنکھیں کھولدیں آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جس کی شعاعیں آسمان تک پہنچیں اور آپ نے میری طرف دیکھا میں نے فرط محبت سے آپ کو اُٹھایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور گود میں لے کر اپنی داہنی چھاتی آپ کے منہ میں دے دی تو اس قدر دودھ اُترآیا کہ میں حیران تھی چنانچہ آپ نے جتنا چاہا پیا، پھر میں نے آپ کو بائیں طرف پھیرا تو آپ نے بائیں چھاتی کے دودھ پینے سے انکار کر دیا، اور برابر یہی طریقۂ مبارک رہا کہ ہمیشہ دائیں طرف سے دودھ پیتے، بائیں طرف سے نہ پیتے۔

اہل علم حضرات فرماتے ہیں کہ چونکہ پروردگار عالم نے بے شمار علوم آپ کی فطرت میں ودیعت فرما کر آپ کو پیدا کیا تھا اور آپ جانتے تھے کہ حلیمہ کا بیٹا عبداللہ بھی میرا دودھ شریک ہے اس لیے بائیں طرف آپ اس کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔ گویا تشریف لاتے ہی عدل و انصاف کی مثال قائم فرمادی کہ میں کسی کا حق دبانے نہیں، بلکہ عدل و انصاف کرنے اور اہل حق کو ان کا دلانے آیا ہوں۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ کی والدہ حضرت آمنہ اور حضرت عبدالمطلب سے آپ کو لے جانے کی اجازت طلب کی تو انھوں نے بخوشی اجازت دی۔ حضرت آمنہ نے اپنے لخت جگر نور نظر کو میرے سپرد کیا اور صحت و سلامتی کے ساتھ واپس لوٹنے کی دعائیں کیں۔

چلی ڈیرے کی جانب آج ایسے نور کو لیکر سو خورشید صدقے ہو رہے تھے جسکے قدموں پر

پھر میں آپ کو لے کر اپنے شوہر کے پاس آئی، اور اس کو دکھلایا، تو وہ بھی آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا۔ ہماری وہ اونٹنی جو قحط کی ماری ہوئی ایک قطرہ بھی دودھ نہ دیتی تھی اسکے تھن دودھ سے بھر گئے۔ میرے شوہر نے اس دودھ کو خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا۔ اور خود مجھ کو اتنا دودھ آگیا کہ آپ نے اور میرے بیٹے نے سیراب ہو کر پیا اور ہم نے چین کی نیند سو کر رات گزاری۔ یہ برکات دیکھ کر میرے شوہر نے کہا حلیمہ خدا کی قسم یہ سب برکتیں اسی مبارک بچے کے سبب سے ہیں

Marfat.com

اور میں امید کرتا ہوں کہ اس ذات بابرکات کی خدمت کی وجہ سے برکتوں میں اور اضافہ ہی ہوگا۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے طفیل ہمارا گھر رحمتوں اور برکتوں کا گہوارہ بن گیا۔

فرماتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھ کو کہا حلیمہ خاموش رہو اور ان باتوں کو چھپا دکیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اس دن سے علمائے یہود کو کھانا، پینا، سونا اور عیش کرنا ناگوار و حرام ہوگیا ہے۔ اگر ان کو معلوم ہو گیا تو وہ اس بچے کے ساتھ اور تیرے ساتھ حسد کریں گے۔

تین دن مکے میں ٹھیرنے کے بعد دوسری عورتیں بچوں کے والدین سے رخصت لے کر چلیں تو میں بھی آپ کی والدہ کے پاس الوداعی سلام کرنے اور واپس جانے کی اجازت لینے گئی تو میں نے آپ کی والدہ سے کہا۔ خدا کی قسم آپ کا یہ بچہ جو میں نے لیا ہے ایسا بابرکت ہو کہ میں نے ایسی خیر و برکت والا بچہ ہرگز نہیں دیکھا۔ آپ کی والدہ نے اپنے نور نظر کو لے کر پیار کیا اور مجھ کو دیتے ہوئے کہا۔ ؎

اُعِیۡذُہٗ بِاللہِ ذِی الۡجَلَالۡ   مِنۡ شَرِّ مَا مَرَّ عَلَی الۡجِبَالۡ

میں اس بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں ہر اس جسمانی بیماری و تکالیف سے جو لاحق ہوئی ہیں اس کے لیے خدا سے پناہ مانگتی ہوں۔

حَتّٰی اَرَاہُ حَامِلَ الۡحَلَالۡ   وَیَفۡعَلُ الۡعُرۡفَ اِلَی الۡمَوَالِی

یہاں تک کہ میں اسے امر حلال کا حامل اور   غلاموں کے ساتھ نیکی کرنیوالا ہوتے ہوئے دیکھوں

وَغَیۡرِھِمۡ مِنۡ حَشۡوَۃِ الرِّجَالِ

اور صرف غلاموں کے ساتھ ہی نہیں، بلکہ یہ بھی دیکھ لوں کہ ان کے علاوہ دوسرے ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے ساتھ بھی وہ نیکیاں کریں۔

اور پھر مجھ سے تاکید کی کہ اس بچے کی طرف سے خبردار رہنا، کیوں کہ عنقریب اس کی ایک خاص شان ہوگی۔

(طبقات ابن سعد جلد اول ص۷)

چنانچہ واپس آکر میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور آپ کو اپنی گود میں لے لیا، تو میری گدھی نے کعبہ کی طرف تین سجدے کیے (یعنی سر کو جھکایا اور اپنا منہ زمین پر رکھا) اور پھر اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور چلی۔

ف ۔ گدھی کا سجدہ کرنا اور آسمان کی طرف سر اُٹھانا پروردگار عالم کے حضور اظہار عجز و شکر تھا کہ اُس نے مجھ کو یہ شرف بخشا ہے کہ سردار دو جہاں، باعث کون و مکاں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آج مجھ پر سوار ہیں۔ فرماتی ہیں آپ کی برکت سے میری وہی گدھی جس سے لاغری اور کمزوری کے سبب چلا نہیں جاتا تھا، اب وہ اس قدر چست اور توانا ہو گئی کہ ان تمام سواریوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گئی جو مکے سے پہلے کی چلی ہوئی تھیں، یہ دیکھ کر دوسری عورتیں تعجب سے مجھ سے کہنے لگیں اے بنت ذویب! کیا یہ وہی گدھی ہے جس سے بوجہ لاغری چلا نہیں جاتا تھا اور گر گر پڑتی تھی؟ میں کہتی ہاں یہ وہی ہے! مگر وہ اعتبار نہ کرتیں اور کہتیں کہ آخر دو تین روز میں یہ اس قدر چالاک اور فربہ و توانا کیسے ہو گئی؟ میں قسم کھا کر کہتی کہ واللہ یہ وہی ہے! اس سے وہ بہت متعجب ہوئیں اور بولیں کہ اب تو اس کی عجیب شان ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں ان عورتوں سے گفتگو کر کے خاموش ہوئی، تو گدھی (خدا کی قدرت سے) بولی۔ میں نے سنا تو وہ یہ کہہ رہی تھی۔ واقعی اب میری بڑی اور عجیب شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مرنے (یعنی انتہائی کمزوری کہ مثل مردہ کے تھی) کے بعد زندہ کیا (یعنی توانا و فربہ اور چالاک) کیا ہے۔

یَا نِسَاءَ بَنِیْ سَعْدٍ اِنَّكُنَّ لَفِیْ غَفْلَةٍ وَّهَلْ تَدْرِیْنَ مَنْ عَلٰی ظَهْرِیْ خَیَارُ النَّبِیِّیْنَ وَ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَحَبِیْبُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔	اے بنی سعد کی عورتو تم غفلت میں ہو اور تم نہیں جانتی ہو کہ میری پیٹھ پر کون سوار ہے؟ میری پیٹھ پر خیر الانبیا، سید المرسلین خیر الاولین والآخرین اور حبیب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۱۴۵ و مدارج النبوۃ جلد دوم ص۲۵)

Marfat.com

فرماتی ہیں کہ راستہ میں اپنے دائیں اور بائیں سے میں سنتی تھی کہ کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ اے حلیمہ! تو (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پالنے کے سبب سے) دولت مند اور بنی سعد کی تمام تمام عورتوں سے افضل واعلیٰ ہوگئی ہے۔ اس کے بعد میں بکریوں کے گلے کے پاس سے گزری تو بکریاں دوڑ کر میرے پاس آئیں اور بولیں اے حلیمہ! تو جانتی ہے کہ تیرا رضیع محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پروردگار عالم کا رسول اور بہترین اولاد آدم ہے (مدارج النبوت ج۲ ص۲۵)

جب ہم خیر وعافیت سے اپنے گھر پہنچے تو بنی سعد کا کوئی مکان ایسا نہ رہا جس میں آپکی خوشبو نہ پہنچی ہو۔ ایک عرصے بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط اور زمین ایسی خشک اور ویران ہو چکی تھی کہ کہیں سبزے کا تنکا تک نظر نہیں آتا تھا، اور میری بکریاں جو قحط سالی کا شکار ہو کر اس قدر کمزور اور تپلی دُبلی ہو چکی تھیں کہ دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتی تھیں آپکی برکت سے فربہ اور موٹی ہوگئیں اور سب دودھ دینے لگ گئیں۔ ان کا دودھ دوہ کر ہم سب سیراب ہو کر پیتے حالانکہ ہمارے گاؤں میں کسی کی بکریاں بھی دودھ نہیں دیتی تھیں۔ چنانچہ ہماری قوم کے لوگ اپنے اپنے چرواہوں سے کہنے لگے کہ تم بکریوں کو اس چراگاہ میں کیوں نہیں لے جاتے جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں؟ لیکن انھیں کیا معلوم تھا کہ حلیمہ کی بکریوں کے سرور ونشاط کی وجہ کیا ہے اور وہ کیوں اور کیسے موٹی ہوگئی ہیں، اور ان میں دودھ کیسے اور کہاں سے آگیا ہے؟ یہ تو حلیمہ ہی جانتی تھی جس کی آغوش میں پروردگار عالم کی رحمتیں اور برکتیں سمٹ کر آگئی تھیں اور جس کا گھر برکتوں اور مسرتوں کا گہوارہ بن گیا تھا۔ اور جو ازل سے ہی اس سعادت وشرف کے لیے مخصوص کی گئی تھی کہ اس کی بکریاں کیوں اور کس وجہ سے موٹی ہوگئی ہیں، اور کس چراگاہِ غیب سے چر کر وہ دودھ دیتی تھیں۔ چنانچہ فرماتی ہیں کہ راعیانِ قوم اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے ساتھ ایک ہی جگہ میں لے جانے اور چرانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل ان کی بکریوں اور مالوں میں بھی برکت عطا فرمائی اور ہمارے گھر میں اللہ تعالیٰ کی اس قدر رحمتیں اور برکتیں ہوتی گئیں کہ ہم ہر لحاظ سے اپنی قوم میں مکرم ومعظم ہوگئے۔ اور ہمیں سمیں ذرہ برابر بھی

Marfat.com

شک نہیں بلکہ یقین کامل تھا کہ یہ سب برکتیں آپ کے دم قدم سے ہیں ۔ ؎

لَقَدْ بَلَغَتْ بِالْهَاشِمِیِّ حَلِیْمَةُ　　مَقَامًا عَلَا فِیْ ذِرْوَةِ الْعِزِّ وَالْمَجْدِ

بیشک حلیمہ اس ہاشمی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کے سبب سے ایسے ارفع واعلےٰ مقام پر پہنچ گئی جو عزت وعظمت کا بہت بلند مقام ہے ۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ ہمارے قبیلہ بنی سعد کے لوگوں نے جب آپ کی وجہ سے ہمارے گھر میں بے شمار برکتوں کا نزول دیکھا تو ان کے دلوں میں بھی آپکی عظمت ومحبت پیدا ہو گئی، اور ان سب کو آپ کے مبارک ہونے کا یقین ہو گیا، یہاں تک قبیلہ بنی سعد کا کوئی آدمی یا کوئی جانور (اونٹ بکری وغیرہ) جب کسی جسمانی بیماری میں مبتلا ہوتا، تو وہ اس کو لیکر ہمارے گھر آجاتے، اور آپ کو لے کر آپکا دستِ مبارک مریض کے جسم پر پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا ۔

(زرقانی علی المواہب ص ۱۴۵/۱)

Marfat.com

بچپن شریف

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن   اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

یہ ایک حقیقت واقعیہ ہے کہ وہ افراد جن کے لیے ازل ہی سے شان امتیازی مقدر ہو چکی ہے۔ جب اس عالم شہود میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو ان کے بچپن کے حالات سے ہی ان کے روشن مستقبل کا اندازہ ہو جاتا ہے چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بچپن شریف بھی سراپا اعجاز تھا۔ حضرت ابن سبع نے آپ کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ ملائکہ آپکے گہوارے کو ہلایا کرتے، یعنی جھولا جھلاتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب ص ۱۴۵ ج ۱۔ خصائص کبریٰ ص ۵۳ ج ۱)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ کے بچپن میں آپ کی ایک ایسی بات دیکھی تھی جو آپکی نبوت پر دلالت کرتی تھی، اور میرے ایمان لانے میں اس کو بہت بڑا دخل حاصل ہے۔ وہ یہ تھی کہ میں نے آپ کو گہوارے میں چاند سے کلام کرتے، اور جدھر آپ کی انگلی کا اشارہ ہوتا، اُدھر چاند کو جھکتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا میں چاند سے، اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا، اور وہ مجھکو رونے نہیں دیتا تھا، اور جس وقت چاند عرش الٰہی کے نیچے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا تھا، میں اسکے گرنے کی آواز کو سنتا تھا۔ (زرقانی علی المواہب ص ۱۴۶ ج ۱ بیہقی، ابن عساکر، خصائص کبریٰ ص ۵۳ ج ۱)

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ آپ کے بول و براز کا روزانہ ایک وقت مقرر تھا دوسرے بچوں کی طرح کبھی آپ نے کپڑوں میں بول و براز نہ کیا جب آپ دودھ پی کر فارغ ہوتے تو میں چاہتی کہ آپ کے منہ کو پونچھ کر صاف کردوں تو مجھ سے پہلے ہی غیب سے کوئی صاف کر دیتا، جب آپ کا ستر کھل جاتا، تو آپ رونے لگ جاتے جس سے میں سمجھ جاتی کہ آپ کا ستر کھل گیا ہے فوراً آکر ڈھانپتی اور اگر کبھی دیر ہو جاتی تو غیب سے فوراً کوئی ڈھانپ دیتا۔ (مدارج النبوت) ص ـــ

Marfat.com

سب سے پہلا کلام جو آپ نے فرمایا وہ یہ ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔ (زرقانی علی المواہب ص ۱۴۷)

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں آپ کا نشوونما حیرت انگیز تھا کہ اس کو دوسرے بچوں سے کوئی مشابہت نہ تھی۔ دو برس کی عمر میں چار برس کے معلوم ہوتے تھے۔ ہر روز آپ کے چہرے میں حسن و جمال اور نورانیت کا اضافہ ہوتا۔ آپ لڑکوں کے ساتھ کھیلنے سے احتراز فرماتے نہایت پاکیزہ اور حسین گفتگو فرماتے۔ ضد، بدخلقی، شرارت وغیرہ جو عام بچوں کی عادت ہوتی ہے سے قطعًا پاک اور منزہ تھے (مدارج النبوت و شواہد النبوت)

جب آپ کی عمر شریف دو برس کے قریب ہوئی تو ایک دن آپ اپنی رضائی بہن شیما کے ساتھ سخت دوپہر کے وقت میری بے خبری میں جانوروں کی طرف چلے گئے چونکہ میں آپ کا بہت خیال رکھتی تھی۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں آپ کے پیچھے گئی تو آپ شیما کے ساتھ واپس آرہے تھے۔ میں نے شیما کو جھڑک کر کہا کہ ایسی دھوپ میں ان کو اپنے ساتھ کیوں لائی ہو؟ شیما نے کہا اماں ان کو گرمی نہیں پہنچی کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایک ابر ان پر برابر سایہ کیے رہا جب یہ چلتے تو وہ بھی چلتا اور جب یہ ٹھیر جاتے تو وہ بھی ٹھیر جاتا اور اس شان سے ہم یہانتک پہنچے ہیں۔ فرمایا بیٹی کیا یہ سچ ہے؟ شیما نے کہا ہاں خدا کی قسم۔

(طبقات ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر، مواہب، خصائص ص ۵۵)

دو برس کی عمر میں آپ کا دودھ چھڑا دیا گیا۔ اگرچہ حلیمہ حریص تھی کہ آپ زیادہ سے زیادہ دیر اس کے پاس رہیں کیونکہ وہ آپ کی برکات کا مشاہدہ کر چکی تھی تاہم وہ اصول کے مطابق دودھ چھڑانے کے بعد آپ کو ساتھ لے کر مکے میں آئی حضرت آمنہ اس نازک پودے کو مضبوط پاکر باغ باغ ہو گئیں، اپنے نورِ نظر کو سینے سے لگایا، چوما، پیار کیا،

اتفاق سے ان دنوں مکے میں ایک وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی حضرت حلیمہ کو بہترین سبب ہاتھ آگیا، اس نے آپ کی والدہ ماجدہ سے کہا کہ مکے میں چونکہ وبا ہے اسلیے بہتر ہو کہ آپ اجازت دیں کہ

Marfat.com

میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو واپس اپنے ساتھ اپنے گاؤں میں لے جاؤں۔ آپکی والدہ ماجدہ نے اجازت دی۔ حلیمہ آپ کو لے کر پھر خوش خوش واپس آگئی۔

شق صدر

جب آپ کی عمر تین برس کی ہوئی تو ایک روز آپ نے حلیمہ سے کہا اماں! میرے بھائی چراگاہ میں بکریاں لے کر جاتے ہیں اور میں گھر میں رہتا ہوں مجھے بھی ان کے ہمراہ بھیجا کریں! تاکہ میں بھی باہر کی سیر اور بکریاں چرایا کروں چنانچہ دوسرے روز سے حلیمہ نے آپ کو بھی ان کے ساتھ بھیجنا شروع کر دیا۔

ایک دن دوپہر کے وقت آپ کا ایک رضاعی بھائی حمزہ روتا ہوا اور دوڑتا ہوا گھر آیا اور کہنے لگا کہ ہم بکریاں چرانے میں مشغول تھے کہ اچانک تین آدمی آئے، انھوں نے ہمارے قریشی بھائی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا پہاڑ پر لے جاکر پیٹ چاک کر دیا ہے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ یہ سُنتے ہی میں اور میرا شوہر بے تاب ہو کر بے تحاشا بھاگے وہاں جاکر دیکھا کہ آپ پہاڑ کے اوپر کھڑے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں، اور آپ کا رنگ زرد ہو رہا ہے جب آپ نے ہمیں دیکھا تو تبسّم فرمایا میں نے آگے بڑھ کر آپ کو بوسہ دیا اور کہا اے قدر و شان والے ہماری جانیں تجھ پر فدا ہوں کیا ہوا، تیرا پیٹ کس نے چاک کیا ہے؟ فرمایا تین آدمی آئے تھے انکے پاس ایک سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا تھا۔ انھوں نے مجھ کو پکڑ لیا، اور پہاڑ پر لے گئے اور بڑی نرمی کے ساتھ مجھ کو لٹا دیا، اور میرا پیٹ چاک کر دیا، یہ دیکھ کر سب لڑکے بھاگ گئے، اور ان میں سے ایک نے میرے پیٹ سے آنتیں گردے وغیرہ نکالے اور ان کو برف سے خوب اچھی طرح دھویا اور پھر میرے پیٹ میں انکو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اس کے بعد دوسرا آیا اس نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا اور اس کو چیر کر اس میں سے ایک مضغۂ سیاہ نکال کر پھینک دیا اور کہا یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کے بعد اس نے دائیں اور بائیں اس طرح اشارہ کیا گویا کہ وہ کوئی چیز طلب کرتا ہے۔ جوں ہی میں نے دیکھا کہ اس کے

Marfat.com

ہاتھ میں ایک ایسی نورانی مہر تھی کہ آنکھوں میں اس کے دیکھنے کی تاب نہیں اس نے میرے دل پر مہر لگائی تو میرا دل حکمت و نور اور خوشی و سرور سے بھر گیا، پھر میرے دل کو اسکی جگہ پر قائم کیا۔

پھر تیسرا آیا اس نے آکر میرے سینے سے لے کر میری ناف تک ہاتھ پھیرا تو وہ شگاف مل گیا اور نہایت نرمی سے مجھ کو اٹھاتے ہوئے کہا اٹھو تم اپنا کام کر چکے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا ان کو ان کی امت کے دس آدمیوں سے تولو۔ جب تولا گیا تو میں بھاری نکلا۔ پھر اس نے کہا کہ سو سے تولو پھر بھی میں بھاری نکلا، پھر ایک ہزار سے تولا پھر بھی میں بھاری نکلا پھر اس نے کہا دَعُوْہُ فَوَاللّٰہِ لَوْ وَزَنْتُمُوْہُ بِاُمَّتِہٖ کُلِّھَا لَوَزَنَہَا ان کو چھوڑ دو خدا کی قسم اگر تم ان کو ان کی ساری امت کے ساتھ تولو گے تو پھر بھی یہی بھاری نکلیں گے (طبقات ابن سعد، مواہب اللدنیہ مستدرک حاکم ص ۶۱۶/۲ سیرت ابن ہشام ص مدارج النبوت ص

ف یہ تولنا ظاہری تولنا نہیں تھا بلکہ اعتباری وزن مراد ہے یعنی فضیلت میں سب پر غالب رہینگے۔

پھر انھوں نے مجھے اٹھا کر سینے سے لگایا اور میری پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اے اللہ کے پیارے ڈرو نہیں جب تمھیں معلوم ہوگا کہ تمھارے ساتھ کیا بھلائی کی جا رہی ہے تو تمھارا دل شاد اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ یہ کہہ کر انھوں نے مجھے یہیں چھوڑا اور خود پرواز کی یہاں تک کہ میں نے ان کو آسمانوں کی طرف جاتے ہوئے دیکھا کہ تم آپہنچے۔ پھر فرمایا یہ جو کچھ انھوں نے میرے ساتھ کیا ہے میں سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا مگر مجھے ذرہ برابر بھی تکلیف یا درد نہ ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سینۂ اقدس سے لیکر ناف مبارک تک ایک باریک لکیر شگاف کے ملنے کی ہم دیکھا کرتے تھے۔

محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا چار بار شق صدر ہوا اول جس کا ابھی اوپر ذکر ہوا، دوم دس برس کی عمر میں، سوم غار حرا میں نزولِ وحی کے وقت، چہارم معراج کی رات سفر معراج سے پہلے، ہر ایک کا بیان ان شاء اللہ اپنے اپنے مقام پر آئے گا یہ شق صدر جو بچپنا میں ہوا اس کی حکمت منجملہ بے شمار حکمتوں کے ایک یہ ہے کہ بچپن میں

Marfat.com

لڑکوں کے دلوں میں کھیل کود اور نازیبا کاموں کی جو رغبت پیدا ہوتی ہے وہ رغبت نہ ہو، اور جس چیز کی وجہ سے وہ رغبت پیدا ہوتی ہے وہ چیز ہی آپ کے قلب مبارک سے نکلوا دی، معلوم ہوا قبل از دعوئی نبوت بھی قلب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے شیطانی خیالات و وساوس سے پاک اور منزہ تھا۔ برائی تو کیا اس قلب اقدس میں برائی کا خیال تک نہیں آسکتا تھا۔

ایک دن آپ کے ایک رضاعی بھائی نے آپ سے کہا کیا آپ کے خیال میں بعثت و نبوت کا ظہور ہونے والا ہے؟ آپ نے فرمایا

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَاٰخُذَنَّ	خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے
بِیَدِکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَاَعْرِفَنَّکَ	قیامت کے دن میں ضرور تجھے پہچان لوں گا اور تیرا ہاتھ پکڑ لوں گا۔

یہ صاحب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال شریف کے بعد ایمان لائے، ایمان لانے کے بعد اکثر بیٹھ کر رو دیا کرتے اور فرماتے

اِنَّمَا اَرْجُوْاَنْ یَّاْخُذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	اگر کوئی امید ہے تو بس یہی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم
بِیَدِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَنْجُوْ	قیامت کے دن میرا ہاتھ پکڑ لینگے تو میری نجات ہو جائیگی۔

(طبقات ابن سعد ص۱۷)

Marfat.com

واپسی

واقعۂ شق صدر کے بعد حلیمہ آپ کو کہیں باہر نہیں جانے دیا کرتی تھیں، ایک دن حلیمہ کے شوہر نے کہا حلیمہ! بہتر یہ ہے کہ ہم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ان کے دادا اور والدہ کے پاس چھوڑ آئیں کیونکہ ہم خوف کھاتے ہیں کہ کہیں کوئی حادثہ وغیرہ نہ پیش آجائے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں آپ کو ساتھ لے کر گدھی پر سوار ہو کر چلی جب مکہ کے قریب پہنچی تو میں آپ کو ایک جگہ بٹھا کر قضائے حاجت کو چلی گئی، جب واپس آئی تو میں نے آپ کو وہاں نہ پایا۔ ادھر ادھر ڈھونڈا، جب کوئی پتہ نہ چلا تو میں سر پر ہاتھ دھر کر بیٹھ گئی، اور رونے لگی اور پکار پکار کر وا محمداہ واولداہ کہنے لگی کہ اچانک میں نے ایک بزرگ صورت آدمی دیکھا جو ہاتھ میں عصا لیے ہوئے میری طرف آرہا تھا، اس نے آکر کہا اے سعدیہ کیا بات ہے کیوں روتی ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے محمد بن عبدالمطلب کو ایک مدت تک دودھ پلایا ہے۔ اب میں اس کو اس کی والدہ کے پاس چھوڑنے جا رہی تھی کہ وہ یہاں سے گم ہو گیا ہے۔ اس نے کہا مت رو اور کوئی فکر نہ کر میں تجھے اس کے پاس لے چلتا ہوں جو تجھے تیرے بیٹے سے ملا دے گا میں نے کہا تجھ پر فدا ہو جاؤں، جلدی چل تاکہ مجھ کو میرا بیٹا مل جائے، وہ مجھ کو ہُبل بُت کے پاس لے گیا میں نے کہا اے بڈھے کیا تو نہیں جانتا کہ اس محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کی رات ان بُتوں پر کیا گزری تھی، تو بڈھے نے کہا حلیمہ تو نہیں جانتی اس بت نے بہت سے گم شدہ بچے ملائے ہیں پھر وہ سجدہ وطواف کر کے کہنے لگا، اے خداوند عرب یہ حلیمہ سعدیہ تیرے پاس آئی ہے ؎

که از و فرزند طفلے گم شده است　　نام آں کودک محمد آمده است

کیوں کہ اس کا فرزند جس کا نام محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے گم ہو گیا ہے

چوں محمد گفت آں جملہ بُتاں　　　سرنگوں گشتند ساجد آں زماں

جوں ہی اس نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہا، وہ بڑا بُت ہُبل، اور دوسرے تمام بُت اوندھے سجدہ میں گر گئے اور ان میں سے آواز آئی اے بڈھے دور ہو جا اس طفل کا نام ہمارے سامنے نہ لے، کیونکہ اسی کے ہاتھ سے ہماری ہلاکت و بربادی ہوگی، خدا اس کو ضائع نہیں کرے گا، وہ ہر حال میں اس کا نگہبان ہے

گفت پیرش کاے حلیمہ شاد باش　　　سجدۂ شکر آر و رو کم خراش

یہ سُن کر اس بوڑھے نے کہا اے حلیمہ تو خوش ہو جا! اور سجدۂ شکر بجالا اور بالکل بے فکر رہ، اور

تو مخور غم کہ نگردد یاوہ او　　　بلکہ عالم یاوہ گردد اندر او

تو غم نہ کھا! کیوں کہ وہ گم نہیں ہو سکتا　　　ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سارا جہان اس بچہ میں گم ہو جائے

(مثنوی مولانا روم)

حلیمہ فرماتی ہیں پھر میں دوڑی ہوئی عبدالمطلب کے پاس گئی اور ان کو سارا حال کہہ سُنایا یہ سنتے ہی حضرت عبدالمطلب کوہ صفا پر چڑھے اور پکار کر کہا "یا آلِ غالِبْ!" اس ندا کو سُن کر سب قریش جمع ہو گئے اور پریشانی کا سبب پوچھا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ میرا فرزند محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) گم ہو گیا ہے، اس کی تلاش کرو۔ چنانچہ آپ اور سب قریش سوار ہو کر چاروں طرف تلاش کے لیے نکلے اور مکے کے تمام نشیب و فراز دیکھے مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ پھر عبدالمطلب خانۂ کعبہ میں حاضر ہوئے اور طواف کے بعد رو رو کر یوں عرض کیا۔ ے

رَبِّ رُدَّ اِلَیَّ رَاکِبِیْ مُحَمَّدًا　　　رُدُّہٗ اِلَیَّ وَاصْطَنِعْ عِنْدِیْ یَدًا

اے میرے پروردگار میرے شہسوار محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو میرے پاس لوٹا دے اور اس کو میرے پاس لوٹا کر اپنا فضل و احسان فرما!

اَنْتَ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ لِیْ عَضُدًا　　　لَا یَبْعُدُ الدَّھْرُ بِہٖ فَیَبْعُدَا

اے اللہ تو نے ہی اس کو میرا بازو بنا کر مجھے قوت دی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ گردش زمانہ اسکو مجھ سے دور کر دے اور پھر وہ مجھ سے دور ہی ہو جائے۔

(مستدرک حاکم ص۶۰۳، تاریخ بخاری، ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم، طبقات ابن سعد ص۲)

Marfat.com

حضرت عبدالمطلب مناجاۃ کر ہی رہے تھے کہ ہاتف غیبی نے ندا دی کہ اے سردارِ قریش! غم مت کھاؤ! محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا خدا ان کو ضائع نہ کرے گا، وہ ان کا حافظ و نگہبان ہے، عبدالمطلب نے کہا اے ندا کرنے والے اتنا بتا دے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس وقت کہاں ہیں، ندا آئی کہ وہ اس وقت وادی تہامہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔

یہ سنتے ہی حضرت عبدالمطلب سوار ہو کر وادی تہامہ کی طرف چلے، راہ میں ورقہ بن نوفل ملے وہ بھی آپ کے ہمراہ ہو گئے، وہاں پہنچ کر دیکھا کہ آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے درخت کے پتے چن رہے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اٹھا کر سینے سے لگایا، پیار کیا، اور آپ کو مکہ معظمہ لے آئے اور آ کر بہت سا سونا اور بہت سے اونٹ آپ پر تصدق کیے۔

(مواہب اللدنیہ ص۔ مدارج النبوت ص۲۳ شواہد النبوت ص۳۱)

حلیمہ فرماتی ہیں آپ کی والدہ ماجدہ نے مجھ سے پوچھا کہ تو تو ان کو اپنے پاس رکھنے کی بہت حریص تھی پھر اب کیوں لے آئی ہے تو میں نے کہا جی ہاں ٹھیک ہے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے ان کو سن تمیز تک پہنچا دیا ہے اور مجھ پر جو فرائض تھے وہ میں نے ادا کر دیے ہیں اور پھر میں اس بات سے بھی ڈری کہ کہیں کوئی حادثہ نہ پیش آ جائے، اس لیے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ ان کو آپ تک پہنچا دوں۔ حضرت آمنہ نے فرمایا حلیمہ سچ سچ کہو کیا بات ہے؟ تو میں نے شق صدر کا واقعہ بیان کیا حضرت آمنہ نے فرمایا کیا تمہیں ان پر جن و آسیب وغیرہ کا شبہ ہوا؟ کہا ہاں! فرمایا واللہ! میرے بیٹے پر شیطان کا اثر ہرگز نہیں ہو سکتا میرے بیٹے کی عجیب شان ہے۔ یہ کہہ کر حضرت آمنہ نے حمل سے لے کر ولادت تک کے تمام عجائبات و واقعات جو ظہور میں آئے تھے بیان کیے، اور پھر حضرت عبدالمطلب نے مجھے انواع و اقسام کے تحفے اور انعامات دیکر رخصت کیا اور میں واپس آ گئی،

(مدارج النبوت ص۲۳ سیرت ابن ہشام ص۱۷۴ مواہب وزرقانی ص۱۴۹)

Marfat.com

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے اور آپ کو دودھ پلانے سے جو عزت و عظمت حضرت حلیمہ کو حاصل ہوئی محتاج بیان نہیں، کتنی خوش نصیب اور بلند اقبال تھیں کہ ایک مرتبہ مکہ تشریف لائیں یہ وہ زمانہ تھا جب کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہو چکا تھا، حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ جوں ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میری ماں، میری ماں کہہ کر جوش محبت سے ملے اور اپنی چادر ان کے لیے بچھا دی واپسی کے وقت چالیس بکریاں، ایک اونٹ سامان سے بھرا ہوا عطا فرما کے رخصت کیا۔

(ملخصاً طبقات ابن سعد ص‌۱۲)

Marfat.com

والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رض کی وفات!

حضرت حلیمہ کے چھوڑ جانے کے بعد آپ اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کے پاس رہتے تھے۔ جب آپ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو اور ام ایمن کو ہمراہ لے کر مدینۂ طیبہ میں آپ کے دادا کے ننھیال خاندان بنو نجار کو ملنے گئیں۔ تاکہ آپ کی ملاقات ان سے کرائیں۔ کیونکہ حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمٰے بنت عمرو خاندان نجار میں سے تھیں۔ اس سے بخوبی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ رشتہ بہت دور کا رشتہ تھا۔ پھر اتنے دور کے رشتے داروں کی ملاقات کے لیے اتنا بڑا سفر کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ بعض مؤرخین کا یہ بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے شوہر حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کو تشریف لے گئی تھیں۔

اس غم نصیب بیوہ کے سوا کون جانتا تھا جس کی محبت کا چمن اچانک خزاں کا شکار ہو گیا تھا جس کا رفیق حیات اس کو غم کے سمندر میں غوطے کھانے کے لیے چھوڑ کر ہمیشہ کیلیے جدا ہو گیا تھا جس کو وہ رخصت کے وقت حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ بھی نہ سکی تھی۔ حسرت کے اس پیکر مجسم کی اس سے بڑھ کر اور کیا تمنا و آرزو ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے محبوب رفیق حیات کی چھوڑی ہوئی نشانی کو ساتھ لے کر اس کے مرقد محبت پر حاضر ہو اور آنسوؤں کے انمول موتی نذر کرتے ہوئے کہے کاش تم اس وقت زندہ ہوتے اور اپنے نور نظر کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرتے۔

اسی تمنا و آرزو کو پورا کرنے کے لیے حضرت آمنہ اپنے یتیم نور نظر کے ساتھ مدینۂ طیبہ گئیں، اور دارالنابغہ میں اُتریں۔ تقریباً ایک ماہ وہاں رہیں۔ نہ معلوم اس عرصے میں کتنی مرتبہ مرقد محبت پر حاضر ہوئیں، اور کتنی مرتبہ دل سے اُٹھتے ہوئے شعلے پانی میں تبدیل ہو کر آنکھوں سے برسے ہونگے، اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ کی قبر اسی گھر میں تھی۔ چنانچہ اس رفیق حیات کی اچانک اور بے وقت موت سے دل کی گہرائیوں میں درد و غم کی جو چنگاریاں دبی ہوئی اندر ہی اندر

Marfat.com

دل کو جلا رہی تھیں وہ اس کے مرقد منور کو دیکھنے سے بھڑک اٹھیں اور وہ پیکر محبت درد و فراق کے ان شعلوں کی نذر ہو گئی اور واپسی کے وقت مقام ابوا ر جو مدینہ کے قریب ہی ایک گاؤں کا نام ہے وہاں پہنچ کر انتقال فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

حضرت اسمار بنت ابی رہم فرماتی ہیں کہ میری والدہ حضرت آمنہ کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئیں۔ اس وقت حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی عمر ۵، ۶ سال کی تھی آپ اپنی والدہ کے سر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کی والدہ نے آپ کی طرف دیکھا اور فرمایا

بَارَکَ اللّٰہُ فِیکَ مِنْ غُلَامٍ ۔۔۔ یَا بْنَ الَّذِیْ مِنْ حَوْمَۃِ الْحِمَامِ

اے بیٹے اللہ تجھ کو برکت دے ۔۔۔ تو اس کا فرزند ہے جسنے موت کی سختی سے

نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْعَلَّامِ ۔۔۔ فُوْدِیْ غَدَاۃَ الضَّرْبِ بِالسِّھَامِ

ملک العلام کی مدد سے نجات پائی تھی جب کہ صبح کے وقت (عبد المطلب نے اپنی نذر کو پورا کرنے کیلئے اسکے اور اسکے بھائیوں کے درمیان قرعہ ڈالا اور تمہارے باپ کا نام نکلا تھا، تو فدا کیا گیا تھا

بِمِائَۃٍ مِّنْ اِبِلٍ سَوَامٍ ۔۔۔ اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ

انکے عوض ایک سو قیمتی اونٹوں کے ۔۔۔ بیٹا جو کچھ میں نے خواب دیکھا تھا اگر وہ صحیح ہے

فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَامِ ۔۔۔ مِنْ عِنْدِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

تو پھر تو جن وانس کی طرف مبعوث ہوا ہے ۔۔۔ اللہ تعالیٰ صاحب جلال و صاحب اکرام کیطرف سے

تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَفِی الْحَرَامِ ۔۔۔ تُبْعَثُ فِی التَّحْقِیْقِ وَالْاِسْلَامِ

اور تو مبعوث ہوا ہے سرزمین حلال (مکہ معظمہ) اور حرام (کل روئے زمین) کی طرف اور تو مبعوث ہوا ہے حق و باطل کو ظاہر کرنے اور دین اسلام کو پھیلانے کے لیے۔

دِیْنُ اَبِیْکَ الْبَرِّ اَبْرَاھَامْ ۔۔۔ فَاللّٰہُ اَنْھَاکَ عَنِ الْاَصْنَامِ

وہ دین جو تیرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے، وہ ابراہیم جو محسن اور مطیع تھے، اور اللہ نے تجھ کو بتوں (کی عبادت و نصرت) سے منع فرمایا ہے

اَنْ لَا تُوَارِیَھَا اِلَی الْاَقْوَامْ

اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ تو لوگوں کے ساتھ مل کر بتوں کی تعظیم اور ان کے لیے ذبح وغیرہ کرے اور پھر فرمایا۔

کُلُّ حَیٍّ مَیِّتٌ وَکُلُّ جَدِیْدٍ بَالٍ	ہر زندہ مرے گا، اور ہر نئی چیز پرانی ہوگی، اور ہر
وَکُلُّ کَبِیْرٍ یَفْنٰی وَاَنَا مَیِّتَۃٌ وَذِکْرِیْ بَاقٍ	بڑے سے بڑا بھی فنا ہوگا۔ میں مرجاؤں گی مگر میرا ذکر
وَقَدْ تَرَکْتُ خَیْرًا وَّ وَلَدْتُ طُھْرًا	باقی رہے گا، کیونکہ میں نے خیر عظیم (رسول اللہ) کو
ثُمَّ مَاتَتْ فَکُنَّا نَسْمَعُ نَوْحَ الْجِنِّ عَلَیْھَا	چھوڑا ہے اور میں نے طیب وطاہر کو جنا ہے، پھر
نَحْفَظُنَا مِنْ ذَالِکَ ۔	حضرت آمنہ نے وفات پائی تو ہم نے جنوں کا رونا
(دلائل النبوۃ۔ ابونعیم۔ خصائص کبری ج ۱ ص ۷۹	وزحہ کرنا سنا، اور جو کچھ وہ کہتے تھے ان کو یاد رکھا،
زرقانی علی المواھب ص ۱۶۵ ج ۱)	یہ اشعار ان میں سے ہیں۔

نَبْکِیْ الْفَتَاۃَ الْبَرَّۃَ الْاَمِیْنَۃ ذَاتَ الْجَمَالِ الْعِفَّۃَ الرَّزِیْنَۃ

ہم اس جوان عورت جو محسنہ مطیعہ وامینہ اور صاحب جمال وعفت اور صاحب وقار وعظمت تھی، کو رو تے ہیں،

زَوْجَۃُ عَبْدِ اللّٰہِ وَالْقَرِیْنَۃ اُمُّ نَبِیِّ اللّٰہِ ذِی السَّکِیْنَۃ

وہ عبداللہ کی زوجہ وہم نشین تھیں اور اللہ کے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ اور صاحب صبرو ثبات وطمانیت تھیں،

وَصَاحِبُ الْمِنْبَرِ بِالْمَدِیْنَۃ صَارَتْ لَدٰی حَضْرَتِھَا رَھِیْنَۃ

اور اللہ کے اس نبی کی والدہ تھیں) جو مدینے میں صاحب ممبر ہوگا، وہ اپنی قبر میں ہمیشہ کے لیے چلی گئیں،

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو صحابۂ کرام کے سامنے اپنے بچپن کے زمانے کے قیام کی باتیں بیان فرمایا کرتے۔ چنانچہ جب آپ بنو نجار کے مکانوں کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اس مکان میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ٹھیرا تھا اور اسی گھر میں میرے والد ماجد کی قبر ہے۔ اور اس تالاب میں میں نے تیرنا سیکھا تھا۔ اور اس میدان میں میں انصار کی ایک لڑکی "امینہ" کے ساتھ کھیلا کرتا تھا، اور ایک یہودی مجھ کو دیکھ کر

میرے پیچھے پھرتا تھا۔ ایک دن

فَقَالَ لِی یَا غُلَامُ مَا اسْمُكَ؟ فَقُلْتُ	اس نے مجھ سے کہا اے لڑکے تمہارا نام کیا ہے؟
اَحْمَدُ! وَنَظَرَ اِلٰی ظَهْرِی فَاَسْمَعُهُ	میں نے کہا احمد! پھر اس نے میری پشت (پر مہر
يَقُوْلُ هٰذَا نَبِیُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ثُمَّ رَاحَ	نبوت) کو دیکھا تو میں نے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ یہ
اِلٰی اِخْوَانِی فَاَخْبَرَهُمْ فَاَخْبَرُوْا اُمِّی	اس امت کا نبی ہے۔ پھر اس نے میرے بھائیوں
فَخَافَتْ عَلَیَّ فَخَرَجْنَا مِنَ الْمَدِیْنَةِ	(بنو نجار) کو اس بات کی خبر دی اور انھوں نے
(دلائل النبوت ابو نعیم ص۱۱۹، خصائص کبریٰ ص۹۱	میری والدہ کو بتایا، تو وہ میرے معاملے میں
طبقات ابن سعد ص۷۳)	یہودیوں کی عداوت سے ڈریں اور ہم مدینہ سے نکلے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

اَتَانِی رَجُلَانِ مِنَ الْيَهُوْدِ يَوْمًا نِصْفَ	ایک دن دوپہر کے وقت میرے پاس مدینہ کے
النَّهَارِ بِالْمَدِیْنَةِ فَقَالَا اَخْرِجِی لَنَا اَحْمَدَ	دو یہودی آئے اور کہا کہ احمد کو ذرا ہمارے پاس لانا!
فَاَخْرَجْتُهٗ فَنَظَرَا اِلَیْهِ وَقَلَّبَاهُ مَلِیًّا ثُمَّ قَالَ	میں لائی تو انھوں نے کچھ دیر الٹا پلٹا کے آپ کی
اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ هٰذَا نَبِیُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ	علامات کو دیکھا اور پھر ان میں سے ایک نے
وَهٰذِهٖ دَارُ هِجْرَتِهٖ وَسَیَكُوْنُ بِهٰذِهِ	اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ اس امت کے نبی ہیں
الْبَلْدَةِ مِنَ الْقَتْلِ وَالسَّبْیِ اَمْرٌ عَظِیْمٌ	اور یہی شہر ان کا دار الہجرت ہے۔ اور عنقریب
قَالَتْ اُمُّ اَیْمَنَ وَوَعَیْتُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ	اسی شہر میں (ان کی مخالفت کے سلسلے میں) امر عظیم
مِنْ كَلَامِهِمَا۔	واقع ہوگا کہ لوگ قتل ہوں گے اور قیدی بنیں گے
(دلائل النبوت ابو نعیم ص۱۲، خصائص کبریٰ ص۹۱)	ام ایمن فرماتی ہیں کہ میں نے ان دونوں کا کلام
	یاد رکھا۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے آخری وقت کے اشعار اور ان واقعات کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں

Marfat.com

وَهٰذَا الْقَوْلُ مِنْهَا صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّهَا مُوَحِّدَةٌ	کہ حضرت آمنہ کا یہ قول اس بات کی صریح دلیل ہے
اِذْ ذَکَرَتْ دِیْنَ اِبْرَاهِیْمَ وَبَعْثَ ابْنِهَا	کہ وہ موحدہ تھیں، چنانچہ انھوں نے دین ابراہیم عم
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْاِسْلَامِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اور اپنے فرزند کا اللہ کی طرف سے نبی بنکر مبعوث ہونا
وَنَهْیَه عَنِ الْاِسْلَامِ وَ مُوَالَاةِ مَعَهَا دِهِل	بیان کیا ہے، اور اس کے ساتھ آپ کو بتوں کی تعظیم
التَّوْحِیْدُ شَیْءٌ غَیْرُ هٰذَا التَّوْحِیْدُ الْاِعْتِرَافُ	وعبادت اور ان کی دوستی سے روکا ہے یہی توحید ہے
بِاللّٰهِ وَالٰهِیَّةِ وَاَنَّهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَالْبَرَاءَةُ	اس کے سوا اور کوئی چیز توحید نہیں ہے کہ اللہ تعالے کی
مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَنَحْوِهَا وَهٰذَا الْقَدْرُ کَافٍ	ذات اور اس کی الوہیت کا اعتراف واقرار اور اس کے
فِی التَّبَرِّیْ مِنَ الْکُفْرِ وَ ثُبُوْتِ صِفَةِ التَّوْحِیْدِ	شریک کی نفی اور بتوں کی عبادت سے برأت ظاہر کی جائے
فِی الْجَاهِلِیَّةِ قَبْلَ الْبِعْثَةِ ۔	عہد جاہلیت میں بعثت سے پہلے کفر سے بری ہونے
(زرقانی علی المواهب ص۱۶۵)	اور صفت توحید کے ثبوت کیلیے اسی قدر کافی ہے ۔

اس لیے کہ اس زمانے میں دین حق اپنی اصلی حالت پر نہیں رہا تھا، یہود ونصاری نے تورات وانجیل میں تغیر وتبدل کردیا تھا۔ علماء بہت کم تھے، اور وہ بھی دور دراز ملکوں میں رہتے تھے دین حق کی تبلیغ واشاعت نہ ہونے کی وجہ سے جہالت عام تھی اور آپ کے والدین کریمین کی عمریں بھی چھوٹی تھیں، ان کو اتنا موقع ہی نہیں ملا کہ وہ جستجو کرکے دین حقہ کی تلاش کریں باوجود اسکے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ عارف باللہ تھے۔ چنانچہ علامہ زرقانی رح فرماتے ہیں۔

وَشَاهَدَتْ فِیْ حَمْلِهٖ وَوِلَادَتِهٖ مِنَ	حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حمل میں رہنے، اور
اٰیَاتِهِ الْبَاهِرَةِ مَا یَحْمِلُ عَلَی التَّحَنُّفِ	آپ کی ولادت کے وقت کے روشن دلائل اس پر
ضَرُوْرَةً وَرَأَتِ النُّوْرَ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهَا	شاہد ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ مسلمان اور دین ابراہیمی
اَضَاءَ لَهٗ قُصُوْرَ الشَّامِ حَتّٰی رَأَتْهَا کَمَا تَرٰی	پر تھیں، اور پھر ان کا ولادت کے وقت اس نور کو دیکھنا
اُمَّهَاتُ النَّبِیِّیْنَ وَقَالَتْ لِحَلِیْمَةَ حِیْنَ	جو ان سے نکلا اور جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے
جَاءَتْ بِهٖ وَقَدْ شُقَّ صَدْرُهٗ اَخَشِیْتُمَا	یہاں تک کہ انھوں نے اس کو ایسے ہی دیکھا جیسے کہ

Marfat.com

عَلَیۡہِ الشَّیۡطَانُ کَلَّا وَاللّٰہِ مَا لِلشَّیۡطَانِ عَلَیۡہِ سَبِیۡلٌ وَاِنَّہٗ لَکَائِنٌ لِاِبۡنِیۡ ھٰذَا شَأۡنٌ فِیۡ کَلِمَاتٍ اُخَرَ مِنۡ ھٰذَا النَّمَطِ وَقَدِمَتۡ بِہِ الۡمَدِیۡنَۃَ عَامَ وَفَاتِہَا وَسَمِعَتِ الۡیَہُوۡدَ فِیۡہِ وَشَھَادَتَھُمۡ لَہٗ بِالنُّبُوَّۃِ وَرَجَعَتۡ بِہٖ اِلٰی مَکَّۃَ فَمَاتَتۡ فِی الطَّرِیۡقِ فَھٰذَا کُلُّہٗ مِمَّا یُؤَیِّدُ اَنَّہَا تَحَنَّفَتۡ فِیۡ حَیَاتِہَا

(زرقانی علی المواهب ص ۱۶۵/۱)

انبیاء کرام کی مائیں دیکھا کرتی ہیں، اور پھر جب حلیمہ آپ کے شق صدر ہونے سے گمان آسیب سے ڈرتی ہوئی آپ کو لے کر آئی تھی تو انھوں نے اس کو کہا تھا کہ میرے بیٹے پر شیطان (آسیب) کا اثر گمان کرتی ہو؟ ایسا ہرگز نہیں ہے جاؤ تم اپنی راہ لو! خدا کی قسم میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہونیوالی ہے اور دوسرے کلمات جو اس طرف رہنمائی کرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب وہ سال وفات میں مدینے آئی تھیں تو انھوں نے یہودیوں کو آپ کی نبوت کی شہادت دیتے ہوئے سنا تھا اور پھر وہ مکے واپس ہوتے وقت راستے میں ہی میں وفات پاگئی تھیں، پس یہ تمام باتیں اس کی تائید کرتی ہیں کہ بلاشبہ وہ مسلمان اور دین ابراہیمی پر تھیں۔

قرآن پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ و اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام نے کعبۂ مقدسہ کی تعمیر کے وقت دعا کی تھی رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ۔ اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو (مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ) اپنا مطیع و فرمانبردار رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت ایسی پیدا فرما جو (مُسۡلِمَۃً لَّکَ) جو تیری مطیع و فرمانبردار ہو پھر عرض کیا (وَابۡعَثۡ فِیۡھِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ) اور اسی جماعت (مسلمہ) میں سے اس رسول کو مبعوث فرما حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی دعا پوری ہوئی معلوم ہوا کہ آپ جماعت مسلمہ میں سے ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

لَمۡ یَزَلِ اللّٰہُ یَنۡقُلُنِیۡ مِنَ الۡاَصۡلَابِ الۡکَرِیۡمَۃِ وَالۡاَرۡحَامِ الطَّاھِرَۃِ حَتّٰی اَخۡرَجَنِیۡ۔

(زرقانی علی المواہب ص ۱۷۴/۱، خصائص الکبری ص ۳۹/۱)

اللہ تعالیٰ مجھے اصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ سے منتقل کرتا رہا ہے، یہاں تک کہ مجھے (میرے والدین سے) نکالا۔

Marfat.com

اور قرآن کریم سے مشرکوں کا نجس ہونا صاف طور پر ثابت ہے کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کے والدین کریمین مشرکوں میں سے نہیں تھے اور حسب و نسب کے بیان میں مذکور ہوا کہ خاندان بنی ہاشم اللہ کا چنا ہوا خاندان اور خاندانوں سے افضل ترین خاندان ہے، اور اسی برگزیدہ خاندان کے برگزیدہ چشم و چراغ حضرت عبداللہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد ہیں مشرک افضل ترین اور برگزیدہ خدا کس طرح ہوسکتا ہے معلوم ہوا کہ آپ ہرگز مشرک نہ تھے بلکہ موحد و مسلمان تھے۔

نیز جس قبر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں وہ عرش معلے سے افضل ہے۔ غور کیجیے مٹی کے جس ٹکڑے کے اندر آپ ہوں وہ تو عرش معلی سے افضل ہو جائے، اور جس باپ کے صلب اور جس ماں کے شکم اقدس میں رہے ہوں اور جس ماں کا دودھ پیا ہو وہ جہنمی اور مشرکین ہی رہیں؟ معاذاللہ!

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی پیغمبر کی والدہ کافرہ مشرکہ نہیں ہوئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کیسے ہوسکتی ہے۔ اور اگر ہو تو یہ آپ کی شان و وقار کے خلاف ہے۔ نیز موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی مائیں تو جنت میں رہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ جہنم میں رہے کیا یہ رب تعالیٰ کو پسند ہوگا؟ ہرگز نہیں!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ اور ہم عذاب نہیں کرتے جبتک کوئی رسول نہ بھیجیں، معلوم ہوا کہ مستحق عذاب وہ ہیں جن کو رسول اللہ کی دعوت پہنچے اور وہ اس کو قبول کرنے سے انکار کریں، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کسی رسول کی دعوت پہنچی ہی نہیں لہٰذا وہ مستحق عذاب یا جہنمی کیسے ہوسکتے ہیں؟

اگرچہ ان کے موحد و مسلمان اور جنتی ہونے میں کوئی شبہ نہیں تھا اور یہ روشن دلائل کافی تھے مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ وہ مجھ پر ایمان لاکر میری امت کے برگزیدہ لوگوں میں شمار ہوں،

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی رضا کے مطابق کر دیا۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم مجھ کو ساتھ لے کر مقام حجون میں تشریف لے گئے اس وقت آپ رو رہے تھے اور بہت ہی زیادہ غمگین تھے آپ کی اس حالت کو دیکھ کر میں بھی رو پڑی۔ آپ مجھ کو اونٹ پر چھوڑ کر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک وہاں ٹھہرے رہے۔ جب واپس آئے تو مسرور و خوش اور متبسم تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں جب آپ گئے تھے تو بہت غمگین اور روتے ہوئے گئے تھے۔ اور اب آپ مسرور و متبسم واپس تشریف لائے ہیں کیا بات تھی؟

فَقَالَ ذَهَبْتُ بِقَبْرِ اُمِّیْ فَسَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ يُّحْيِيَهَا فَاَحْيَاهَا فَاٰمَنَتْ بِیْ وَرَدَّهَا اللّٰهُ اِلَى الْمَوْتِ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ رَبَّهٗ اَنْ يُّحْيِیَ اَبَوَيْهِ فَاَحْيَاهُمَا لَهٗ فَاٰمَنَا بِهٖ ثُمَّ اَمَاتَهُمَا (زرقانی علی المواهب ص۱۶۵)	فرمایا میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ اس کو زندہ کر دے اللہ نے اس کو زندہ کر دیا تو وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر اللہ نے اس کو موت کی طرف لوٹا دیا، اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے رب سے دونوں (والدین) کے زندہ ہونے کا سوال کیا، اللہ نے

ان دونوں کو زندہ کر دیا تو وہ دونوں آپ پر ایمان لائے۔ پھر اللہ نے ان کو موت دے دی۔

علامہ عبدالرحمن سہیلی جن کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں روض الانف میں اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهُ قَادِرٌ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَلَيْسَ يَعْجِزُ رَحْمَتُهٗ وَقُدْرَتُهٗ عَنْ شَیْءٍ وَنَبِيُّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلٌ اَنْ يَّخْتَصَّهٗ بِمَا شَآءَ مِنْ فَضْلِهٖ وَيُنْعِمُ عَلَيْهِ بِمَا شَآءَ مِنْ كَرَامَتِهٖ۔ (زرقانی علی المواهب صفحہ ۱۶۸)	اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس کی رحمت اور قدرت کسی چیز سے عاجز نہیں ہے اور اس کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس بات کے اہل ہیں کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو جس چیز سے چاہے مختص فرمائے اور جو چاہے ان پر انعام و اکرام فرمائے۔

Marfat.com

حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ مورد الصادی بمولد الہادی میں فرماتے ہیں ؎

حَبَا اللّٰہُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ عَلٰی فَضْلٍ وَکَانَ بِہٖ رَءُوْفًا

اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فضل پر مزید فضل عطا فرمایا ہے، اور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ رافت فرماتا تھا،

فَاَحْیَا اُمَّہٗ وَکَذَا اَبَاہُ لِاِیْمَانٍ بِہٖ فَضْلًا لَطِیْفًا

اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ (آمنہ) اور آپکے والد (عبد اللہ) کو زندہ کیا تاکہ وہ دونوں آپ پر ایمان لائیں۔ یہ زندہ کرنا اللہ کے فضل اور لطف عمیم سے تھا۔

فَسَلِّمْ فَالْقَدِیْمُ بِذَا قَدِیْرٌ وَاِنْ کَانَ الْحَدِیْثُ بِہٖ ضَعِیْفًا

اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو زندہ کیا ہے تم اس بات کو تسلیم کرلو کیونکہ وہ قدیم ہے اور اس زندہ کرنے پر ہر وقت قادر ہے، اگرچہ اس بارے میں حدیثیں ضعیف ہی کیوں نہ ہوں (مواہب وزرقانی صفحہ ۱۸۵/۱)

امام المفسرین محمد بن احمد بن ابی بکر المعروف علامہ قرطبی کتاب التذکرہ بامور الآخرہ میں فرماتے ہیں

بِاَنَّ فَضَائِلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَصَائِصَہٗ لَمْ تَزَلْ تَتَوَالٰی وَتَتَتَابَعُ اِلٰی حِیْنِ مَمَاتِہٖ فَیَکُوْنُ ھٰذَا مِمَّا فَضَّلَہُ اللّٰہُ بِہٖ وَاَکْرَمَہٗ قَالَ وَلَیْسَ اِحْیَاؤُھُمَا وَاِیْمَانُھُمَا بِمُمْتَنِعٍ عَقْلًا وَلَا شَرْعًا فَقَدْ وَرَدَ فِی الْکِتَابِ الْعَزِیْزِ اِحْیَاءُ قَتِیْلِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَاَخْبَارُہٗ بِقَاتِلِہٖ وَکَانَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَکَذٰلِکَ نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْیَ اللّٰہُ عَلٰی یَدِہٖ جَمَاعَۃً مِّنَ الْمَوْتٰی قَالَ وَاِذَا ثَبَتَ ھٰذَا فَمَا یَمْتَنِعُ اِیْمَانُھُمَا

کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل وخصائص متواتر اور پے در پے آپ کی وفات تک بڑھتے اور زیادہ ہوتے رہے، اور آپ کے والدین کا زندہ ہوکر ایمان لانا یہ اسی فضل وکرم میں سے ہوگا جو اللہ نے آپ پر کیا ہے اور آپ کے والدین کا زندہ ہوکر ایمان لانا نہ عقلاً ممتنع ہے اور نہ شرعاً۔ شرعاً ممتنع نہ ہونے کی مثال قرآن عزیز میں ہے کہ بنی اسرائیل کا مقتول زندہ کیا گیا جس نے زندہ ہوکر اپنے قاتل کی خبر دی تھی۔ اور حضرت عیسٰے علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے اور ایسے ہی اللہ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بہت سے مردوں کو زندہ کیا ہے۔

Marfat.com

بَعْدَ اِحْيَائِهِمَا وَيَكُوْنُ ذَالِكَ زِيَادَةً فِيْ كَرَامَتِهٖ وَفَضِيْلَتِهٖ قَالَ نَقُوْلُهٗ مَنْ مَاتَ كَافِرًا الخ كَلَامٌ مَرْدُوْدٌ بِمَا رُوِيَ فِي الْخَبَرِ اِنَّ اللّٰهَ رَدَّ الشَّمْسَ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَغِيْبِهَا ذَكَرَهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ اِنَّهٗ حَدِيْثٌ ثَابِتٌ فَلَوْ لَمْ يَكُنْ رُجُوْعُ الشَّمْسِ نَافِعًا وَاَنَّهٗ لَا يَتَجَدَّدُ الْوَقْتُ لَمَا رَدَّهَا عَلَيْهِ فَكَذَالِكَ يَكُوْنُ اِحْيَاءُ اَبَوَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَافِعًا لِاِيْمَانِهِمَا وَتَصْدِيْقِهِمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انتهى

(مواهب وزرقانی صفحہ ۱۷۱ جلد ۱)

جب یہ ثابت ہے تو آپ کے والدین کا زندہ ہونے کے بعد ایمان لانا ممتنع نہ ہوگا بلکہ یہ امر آپکی فضیلت وکرامت میں زیادتی کا باعث ہوگا اور یہ کہنا کہ جو شخص کافر مرگیا اس کو رجعت کے بعد ایمان نفع نہ دے گا۔ اس کا رد کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ جس سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر آفتاب کو اس کے غروب ہونیکے بعد لوٹا دیا (جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہوگئی تھی (جیسا کہ امام) طحاوی نے (مشکل الآثار میں اس حدیث کو ذکر کرکے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے (یعنی صحیح ہے) اور اگر آفتاب کا پلٹ آنا نافع نہ ہوتا اور اسکے پلٹنے سے وقت کی تجدید نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسکو آپ پر دوبارہ واپس نہ لوٹاتا، بس اسی طرح آپ کے والدین کا زندہ ہوکر ایمان لانا ان کے لیے یقیناً نافع ہوگا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ان کے لیے نافع ہوگی۔

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مومنین اور آپ کی امت کے برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں، اور جنتی ہیں۔

لہٰذا ان لوگوں کو محتاط رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے ڈرنا چاہیے جو بلا سوچ سمجھے کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضور کے والدین کافر تھے اور وہ دوزخی ہیں۔ معاذ اللہ معاذ اللہ!

ان کو سوچنا چاہیے کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی والدین کا معاملہ ہے کیا ہمارے لیے یہ زیبا ہے؟ اور کیا اس سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ ہوتی ہوگی؟

Marfat.com

امام قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ جو ائمۂ مالکیہ میں سے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین دوزخ میں ہیں، آپ نے فرمایا۔

اِنَّہٗ مَلْعُوْنٌ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ	بلاشبہ وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ	بلاشبہ وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ	رسول کو ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے
عَذَابًا مُّھِیْنًا۔ وَلَا اَذٰی اَعْظَمُ مِنْ	اور انکے لیے دردناک عذاب ہے اور اس سے بڑھ کر اور
اَنْ یُّقَالَ اَبَوَیْہِ فِی النَّارِ۔	کیا ایذا ہوگی کہ کہا جائے کہ آپکے والدین دوزخ میں ہیں۔

(مواہب و زرقانی ص۱۸۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب کی بیٹی سبیعہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ!

اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اَنْتِ بِنْتُ حَطَبِ النَّارِ	لوگ کہتے ہیں کہ تو دوزخ کے ایندھن کی بیٹی ہے
فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	یہ سن کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے اور کھڑے
وَھُوَ مُغْضَبٌ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یُؤْذُوْنَنِیْ	ہو کر فرمایا، ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میری قرابت کے
فِیْ قَرَابَتِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ۔	بارے میں مجھے ایذا پہنچاتے ہیں، یاد رکھو جس نے
(ابن منذر۔ مواہب و زرقانی ص۱۸۶)	مجھکو ایذا دی درحقیقت اس نے اللہ کو ایذا دی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابولہب دوزخی ہے مگر جب اس کی بیٹی کو یہ کہا گیا کہ تو دوزخی کی بیٹی ہے تو اس سے اس کو بہت اذیت ہوئی اور اس کی اذیت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث بنی، یہاں تک کہ آپ کو فرمانا پڑا کہ میری قرابت کے بارے میں اس قسم کی باتیں کر کے مجھے ایذا نہ پہنچاؤ

اس سے اندازہ کیجیے کہ جو شخص آپ کے جنتی والدین کریمین کو دوزخی کہتا ہے وہ کتنی بڑی گستاخی کرتا اور آپ کو کتنی اذیت پہنچاتا ہے ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

کفالت عبد المطلب

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ ام ایمن کے ہمراہ مکہ میں واپس آئے اپنے شفیق دادا حضرت عبد المطلب کے پاس رہنے لگے۔ حضرت عبد المطلب آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور اپنی تمام اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے اور آپ کا اعزاز و اکرام کرتے۔

حضرت عبد المطلب کے لیے جب دسترخوان بچھایا جاتا تو فرماتے عَلَیَّ بِابْنِیْ میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ! جب تک آپ تشریف نہ لے آتے، وہ کھانا نہ کھاتے (طبقات ابن سعد ص ۷۴ ج ۱)

حضرت عبد المطلب کے لیے بیت اللہ شریف کے زیر سایہ فرش بچھایا جاتا اور وہ تشریف لاکر اس پر بیٹھتے۔ ان کے احترام اور عظمت کی وجہ سے ان کے فرزندوں میں سے کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ وہ ان کے ساتھ اس فرش پر بیٹھ جائیں۔ سب کے سب اس فرش کے اطراف بیٹھتے مگر آپ تشریف لاکر بلا تکلف اس فرش پر اپنے دادا کے پاس بیٹھ جاتے بعض مرتبہ آپ کے چچا آپ کو اس خیال سے پکڑ لیتے کہ آپ فرش پر نہ بیٹھیں مگر حضرت عبد المطلب فرماتے دعوا ابنی فواللہ ان لہ شانا عظیما۔ میرے بیٹے کو چھوڑ دو خدا کی قسم اس کی بہت بڑی شان ہے چنانچہ وہ اپنے ساتھ بٹھا لیتے اور شفقت و محبت سے آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے

سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ

ایک مرتبہ قبیلہ مدلج کے کچھ لوگوں نے حضرت عبد المطلب سے کہا اِحْتَفِظْ بِہٖ فَاِنَّا لَمْ نَرَ قَدَمًا اَشْبَہُ بِالْقَدَمِ الَّتِیْ فِی الْمَقَامِ مِنْہُ۔ اس لڑکے کی حفاظت کر کیونکہ مقام ابراہیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو نشان قدم ہے اس کے ساتھ اس لڑکے کے قدموں سے زیادہ مشابہ ہم نے کسی کا قدم نہیں دیکھا۔ حضرت عبد المطلب نے ابو طالب سے فرمایا سن یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟

(طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۷۴)

Marfat.com

حضرت ام ایمن جو ماؤں کی طرح آپ کو پیار و محبت سے پالتیں اور رکھتیں، ایک دن حضرت عبدالمطلب نے ان سے فرمایا

یَا بَرَکَۃُ لَا تَغْفَلِیْ عَنْ اِبْنِیْ فَاِنِّیْ وَجَدْتُّہٗ مَعَ غِلْمَانٍ قَرِیْبًا مِّنَ السِّدْرَۃِ وَاِنَّ اَھْلَ الْکِتٰبِ یَزْعُمُوْنَ اَنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا نَبِیُّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ (طبقات ابن سعد ص۷۴ ج۱)	اے برکت! میرے بیٹے سے غافل مت ہوا کر میں نے اسے چند لڑکوں کے ساتھ اکیلا بیری کے درخت کے پاس پایا ہے، حالانکہ اہل کتاب یہ گمان کرتے ہیں کہ میرا یہ بیٹا اس امت کا نبی ہے۔

ابھی آپ کو اپنے دادا کے پاس رہتے ہوئے دو ہی برس گزرے تھے اور آپ کی عمر شریف آٹھ ہی برس کی ہوئی تھی تو حضرت عبدالمطلب باختلاف اقوال بیاسی ۸۲، یا ایک سو دس ۱۱۰، یا ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی عمر پاکر انتقال فرماگئے۔

حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹے مختلف ازواج سے تھے مگر حضرت ابو طالب اور حضرت عبداللہ کی ایک ہی ماں تھی اس لیے بوقت رحلت انھوں نے ابو طالب کو بلا کر آپ کی حفاظت اور آپ پر شفقت و محبت کرنے کی وصیت فرمائی۔ (طبقات ابن سعد ص۷۵ ج۱)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کیا آپ کو عبدالمطلب کی موت یاد ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں ان دنوں آٹھ برس کا تھا۔

ام ایمن کہتی ہیں نے اس روز دیکھا کہ آپ عبدالمطلب کے تابوت کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے جا رہے تھے (طبقات ابن سعد ص۷۵ ج۱)

ابوطالب کی آغوش رافت

حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ اپنے شفیق چچا حضرت ابو طالب کے پاس رہنے لگے۔ انھوں نے آپ کو بڑی شفقت و محبت سے رکھا۔ اپنی اولاد سے زیادہ بڑھ کر آپ کو چاہتے تھے اور آپ کو محبوب رکھتے تھے۔ آپ کے بغیر نہ کھانا کھاتے اور نہ استراحت فرماتے

Marfat.com

کہیں باہر جاتے تو بھی آپ کو ہمراہ لے لیتے. کھانے کے وقت اہل وعیال سے فرماتے کما انتم حتی یحضر النبی تم لوگ تو جیسے ہو ظاہر ہے ٹھہرو میرے بیٹے کو آجانے دو! جب آپ تشریف لے آتے تب کھانا کھاتے آپ کی برکت سے سب سیر ہو جاتے اور کھانا بچ جاتا اگر آپ کھانے میں شریک نہ ہوتے تو کسی کو سیری نہ ہوتی اسی واسطے حضرت ابو طالب آپ سے فرمایا کرتے۔ انک لمبارک بلاشبہ تو بہت مبارک ہے (طبقات ابن سعد ص ۷۶ ج ۱)

حضرت ابو طالب کے سب لڑکے صبح کو اُٹھتے تو ان کے بال بکھرے ہوئے اور آنکھوں میں چیپڑے بھرے ہوتے مگر آپ کے بالوں میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوتا (طبقات ابن سعد ص ۷۶ ج ۱)

حضرت جلہمہ بن عرفطہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مکے میں آیا اس وقت ساکنان مکہ قحط سالی کی سخت مصیبت میں گرفتار تھے. قریش مل کر حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور کہا اے ابو طالب لوگ سخت مصیبت میں مبتلا ہیں نکلو اور خدا سے مینہ مانگو

فَخَرَجَ اَبُوْطَالِبٍ وَمَعَہٗ غُلَامٌ کَاَنَّہٗ شَمْسُ دُجُنٍّ تَجَلَّتْ عَنْہُ سَحَابَۃٌ قَتْمَاءُ وَحَوْلَہٗ اُغَیْلِمَۃٌ فَاَخَذَہٗ اَبُوْطَالِبٍ فَاَلْصَقَ ظَہْرَہٗ بِالْکَعْبَۃِ وَلَاذَ الْغُلَامُ بِاِصْبَعِہٖ وَمَا فِی السَّمَآءِ قَزَعَۃٌ فَاَقْبَلَ السَّحَابُ مِنْ ھٰھُنَا وَھٰھُنَا وَاَغْدَقَ وَاَغْدَوْدَقَ وَانْفَجَرَ لَہُ الْوَادِیْ وَاَخْصَبَ النَّادِیْ وَالْبَادِیْ وَفِیْ ھٰذَا یَقُوْلُ اَبُوْطَالِبٍ ؎

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ
یَلُوْذُ بِہِ الْھُلَّاکُ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ

پس ابو طالب نکلے اور ان کے ساتھ ایک ایسا نورانی بچہ تھا کہ گویا آفتاب تھا جو کالے بادلوں سے نکلا ہوا اور اسکے گرد چند بچے اور بھی تھے ابو طالب نے (بیت اللہ پہنچ کر) اس نورانی بچے کی پشت دیوار کعبہ سے لگا دی، اس نورانی بچے نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا حالانکہ اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا تک نہ تھا مگر اسکے اشارہ سے چاروں طرف سے بادل آگیا اور اتنا برسا کہ جنگل بہ نکلے اور اہل شہر اور دیہات خوب سیراب ہوگئے اور قحط سالی کی مصیبت دور ہوگئی) ابو طالب نے اپنے اشعار میں اسی طرف اشارہ کیا ہے ۔ ؎

وہ گورے رنگ والے کہ انکے چہرہ انور کے صدقے میں

Marfat.com

فَہُمْ عِنْدَہٗ فِی نِعْمَۃٍ وَّ فَوَاضِلٍ

(مواھب و زرقانی ص۱۹۰)

(خصائص کبریٰ ص۸۵)

اہر کا پانی مانگا جاتا ہے یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں یا مساکین کے نگہبان ہیں۔ بنی ہاشم جیسے غیور لوگ ہلاکت و تباہی کے وقت انسے التجاء و فریاد کرتے ہیں۔ اور وہ آپ کے پاس آکر عظیم نعمتیں اور برکتیں پاتے ہیں۔

سفرِ شام

جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی تو حضرت ابو طالب حسب دستور سابق قریشی تاجروں کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام جانے کے لیے تیار ہوئے ان کا خیال آپکو ساتھ لے جانیکا نہیں تھا مگر آپ ان سے لپٹ گئے اور کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ حضرت ابو طالب کا دل بھر آیا۔ پیار سے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا خدا کی قسم میں تمھیں ضرور اپنے ساتھ لے چلوں گا چنانچہ انہوں نے آپ کو اپنے ساتھ لے لیا۔

جب یہ قافلہ سرزمین شام کے مقام بصریٰ میں پہنچا، تو وہاں بحیرا نامی ایک راہب اپنے کنیسہ میں رہتا تھا، جو تورات و انجیل اور کتب سماویہ کا بہت بڑا عالم تھا، اور اسی کنیسہ میں اسکے اسلاف کی کتب تھیں، جو نسلاً بعد نسل چلی آرہی تھیں وہ اچانک اپنے کنیسہ سے باہر نکلا اور راس آتے ہوئے قافلے کو غور سے دیکھنے لگا اس نے دیکھا کہ ایک بادل کا ٹکڑا ابر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیے ہوئے آرہا تھا۔ قافلے کے لوگ اس کے کنیسہ کے پاس آکر ایک درخت کے نیچے اُترے جب آپ اس درخت کے قریب آئے تو اس کی شاخیں آپ پر جھک پڑیں اور بادل کا ٹکڑا ٹھیر گیا۔ بحیرا نے کنیسہ کے خدام کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور قافلے والوں کو پیغام بھیجا کہ آپ سب لوگ میرے یہاں کھانا کھا کے جائیں گے۔ قریشی تاجروں میں سے ایک نے کہا کہ ہم پہلے بھی کئی مرتبہ اسی راستے اور اسی کنیسے کے پاس سے گذرے ہیں آپ نے کبھی ہماری دعوت نہیں کی آج کیا بات ہے؟

Marfat.com

بحیرا نے کہا تم لوگ مہمان ہو میں نے چاہا کہ تمہاری عزت کروں اور کھانا کھلاؤں سب لوگ اس حسن سلوک سے حیران تھے، کھانا تیار ہونے پر اس نے سب کو بلایا۔ سب کے سب اس کے پاس جمع ہو گئے لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بسبب اونٹوں کی نگہبانی کے نہ گئے اور ان لوگوں کے کجاووں کے پاس بیٹھے رہے۔ جب بحیرا نے ان سب پر نظر ڈالی تو اس نے اس مقصود ذات کو نہ پایا، طفیلی ہی طفیلی نظر آئے تو کہنے لگا اے گروہ قریش کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اس کھانے سے پیچھے رہ جائے؟ انھوں نے کہا سوائے ایک چھوٹی عمر کے لڑکے کے کوئی پیچھے نہیں رہا بحیرا نے کہا اس کو بھی بلا لو! حارث بن عبد المطلب آپ کو لانے کے لیے اُٹھے اور بحیرا بھی نکل کر دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ آپ آرہے ہیں اور بادل کا ٹکڑا برابر آپ پر سایہ کیے آرہا ہے۔ آپ تشریف لے آئے اور سب لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے، بحیرا آپ کو بہت ہی غور سے دیکھتا رہا۔ اور آپ کے جسد مبارک کے خاص خاص مقامات کا معائنہ کرنے لگا۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہو کر منتشر ہوئے تو بحیرا آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے لڑکے میں تجھے لات وعزیٰ کی قسم دیکر چند باتیں پوچھتا ہوں مجھے جواب دے (بحیرا نے لات وعزیٰ کی قسم اس لیے دی کہ اس نے آپ کی قوم قریش کو دوران گفتگو ان دونوں کی قسمیں کھاتے ہوئے سُنا تھا) آپ نے فرمایا

لَا تَسْئَلْنِیْ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَوَاللّٰہِ	لات وعزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے نہ پوچھ اخدا کی قسم
مَا اَبْغَضْتُ شَیْئًا قَطُّ بُغْضَهُمَا وَلٰکِنْ	مجھے جتنا ان دونوں سے بغض ہے اور کسی چیز سے
اِسْئَلْنِیْ بِاللّٰہِ اُخْبِرُكَ قَالَ لَهٗ بُحَیْرَا	نہیں۔ ہاں مجھ سے اللہ کی قسم دیکر پوچھ میں بتاؤنگا
فَبِاللّٰہِ اِلَّا مَا خَبَرْتَنِیْ عَمَّا اَسْئَلُكَ عَنْهُ	بحیرا نے کہا اچھا میں آپ کو اللہ کی قسم دیکر جو کچھ
قَالَ سَلْنِیْ بِدَا لَكَ	پوچھتا ہوں وہ بتایئے! فرمایا پوچھو میں بتاؤں گا

چنانچہ اس نے آپ سے آپ کے احوال کے متعلق چند باتیں پوچھیں آپ نے جواب دیا پھر اس نے آپ سے آپ کی نیند کے متعلق پوچھا، فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ پھر اس نے آپ کی آنکھوں اور مہر نبوت کو دیکھا۔ غرض اس نے آپ کے تمام اوصاف کو کتب سماویہ کے

Marfat.com

بیان کے موافق پایا۔ آپ کے معاملے میں اس کی محویت اور غور و فکر کو قریشی تاجروں نے تشویش کی نگاہ سے دیکھا اور حضرت ابو طالب بہت خائف ہوئے۔ چنانچہ بحیرا نے حضرت ابو طالب کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا آپ کا اس لڑکے کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے، اس نے کہا یہ تمھارا بیٹا نہیں، اس کا باپ تو زندہ نہیں ہونا چاہیئے؟ فرمایا ٹھیک ہے یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور اس کا باپ اس وقت انتقال کر گیا تھا جب کہ یہ شکم مادر میں تھا۔ اس نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو، پھر اس نے کہا ابو طالب اس بچے کو لے کر واپس چلے جاؤ اور یہود سے اس کی حفاظت کرو، خدا کی قسم اگر انھوں نے اس کو دیکھ لیا، اور اس کے متعلق جو کچھ میں نے جانا ہے انھوں نے بھی جان لیا، تو وہ ضرور اس کو ضرر پہنچائیں گے، اور ابو طالب یاد رکھنا ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اس کی بہت بڑی شان ہونے والی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو طالب آپ کو لے کر وہیں سے مکے واپس آ گئے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے ایک جماعت کے ساتھ آپکو واپس مکہ بھیجدیا۔ اور خود شام کو روانہ ہوئے۔ (ملخصا سیرت ابن ہشام، دلائل النبوت ابو نعیم ص۱۲۵ ابن اثیر ص ۱۶/۲ خصائص کبریٰ ص۸۴ ، طبقات ابن سعد ص۱۰۱)

کتب سیر میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے کہ جب بحیرا آپ کے متعلق ابو طالب سے مصروف گفتگو تھا، تو دفعتہً روم کے سات آدمی جو آپ کے قتل کی غرض سے اپنے ملک سے نکلے تھے آئے، بحیرا نے ان سے آنے کی غرض و غایت دریافت کی، انھوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا کہ یہ نبی اس مہینہ میں سفر کرے گا اور اس راستے سے گزرے گا اس واسطے ہمارے بادشاہ نے تمام راستوں پر آدمی متعین کر دیے ہیں تاکہ یہ کسی راستے سے نکل نہ جائے اور ہمارے بادشاہ کا حکم ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ اس راستے پر ہمارا تعین ہوا ہے اور ہم اس نبی کو قتل کرنے آئے ہیں۔ بحیرا نے کہا۔

اَفَرَاَیْتُمْ اَمْرًا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّقْضِیَہٗ	کیا تم نے کوئی ایسا امر دیکھا ہے جس کو اللہ پورا کرنا چاہے
ھَلْ یَسْتَطِیْعُ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ رَدَّہٗ؟ قَالُوْا لَا!	اور آدمیوں میں سے کوئی اس امر کے پھیرنے کی طاقت رکھتا ہو؟ انھوں کہا نہیں!
قَالَ فَبَایِعُوْہُ وَاَقَامُوْا مَعَہٗ۔	

Marfat.com

تو بحیرا نے کہا اس قتل کے ناپاک ارادے سے باز آؤ! یعنی جب اللہ کی نصرت وحمایت ان کے ساتھ ہے اور اللہ اس امر کو پورا کرنا چاہتا ہے تو تم کیا کر سکتے ہو، ساری دنیا کے لوگ بھی نکل کھڑے ہوں تب بھی امر الٰہی غالب رہیگا بحیرا کی بات ان کی سمجھ میں آگئی) اور انھوں نے بحیرا کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم اس نبی کو کسی قسم کی ایذا وغیرہ نہ دینگے، اور وہ واپسی کا ارادہ ترک کر کے بحیرا کے پاس ہی مقیم ہو گئے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے اپنے بادشاہ کی حکم عدولی کی ہے لہذا واپس جائیں گے تو جانوں کی خیر نہیں۔

(دلائل النبوت لابو نعیم ص۱۳۱ سیرت ابن ہشام ص ابن اثیر ص۱۶ مواہب وزرقانی صفحہ ۱۹۵)

اور بحیرا راہب کا واقعہ یوں بھی مذکور ہوا ہے کہ جب یہ تجارتی قافلہ جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم تھے شہر بصرہ میں اس کنیسہ کے پاس پہنچا تو وہ کنیسہ سے باہر نکلا اور قافلہ کو دیکھنے لگا، اس نے دیکھا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بادل سایہ کیے ہوئے آرہا ہے اس نے آپ کو علامات سے پہچان لیا اور آگے آکر آپ کا دست مبارک اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا

هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ، هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هٰذَا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْيَاخُ قُرَيْشٍ مَا عَلِمَكَ؟ قَالَ اِنَّكُمْ حِيْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدُ اِلَّا لِنَبِيٍّ وَاِنِّيْ لَاَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ بِاَسْفَلِ مِنْ غَضْرُوْفِ كَتِفَيْهِ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ وَاَنَا وَاَنَا نَجِدُهٗ فِيْ كُتُبِنَا وَسَاَلَ اَبَا طَالِبِ اَنْ يَّرُدَّهٗ خَوْفًا عَلَيْهِ مِنَ الْيَهُوْدِ۔

(ابن ابی شیبۃ، حاکم بیہقی، دلائل النبوت ابو نعیم ص۱۳۱ مواہب وزرقانی ص۱۹۴)

یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں، یہ رب العٰلمین کے رسول ہیں، یہ وہ ہیں جن کو اللہ رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کرے گا، تو قریشی تاجروں نے اس سے کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا ہے کہنے لگا تم لوگ جب اس گھاٹی کے پیچھے سے نکلے تو کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں رہا جو سجدے میں نہ گرا ہو گا۔ اور یہ شجر و حجر نہیں سجدہ کرتے مگر نبی کو اور میں نے ان کو مہر نبوت سے پہچان لیا ہے جو ان کے شانوں کے غضروف کے نیچے مثل سیب کے ہے اور ہم لوگ ان کو اپنی کتابوں میں نبی پاتے ہیں۔ پھر اس نے ابو طالب سے استدعا کی کہ آپ انکو واپس لیجائیں میں ان پر یہود سے خوف کھاتا ہوں وہ ضرور انسے دشمنی کرینگے۔

Marfat.com

تعجب ہے کہ بعض لوگوں نے بحیرا راہب کی ملاقات کے واقعات کو غلط بتایا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ یہودی لوگ قبل از بعثت آپ کے انتظار میں تھے اور آپ کی بعثت کو کفار کے مقابلے میں اپنی فتح و نصرت کا باعث سمجھتے تھے لہذا اگر وہ بچپن میں آپ کو پہچان لیتے تو اپنے اعتقاد کے موافق آپ کو اپنی فتح و نصرت کا دیوتا سمجھ کر نہایت خدمت گزاری کرتے نہ کہ دشمنی ؟

اس کے متعلق ہم صرف اتنا عرض کر دیتے ہیں کہ جن لوگوں نے ایسا لکھا ہے انھوں نے اصل بات کو سمجھا نہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کفار کے مقابلہ میں آپ کے توسل سے فتح و نصرت طلب کیا کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا۔ (قران کریم) کہ وہ یہود اس (نبی کے آنے) سے پہلے (اس نبی کے وسیلے سے) کافروں پر فتح طلب کیا کرتے تھے۔

چنانچہ مفسرین و محدثین رحمہم اللہ نے اپنی اپنی کتب معتبرہ میں صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ یہود عرب کے بت پرست قبائل کے ساتھ جب جنگ کرتے تو ہمیشہ مغلوب ہوتے تھے، انھوں نے اپنے علماء کی طرف رجوع کیا اور فتح کی تدبیر پوچھی، علماء نے بہت زیادہ غور و فکر کے بعد ان کو یہ دعا تعلیم کی

اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوثِ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِي نَجِدُ صِفَتَهٗ فِي التَّوْرَاةِ۔ اے اللہ ہمیں نبی آخر الزمان جس کی صفت کو ہم توراۃ میں پاتے ہیں اس کے وسیلے سے فتح و نصرت عطا فرما!

چنانچہ ان کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے فتح و نصرت حاصل ہوتی، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۔ (قرآن کریم) تو جب وہ (نبی) آیا ان کے پاس جس کو انھوں نے پہچانا (اور پھر اس پہچاننے کے باوجود) اس کے ساتھ کفر کیا پس ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ قرآن مجید	وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (نبی) کو پہچانتے ہیں جس طرح کہ وہ اپنے بیٹوں کو (بلا تردد) پہچانتے ہیں اور بلا شبہ ایک فرقہ ان میں ایسا ہے جو جانتے ہوئے حق کو چھپاتا ہے۔

قرآن کریم کی ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ یہودی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا شک وشبہ خوب پہچانتے تھے کہ یہ وہی نبی آخر الزمان ہیں جن کے اوصاف حمیدہ توراۃ میں ہیں اور جن کے وسیلے سے ہم فتحیاب ہوتے تھے مگر پھر بھی انھوں نے نہ مانا اور کافر ہی رہے تو وہ کیوں صرف اس لئے کہ آپ ان کی قوم بنی اسرائیل میں سے نہیں بلکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوئے تھے اور ان کو یہ گمان تھا کہ وہ نبی آخر الزمان بنی اسرائیل میں سے ہوں گے، صرف غیر قوم میں سے ہونے کی وجہ سے انھوں نے ازراہ تعصب وحسد جان بوجھ کر ماننے سے انکار کر دیا اور آپ کے اوصاف حمیدہ کو چھپایا اور توراۃ میں تغیر وتبدل کر دیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ نبی صاحب کتاب اور آخری نبی ہے اور قیامت تک اسی کا دین رہے گا۔ ہماری شریعت منسوخ ہو جائے گی اور سالہا سال سے جو ہمارا اقتدار چلا آرہا ہے وہ یک دم ختم ہو کر رہ جائے گا، ان وجوہات کی بنا پر وہ آپ کے دشمن ہو گئے تھے لہذا اس کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ یہود اگر بچپن میں آپ کو پہچان لیتے تو نہایت خدمت گزاری کرتے۔ کیوں کہ یہاں بچپن یا جوانی یا زمانۂ بعثت کا تو سوال ہی نہیں تھا یہاں تو سوال قومیت اور اقتدار کا تھا۔ اسی واسطے یہودیوں کی طرف سے یہ ناپاک کوششیں ہوئیں کہ اس نبی کو بچپن میں ہی قتل کر دیں، جیساکہ مذکور ہو چکا، اور پھر وہ لوگ جو آپ کو قتل کرنے آئے تھے بحیرا راہب کے سمجھانے سے باز آگئے۔

بلکہ ان حقائق کے پیشِ نظر تو بحیرا راہب کے واقعات کی تائید ہوتی ہے کیونکہ یہودی اپنے زعم باطل میں سمجھتے تھے کہ اس نبی کو بچپن میں قتل کرنا آسان ہے بہ نسبت زمانۂ بعثت ونبوت کے۔ اور پھر قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بحیرا راہب کا گمان بالکل صحیح اور درست تھا

Marfat.com

کیونکہ یہ وہی یہود تھے جنھوں نے خود اپنی قوم کے نبی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ مانا اور آیات الٰہیہ کی تکذیب کی، اور اپنی قوم بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام کو ناحق قتل کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دشمنی کی اور ان کی والدہ حضرت مریم پر تہمتیں لگائیں وغیرہ وغیرہ ان سے واقعی نیک سلوک کی کیا توقع ہو سکتی تھی۔ لہٰذا بحیرہ راہب کا از راہ ہمدردی و محبت والفت ابو طالب کو کہنا کہ آپ ان کو واپس مکے لے جائیں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہود انکو ضرر نہ پہنچائیں، بالکل درست اور حق ہے۔

اسی واسطے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تجرید الصحابہ میں فرمایا ہے کہ بحیرا راہب نے آپ کو قبل از بعثت دیکھا ہے اور وہ آپ پر ایمان لایا ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کی تجارت کے سلسلے میں میسرہ کے ساتھ گئے تھے تو بحیرا راہب نے پھر آپکی علامات اور مہر نبوت کو غور سے دیکھا اور کہا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ الَّذِيْ	اور بلا شبہ آپ اللہ کے رسول اور وہی نبی امی ہیں
بَشَّرَ بِهٖ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ۔	جن کی بشارت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے دی ہے۔

(زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۹۵/۱)

ابن مندہ اور حافظ ابو نعیم نے بحیرا کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ (کذا فی المواہب صفحہ ۱۹۵/۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ	وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسکی تلاوت
حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ	کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے، وہ
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ	اسپر ایمان بھی لاتے ہیں اور جو اس کے منکر ہو گئے ہیں
(قرآن کریم ۱/۱۲)	وہی خسارہ پانے والے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما اس آیہ کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں

نَزَلَتْ فِی اَھْلِ السَّفِیْنَۃِ الَّذِیْنَ قَدِمُوْا مَعَ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَکَانُوْا اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا اِثْنَانِ وَثَلَاثُوْنَ رَجُلًا مِّنَ الْحَبَشَۃِ وَثَمَانِیَۃٌ مِّنْ رُّھْبَانِ الشَّامِ مِنْھُمْ بُحَیْرَا رَاھِبٌ۔

یہ آیت اہل سفینہ کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت جعفر بن ابو طالب کے ساتھ حاضر ہوئے (اور ایمان لائے) تھے ان کی تعداد چالیس تھی بتیس اہل حبشہ اور آٹھ شام کے راہب، کہ بحیرا راہب بھی ان میں تھا۔

(تفسیر خازن ص۸۵ ج۱)

اللہ تعالیٰ نے بچپن شریف میں بھی آپ کے دامن کو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک ومنزہ رکھا تھا حسن وجمال کے اس پیکر میں تمام بھلائیوں اور خوبیوں کو جمع کر دیا تھا۔ آپ اخلاق وعادات میں سب سے اچھے، حسب ونسب میں سب سے اشرف، علم وحلم میں سب سے بڑھ کر، بات چیت میں سب سے زیادہ سچے، امانت ودیانت میں سب سے بڑھ کر تھے۔ یہاں تک کہ اپنے اور پرائے سب آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے بچپن شریف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں قریش کے بچوں کے ساتھ اپنے کندھوں پر پتھر اٹھا رہا تھا، تمام لڑکوں نے اپنے تہمد اتار کر اپنی گردنوں پر رکھ لیے تاکہ پتھر اس تہمد کے اوپر رکھ سکیں اور گردن کو تکلیف نہ ہو میں نے بھی اس خیال سے تہمد اتارنا چاہا کہ اچانک کسی نے مجھ پر ہاتھ مارا اور کہا

شُدَّ عَلَیْکَ اِزَارُکَ — اپنا تہمد باندھے رکھ

تو میں نے اپنا تہمد باندھے رکھا، اور اپنی گردن پر ہی پتھر اٹھاتا رہا، اس وقت میرے سب ساتھی برہنہ تھے، ایک میرا ہی تہمد بندھا ہوا تھا۔

(سیرت ابن ہشام ص۱۹۴ ج۱)

Marfat.com

گلّہ بانی

بکریاں چرانا کوئی معیوب کام نہیں ہے۔ عرب کے بڑے بڑے شرفا اور امراء کے بچے بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت ابو طالب نے بھی آپ کو بکریاں چرانے پر لگا دیا

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ رَعَی الْغَنَمَ قَالُوْا وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ وَاَنَا۔ (طبقات ابن سعد ص۷۹)

کوئی ایسا پیغمبر نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے بھی چرائی ہیں فرمایا میں نے بھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بکریاں چرانے کا ذکر تو قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ فرمایا

هِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ

یہ میرا عصا ہے، اسی پر میں تکیہ لگاتا ہوں، اور اسی کے ساتھ اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں۔

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ "پیلو" لیکر آپ کے حضور سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ ان میں جو سیاہ ہو گیا ہو، وہ لینا چاہیے وہ میٹھا اور مزیدار ہوتا ہے۔ میں جب بکریاں چرایا کرتا تھا تو ان کو چنا کرتا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا ہاں! اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں

(طبقات ابن سعد ص۸۰)

Marfat.com

حرب فجّار

جب آپ کی عمر شریف بیس برس کی ہوئی تو قبیلۂ ہوازن اور بنو کنانہ کے درمیان بڑے زور کی جنگ ہوئی اس معرکے کا نام حرب الفجار ہے کیونکہ یہ ان ایام میں ہوا جن میں لڑنا حرام و ناجائز تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس جنگ میں شرکت فرمائی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

کنت انبل علی اعمامی — میں اپنے چچاؤں کو (ترکش سے) تیر نکال کر دیا جاتا تھا۔

اس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ عرب کے مشہور ترین مقام بازار عکاظ میں ہر سال ایک بہت بڑا بھاری میلہ لگتا تھا جو بیس روز تک رہتا، اس میں دور دور سے لوگ آکر شریک ہوتے، اور عرب کی صنعت و حرفت کی نمائش کی جاتی اور خوب خرید و فروخت ہوتی۔

نعمان بن منذر (والیٔ حیرہ) ہر سال اپنا مال تجارت بازار عکاظ میں فروختگی کیلئے بھیجا کرتا، اور اشراف عرب میں سے کسی کو اس کی حفاظت کا ذمہ دار بنا دیتا جسکی نگرانی میں وہ مال فروخت ہوتا اس سال نعمان بن منذر کے مال کی حفاظت کا ذمہ عروۃ الرحال بن عتبہ نے کہا میں لوں گا عروہ قبیلہ ہوازن میں سے ایک سردار تھا، یہ دیکھ کر بنو کنانہ میں سے ایک شخص براض بن قیس نے عروہ سے کہا کیا تو بنو کنانہ کے مقابلہ میں اس مال کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہے؟ عروہ نے کہا کہ بنو کنانہ کیا، میں تمام لوگوں کے مقابلے میں اس مال کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔ براض بن قیس اپنے حریف عروہ کے اس جرأت مندانہ جواب سے بہت مشتعل ہوا، اس وقت تو وہ خاموش رہا مگر اس نے موقع پا کر عروہ کو قتل کر دیا۔

عروہ چونکہ اپنی قوم (ہوازن) میں ایک سردار کی حیثیت رکھتا تھا اس لیے اس کی قوم نے قصاص میں براض بن قیس کو قتل کرنے سے انکار کر دیا، اور کہا کہ ہم اپنے سردار کے قتل کے بدلے میں بنو کنانہ میں سے کسی سردار کو قتل کریں گے۔ بنو کنانہ نے اس سے انکار کر دیا۔ عروہ کی قوم نے بدلہ

Marfat.com

لینے کے لیے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں، ادھر بنو کنانہ بھی مقابلے کے لیے تیار ہو گئے، چنانچہ ایک سال تک تیاریاں ہوتی رہیں، مکہ کے تمام سرداروں نے اس معرکے کے لیے الگ الگ فوجیں تیار کیں۔ ان سرداروں میں سے کچھ ہوازن اور کچھ بنو کنانہ کے ساتھ ہو گئے، قریش سب بنو کنانہ کے ساتھ تھے۔ قبیلہ ہوازن کا سپہ سالار اعظم معوذ بن معتب الثقفی تھا، اور بنو کنانہ کے سب سرداروں کا سپہ سالار اعظم حرب بن امیہ تھا جو ابو سفیان کا باپ اور امیر معاویہ کا دادا تھا۔

قریش میں آل ہاشم کے علم بردار زبیر بن عبد المطلب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، اور آپ ان ہی کی صف میں تھے۔

الغرض یہ سب سردار اپنی اپنی فوجیں لے کر میدان کارزار میں آ گئے۔ اور بڑے زور کی جنگ ہوئی اور کئی مرتبہ ہوئی، پہلے ہوازن، اور پھر بنو کنانہ غالب آئے۔ اور بالآخر آپس میں صلح ہو گئی

(ملخصا سیرت ابن ہشام جلد اول ص   طبقات ابن سعد جز اول ص ۸۱)

Marfat.com

حلف الفضول

جنگ فجار سے واپس آکر زبیر بن عبدالمطلب (جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا اور سردار خاندانِ بنو ہاشم تھے) نے عبداللہ بن جدعان کے گھر کھانے کا انتظام کرکے مختلف خاندانوں اور شرافِ کی دعوت کی۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو زبیر بن عبدالمطلب اور دیگر آپ کے چند ساتھیوں نے جو اس تحریک کے محرک تھے لوگوں کو اچھے اخلاق اور اعمال پیدا کرنے کی ترغیب دی سب لوگ اس سے متاثر ہوئے کیونکہ وہ پے بہ پے لڑائیوں سے بہت نقصان اٹھا چکے تھے۔ چنانچہ سب نے اللہ کو گواہ بنا کر یہ معاہدہ کیا

"ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا اور اس کا حق اس کو دلوائے گا، اور ایک دوسرے کے ساتھ صلح و محبت سے رہے گا"

حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس معاہدہ میں شریک تھے۔ اور عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس معاہدہ کے مقابلے میں مجھے سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو میں اس کو نہ توڑتا اور اب بھی اگر کوئی مجھے ایسے معاہدہ کے لیے بلائے تو میں اس کی دعوت قبول کرونگا۔ (طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۸۲)

ف۔ اس معاہدہ کا نام "حلف الفضول" اس لیے ہوا کہ جو لوگ اس کے محرک تھے ان سب کے ناموں کا مادہ "فضیلت" تھا یعنی فضیل بن حارث جرہمی، فضیل بن وداعہ قطوری، اور مفضل بن فضالہ جرہمی وغیرہ۔ عمرو بن عوف نے اسی بارے میں کہا ؎

اِنَّ الفُضُولَ تَحَالَفُوا وَتَعَاقَدُوا ۔۔۔ اَنْ لَّا یُقِیْمَ بِبَطْنِ مَکَّۃَ ظَالِمٗ

بلاشبہ فضول ان لوگوں نے جنکے نام (میں فضل کا مادہ) ہو آپس میں حلف اٹھایا اور معاہدہ کیا ہو کہ مکہ میں کوئی ظالم نہ رہنے پائے،

اَمْرٌ عَلَیْہِ تَعَاھَدُوْا وَتَوَاثَقُوْا ۔۔۔ فَالْجَارُ وَالْمُعْتَرُ فِیْھِمْ سَالِمٗ

یہ بہت بڑی اور اچھی بات ہو جس پر انہوں نے پکا عہد و پیمان کیا ہو، اب ان لوگوں کے درمیان بناہ گیر اور کمزور لوگ سلامتی سے رہینگے

(تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم ص ۱۹)

Marfat.com

شام کا دوسرا سفر

جب آپ کی عمر بیس سال سے کچھ زائد ہو گئی تو آپ کے چچا حضرت ابو طالب نے جو تجارت پیشہ تھے آپ کو اپنے ساتھ تجارت میں لگا لیا، اس وقت وہاں کا دستور تھا کہ مالدار لوگ کسی تجربے کار اور دیانت دار آدمی کو اپنا سرمایہ دے کر تجارت میں لگا دیتے اور منافع میں اسکا حصہ مقرر کر دیتے حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس قسم کی شراکت خوشی کے ساتھ قبول فرماتے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراپا صدق پیدا فرمایا تھا، اور آپ کی ذات اقدس میں بیشمار خوبیوں اور صلاحیتوں کو جمع فرما دیا تھا۔ اس لیے آپ بڑی ہوشیاری اور نہایت ایمان داری و دیانت داری سے کام کرتے جس کا سابقہ بھی آپ سے پڑا اس نے آپ کو ہر معاملے میں صادق اور امین پایا۔ آپ کے اخلاق کی پاکیزگی، کردار کی بلندی، معاملہ کی صفائی، اور صداقت و دیانت کا شہرہ ہوا، یہاں تک کہ زبان خلق نے آپ کو صادق اور امین کا لقب دیدیا۔ چنانچہ کتب سیر و احادیث میں آپ کی صفائی معاملات کے واقعات مذکور ہیں۔

تجارت میں صداقت و دیانت کا ہونا بہت بڑی چیز ہے اسی واسطے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ راست گو اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا، اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ جھوٹ بول کر مال فروخت کرتے اور ناجائز طور سے کماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام فرمائے گا اور نہ ان پر نظر رحمت فرمائے گا اور دنیا میں انکی عاقبول ہے نہ صدقہ، اور جو کچھ وہ کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا جن کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے، ایک معزز خاتون، نہایت شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق اور بہت ہی زیادہ مالدار تھیں، زمانۂ جاہلیت میں لوگ انکو طاہرہ اور سیدۃ نساء قریش کہکر پکارتے تھے (زرقانی علے المواہب ص ۱۹۹)

اکثر لوگ ان کے مال سے تجارت کرتے اور وہ منافع میں سے مقرر کیا ہوا حصّہ انکو دیتیں، جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دیانت وصداقت اور شرافت وپاکیزگی کی خبریں ان کو پہونچیں تو انھوں نے آپ کو بلا کر کہا کہ آپ مال تجارت لے کر شام جائیں۔ میں جتنا حصہ اوروں کو دیتی ہوں آپ کو ان سے دوگنا دوں گی آپ نے قبول فرمایا اور شام جانے کیلئے تیار ہو گئے

سیرت ابن ہشام جلد ا صفحہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو بھی آپ کے ہمراہ بھیجا، آپ حضرت خدیجہ کا مال لے کر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ شام کو روانہ ہوئے۔ جب بصرے میں پہنچے تو ایک کلیسہ کے قریب ایک درخت کے نیچے اترے کلیسا میں نسطورا نامی ایک راہب تھا، جو کلیسا سے باہر نکلا اور آکر میسرہ سے کہنے لگا اے میسرہ! اس درخت کے نیچے یہ شخص کون ہے؟ میسرہ نے کہا یہ قریش حرم میں سے ہیں۔

فَقَالَ الرَّاهِبُ مَا نَزَلَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا نَبِيٌّ

تو راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی کے کوئی نہیں اترا ہے

پھر اس نے کہا کیا اس کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے کہا ہاں اور وہ ہمیشہ رہتی ہے کبھی جدا نہیں ہوتی! راہب نے کہا یہ تو خاتم الانبیاء ہے۔

(سیرت ابن ہشام ص ___ زرقانی علے المواہب ص ۱۹۸ طبقات ابن سعد ص ۸۳ ج ۱)

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ ابو سعد سے نقل فرماتے ہیں۔

اَنَّ الرَّاهِبَ دَنَا اِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَبَّلَ رَأْسَهٗ وَقَدَمَيْهِ وَقَالَ اٰمَنْتُ بِكَ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ الَّذِيْ بَشَّرَ بِكَ عِيْسٰى فَاِنَّهٗ قَالَ لَا يَنْزِلُ بَعْدِيْ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ الْهَاشِمِيُّ الْعَرَبِيُّ الْمَكِّيُّ صَاحِبُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ وَلِوَاءِ الْحَمْدِ (زرقانی علے المواہب ص ۱۹۵)

کہ راہب نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر آپ کے سر اور قدموں کو چوما اور کہا میں آپ پر ایمان لایا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ آپ وہی ہیں جنکا ذکر اللہ نے تورات میں کیا ہے۔ پھر اس نے آپکی مہر نبوت کو دیکھا تو کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ آپ اللہ کے نبی امی ہیں اور آپ وہی ہیں جنکی بشارت دیتے ہوئے عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میرے بعد اس درخت کے نیچے

Marfat.com

سوائے اس نبی الامی الہاشمی العربی المکی صاحب حوض کوثر و شفاعت ولواء الحمد کے اور کوئی نہیں اُترے گا۔

وہاں سے فارغ ہوکر آپ بازار بصری میں گئے اور جس قدر مال تجارت لے کر گئے تھے وہ سب آپ نے فروخت کر دیا اور اس میں بہت نفع ہوا اور جس مال کو خریدنا چاہا وہ خریدا اور مکے واپس ہوئے، میسرہ جاتے ہوئے اور آتے ہوئے دیکھتا رہا کہ دھوپ میں دو فرشتے پرندوں کی صورت میں برابر آپ پر سایہ کیے ہوئے ساتھ ساتھ رہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ اور فرشتوں کا برابر سایہ کر کے آپ کو دھوپ سے بچانا اور پھر راہب کا آپ کے نبی و رسول ہونے کی خبریں دینا، اس سے میسرہ بہت متاثر ہوا، اس کے دل میں اللہ نے آپکی بہت زیادہ محبت پیدا کر دی اور وہ آپکا غلام بن گیا۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۸۳ سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ)

جب آپ مکے واپس آئے تو دوپہر کا وقت تھا حسن اتفاق سے اس وقت حضرت خدیجہ اپنے مکان کے بالاخانے میں چند عورتوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں انھوں نے آپکو اس شان سے واپس آتے ہوئے دیکھا کہ آپ اونٹ پر سوار تھے اور دو فرشتے آپ پر سایہ کیے آپ کو دھوپ سے بچاتے ہوئے آ رہے ہیں حضرت خدیجہ نے یہ نظارہ ان عورتوں کو بھی دکھایا تو وہ دیکھ کر بہت متعجب ہوئیں۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۸۳)

آپ جس مال کو وہاں سے خرید کر لائے تھے اس کو مکے میں آکر فروخت کیا تو دو گنے یا اس کے قریب قریب پھر ہو گئے۔ غرض کہ بہت ہی زیادہ نفع ہوا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور پہلے تو آپ کو لوگوں سے دوگنا دینے کا وعدہ کیا تھا اب چوگنا دیا۔

(طبقات ابن سعد جلد اول ص ۸۳ سیرت ابن ہشام جلد اول ص)

حضرت خدیجہ سے نکاح

حضرت خدیجہ نے آپ کے آنے کے وقت فرشتوں کا سایہ کرتے ہوئے آنا جو دیکھا تھا وہ میسرہ سے بیان کیا تو میسرہ نے کہا کہ میں تو ان فرشتوں کو شام سے اسی طرح دیکھتا ہوا آرہا ہوں اور "نسطورا" راہب کی ملاقات کے واقعات اور سفر کے تمام تفصیلی حالات و واقعات سنائے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حسب و نسب، صورت و سیرت، مال و دولت، پاکیزگی و شرافت میں سب سے بڑھ کر تھیں، قوم کے بڑے بڑے امرا لوگ ان کی طرف رجوع کرکے مایوس ہو چکے تھے۔ حالانکہ وہ بہت سے مال و زر کی پیش کش بھی کر چکے تھے، مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سب کی درخواستوں کو رد کر دیا تھا، کیونکہ ان کا ارادہ اب شادی کرنے کا قطعی نہ تھا لیکن آپ کے حسن و جمال اور پاکیزہ اخلاق اور میسرہ کے سنائے ہوئے حالات و واقعات سے بہت متاثر ہوئیں اور حقیقت میں چونکہ ازل سے ہی سعادت مندیاں اور سرفرازیاں ان کے لیے مقدر ہو چکی تھیں اور ان کو سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا رضی عنہا کی والدہ اور ام المومنین بننے کا شرف حاصل کرنا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یک دم آپ کی بہت ہی زیادہ محبت پیدا فرما دی، اور وہ آپ کی طرف مائل ہوئیں۔

چنانچہ انھوں نے نفیسہ بنت منیہ کو اپنی قلبی کیفیتوں سے آگاہ کرکے آپ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ نفیسہ فرماتی ہیں کہ میں آپ کے پاس آئی اور میں نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نکاح کیوں نہیں کرتے؟

فرمایا میرے پاس نکاح کے لیے ساز و سامان نہیں ہے!

نفیسہ۔ اگر ساز و سامان ہو جائے، اور آپ کو حسن و جمال، مال و دولت، اور شرافت و پاکیزگی کی طرف دعوت دی جائے، تو کیا قبول فرمائیں گے؟

Marfat.com

فرمایا۔ کیوں نہیں مگر وہ ہے کون ؟

نفیسہ۔ خدیجہ !

فرمایا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟

نفیسہ۔ یہ میرا ذمہ ہے !

فرمایا۔ مجھے منظور ہے !

نفیسہ کہتی ہیں ہیں نے آکر خدیجہ کو اطلاع دی تو وہ بہت مسرور ہوئیں اور انھوں نے آپ کے پاس پیغام بھجا کہ فلاں دن فلاں وقت آپ نکاح کے لیے آجائیں !

حضرت خدیجہ کے والد خویلد "حرب فجار" سے پہلے انتقال کرچکے تھے، انھوں نے اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلایا کہ وہ آکر نکاح کردیں !

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۸۴)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے پاس آئے، اور ان کو یہ ماجرا سنایا، وہ بہت خوش ہوئے اور انھوں نے اپنے بھائیوں کو بلاکر یہ مژدہ سنایا۔

تاریخ معین پر آپ اپنے چچاؤں اور رؤسائے خاندان کے ساتھ حضرت خدیجہ کے مکان پر تشریف لائے۔ حضرت ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا، وہ یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ	سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے ہمیں حضرت
وَزَرْعِ اِسْمٰعِیْلَ وَضِئْضِیءِ معد وعنصر	ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اولاد میں سے کیا
مضر وَجَعَلَنَا حَضَنَۃَ بَیْتِہٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِہٖ	اور معد کی اصل اور مضر کے عنصر سے بنایا اور اپنے گھر
وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا مَّحْجُوْجًا وَحَرَمًا اٰمِنًا	کعبہ شریف کا خادم اور اپنے حرم شریف کا مدبر بنایا،
وَجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ	اور ہمارے واسطے وہ گھر بنایا جو حج کرنے کی جگہ ہے
ھٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ لَا یُوْزَنُ بِرَجُلٍ	اور ہمارے لیے وہ حرم بنایا جو امن کی جگہ ہی اور ہمیں
اِلَّا رَجَحَ بِہٖ فَاِنْ کَانَ فِی الْمَالِ قَلَّ	دوسرے لوگوں پر حاکم یعنی سردار بنایا، حمد وثنا کے بعد

فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَّاَمْرٌ حَائِلٌ وَّمُحَمَّدٌ مِمَّنْ قَدْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتَہٗ وَقَدْ خَطَبَ خَدِیْجَۃَ بِنْتَ خُوَیْلِدٍ وَبَذَلَ لَھَا مَا آجِلَہٗ وَعَاجِلَہٗ مِنْ مَالِیْ کَذَا وَھُوَ وَاللہِ بَعْدَ ھٰذَا لَہٗ نَبَاءٌ عَظِیْمٌ وَّخَطَرٌ جَلِیْلٌ جَسِیْمٌ فَزَوَّجَھَا۔ (مواہب وزرقانی جلد ا صفحہ ۲۰۱)	بیشک یہ میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبداللہ جو شرافت وعظمت میں سب سے بڑھ کر ہے اگرچہ اس کے پاس مال دنیا قلیل ہے (مگر مال دنیا کی حقیقت ہی کیا ہے) وہ تو ایک سائے کی طرح ہے (کہ ایک سے دوسرے کے پاس چلا جاتا ہے۔ اس کو بقا نہیں) اور یہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں میں سے ہیں جنکو قرابت کے سبب تم جانتے ہو (کہ مال دنیا ان کی عظمت شان کے

سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا) اور تحقیق محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کرنے آئے ہیں اور خدیجہ کے لیے میرے مال سے وہ مال لائے ہیں، جو آجل وعاجل ہے اور خدا کی قسم اس کے بعد انکی جو شان ہونے والی ہے، وہ خبر عظیم ہے (جس کو تم نہیں جانتے ہو) پھر حضرت خدیجہ کے ساتھ تزویج کر دی۔

ساڑھے بارہ اوقیہ سونا آپ کا مہر قرار پایا۔ ہر اوقیہ چالیس درہموں کا ہوتا ہے۔ لہذا پانچ سو طلائی درہم ہوئے (مواہب وزرقانی جلد ا صفحہ ۲۰۱)

اور بعض روایتوں میں آتا ہے کہ آپ کا مہر چالیس جوان اونٹنیاں قرار پایا (ابن ہشام)

شادی کے وقت آپ کی عمر شریف پچیس سال، اور حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دو شادیاں اس سے پیشتر ہو چکی تھیں۔ پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی ان سے دو لڑکے "ہندا" اور "ہالہ" پیدا ہوئے، ابو ہالہ زمانہ جاہلیت میں وفات پا گئے تھے۔ "ہندا" حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، اور آپکے صحابہ میں داخل ہوئے بڑے فصیح وبلیغ تھے خصوصاً آپ کے اوصاف کریمہ بیان کرنے میں مانے ہوئے تھے، فرمایا کرتے تھے۔

اَنَا اَکْرَمُ النَّاسِ اَبًا وَّاُمًّا وَّاَخًا وَّاُخْتًا اَبِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَخِی الْقَاسِمُ وَاُخْتِیْ فَاطِمَۃُ وَاُمِّیْ خَدِیْجَۃُ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ	(زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۱۹۹)	میں لوگوں سے مکرم معظم ہوں بلحاظ ماں باپ اور بہن بھائی کے میرے باپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں بھائی قاسم بہن فاطمہ اور ماں خدیجہ ہے رضی اللہ عنہم

Marfat.com

اور "ہالہ" نے بھی آپ کی صحبت اختیار کی ہے چنانچہ طبرانی نے خود انسے روایت کی ہے۔

أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاقِدٌ فَاسْتَيْقَظَ نَضَمَّ هَالَةَ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ هَالَةُ هَالَةُ هَالَةُ (زرقانی دمواہب ۱۹۹)

کہ وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ اس وقت سو رہے تھے جب آپ جاگے تو آپنے ہالہ کو اپنے سینہ سے لگایا اور تین مرتبہ فرمایا ہالہ! ہالہ!! ہالہ!!!

ابو ہالہ کے مرنے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوسری شادی عتیق بن عابد مخزومی سے کی، ان سے ایک لڑکی "ہند" پیدا ہوئی جو مشرف باسلام ہوئی لیکن اس سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔

(زرقانی علے المواہب ۲۰۰)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یہ تیسری شادی تھی جو حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئی اسکے بعد جو اُن سے اولاد ہوئی اس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد امجاد کے بیان میں آئے گا۔

Marfat.com

تعمیر کعبہ

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے بعد بنی عمالقہ اور بنی جرہم اور قصی نے اپنے اپنے وقت میں کعبہ کی عمارت کی تجدید کی تھی، اب تجدید عمارت کی ضرورت مرور زمانہ کے اثر یا صدمہ سیلاب کی وجہ سے پیدا ہو جاتی تھی۔ کیونکہ یہ عمارت نشیب میں واقع ہوئی تھی، اور سیلاب کا پانی وہاں آجاتا تھا۔ اگرچہ اس کی روک تھام کے لیے بالائی حصے پر ایک بند بھی بنا دیا گیا تھا، مگر وہ بھی ٹوٹ جاتا اور پانی حرم شریف میں داخل ہو جاتا، اس دفعہ ایسے زور کا سیلاب آیا جس سے کعبہ کی دیواریں پھٹ گئیں۔ اتفاق سے ان ہی دنوں میں بعض لوگوں نے کعبہ شریف سے کچھ مال چرا لیا جس میں ایک سونے کا ہرن بھی تھا، جو موتی اور جواہرات سے مرصع تھا، اس چوری کی تہمت عامر بن حارث، ابو ہارب بن عزیز، ابو لہب بن عبدالمطلب پر لگی، مگر چوری کا مال "دویک" نامی شخص جو ملیح بن عمرو خزاعی کا غلام تھا اسکے پاس پایا گیا۔ چنانچہ قریش نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا (زرقانی مواہب ص۲۰۴)

ان حالات کے پیش نظر قریش نے از سر نو کعبہ کو تعمیر اور اس کو مسقف کرنے کا ارادہ کیا۔

اس سے پہلے کعبہ کی چھت نہیں تھی۔

اتفاق سے ان ہی دنوں میں ایک رومی تاجر کا جہاز ساحل جدہ پر کنارے سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا تھا، قریش کو جب اس کی خبر ہوئی تو ولید بن مغیرہ چند قریشیوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا اور کعبہ کی چھت کے لیے اس شکستہ جہاز کے تختے خرید لیے، جہاز میں ایک شخص باقوم نامی معمار و نجار بھی تھا، ولید نے اس کے ساتھ گفتگو کی اور اس کو بھی اپنے ساتھ لے آیا۔

(طبقات ابن سعد جلد اول ص۹۳)

(ابن اثیر جلد ۲ ص۱۹)

(زرقانی علی المواہب ص۲۰۴ / ۱)

Marfat.com

کعبہ شریف کے اندر ایک چوبچہ تھا جس میں قربانیاں اور وہ تمام چیزیں رکھی جاتیں، جو روزانہ بطور نذرانہ آتی تھیں۔ اسی چوبچے میں سے ایک سانپ نکلا کرتا تھا جو کعبہ کی دیواروں پر آکر بیٹھ جاتا، جب کوئی اس کے نزدیک جاتا، تو وہ سر اٹھا کر منہ کھولتا اور پھنکاریں مارتا، لوگ اس سے ڈرتے تھے۔

جس روز قریش نے کعبہ کی دیواروں کو توڑنا شروع کیا وہی سانپ نکل کر ان پر حملہ آور ہوا، تو وہ لوگ رک گئے اور انھوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ ولید نے کہا کیا تم کعبہ کی درستگی اور اصلاح نہیں چاہتے ہو؟ سب نے کہا کیوں نہیں! تو ولید نے کہا بلا شبہ اللہ کعبہ کی درستگی اور اصلاح کرنے والوں کو ہلاک نہیں کرے گا۔ لیکن یہ بات تمھارے لیے ضروری ہے کہ تم لوگ کعبہ کی تعمیر کے سلسلے میں جو مال بھی دو وہ حلال اور طیب ہو وہ مال ہرگز نہ دو جو غصب کیا ہوا یا ظلم و زیادتی سے حاصل کیا، یا حرام و ناجائز طریقے سے کمایا ہوا ہو، کیونکہ اللہ تعالے طیب اور پاک ہے اور وہ طیب و پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔

اور بعض مؤرخین فرماتے ہیں کہ یہ بات ابو وہب بن عمرو مخزومی نے جو نہایت شریف اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ کے ماموں تھے نے کہی اور ساتھ ہی یہ دعا بھی کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ لَکَ فِیْ ھَدْمِھَا رِضًا	اے اللہ! اگر کعبے کے گرانے (اور پھر اس کو بنانے) میں
فَاَتِمَّہٗ وَاشْغَلْ عَنَّا ھٰذَا الثُّعْبَانَ	تیری خوشنودی ہے تو اس کو پورا کر اور اس سانپ کو ہم سے
فَاَقْبَلَ طَائِرٌ مِّنْ جَوِّ السَّمَاءِ کَھَیْئَۃِ الْعُقَابِ	غافل کر دیں (انکا یہ کہنا تھا کہ) ایک پرندہ جو عقاب کی
ظَھْرُہٗ اَسْوَدُ وَبَطْنُہٗ اَبْیَضُ وَرِجْلَاہُ صَفْرَا	مانند تھا، آسمان کی طرف سے آیا، اسکی پیٹھ سیاہ تھی، اور
وَاَنَّ الْحَیَّۃَ عَلٰی جِدَارِ الْبَیْتِ فَاَخَذَھَا	پیٹ سفید، اور دونوں پاؤں زرد تھے، اسوقت سانپ
ثُمَّ طَارَ بِھَا فَقَالَتْ قُرَیْشٌ اِنَّا لَنَرْجُوْا	کعبہ کی دیوار پر ہی تھا، تو اس نے اسکو پکڑا اور لیکر اڑ گیا
اَنَّ اللّٰہَ قَبِلَ عَمَلَکُمْ وَنَفَقَتَکُمْ	یہ دیکھکر قریش نے کہا کہ اب ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ نے
(زرقانی علی المواھب جلد اول صفحہ ۲۰۴)	تمھارے اس عمل اور قربانی کو قبول فرمالیا ہے۔

Marfat.com

باوجود اس کے کہ عقاب سانپ کو اُٹھا کر لے گیا تھا پھر بھی لوگ کعبہ کو ڈھانے کے سلسلے میں بہت ڈرتے تھے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا اگر تم ڈرتے ہو تو اس کی ابتدا میں کرتا ہوں، چنانچہ وہ کدال لے کر آگے بڑھا، اور ضرب لگاتے ہوئے بولا۔ اے اللہ ہم نے ٹیڑھی راہ اختیار نہیں کی اور ہم سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں چاہتے۔ اس نے لوگوں کے دیکھتے دیکھتے کچھ حصہ گرا دیا، لوگوں نے آپس میں کہا کہ ہم رات بھر انتظار کریں گے کہ اس پر کوئی آفت و مصیبت وغیرہ آتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی آفت و مصیبت وغیرہ آئی تو ہم کعبہ کو نہیں گرائیں گے ورنہ بصورت دیگر ہم یہ سمجھیں گے کہ اللہ اس کے گرانے اور تعمیر کرنے میں راضی ہے

چنانچہ جب اس پر کوئی مصیبت وغیرہ نہ آئی تو صبح کو سب اسکے ساتھ ہو کر گرانے لگے۔ یہاں تک کہ وہ اساس ابراہیم تک پہنچ گئے، اساس ابراہیمی پر پہنچ کر انھوں نے سبز رنگ کے پتھروں کو دیکھا جو ایک دوسرے کی گرفت کیے ہوئے تھے۔ قریش کے ایک شخص نے ان پتھروں کے درمیان گدالہ ڈال، ایک پتھر کو اکھیڑ کر نکالنا چاہا۔ جب اس نے زور لگایا، تو ایک ہولناک آواز آئی اور اس پتھر کے ہلنے کے ساتھ سارا مکہ ہل گیا اور اس پتھر کے نیچے سے ایک بجلی سی چمکی جس سے قریب تھا کہ اس کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہتی۔ یہ دیکھ کر وہ سب اساس ابراہیمی کے ڈھانے سے رُک گئے۔

(زرقانی علی المواہب ص ۲۰۴/۱ سیرت ابن ہشام ص ـــ)

پھر انھوں نے یہ طے کیا کہ کعبہ کے چند حصے مقرر کر کے ان کو بذریعہ قرعہ اندازی قبائل میں تقسیم کر دیا جائے اور ہر قبیلہ اپنے حصے کی تعمیر کرے تاکہ سب کو کعبہ کی تعمیر کا شرف حاصل ہو چنانچہ ہر قبیلے نے پتھر جمع کر کے اپنے اپنے حصے کی تعمیر شروع کر دی۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت ۳۵ سال کی تھی۔ آپ بھی اپنے چچا عباس اور ابو طالب کے ساتھ اس تعمیر میں شریک تھے اور پتھروں کے اُٹھانے کی وجہ سے آپ کے شانے چھل گئے تھے۔

تعمیر کرتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے جہاں حجر اسود نصب کرنا تھا تو ہر قبیلہ نے اپنا استحقاق ظاہر کیا اور ہر ایک نے یہی چاہا کہ حجر اسود کے نصب کرنے کا شرف سوائے اسکے کسی اور کو حاصل نہ ہو،

Marfat.com

اس سے سخت اختلاف اور جھگڑا پیدا ہوگیا، یہاں تک کہ سب جنگ کے لیے تیار ہوگئے اور بعض قبائل نے دستورِ عرب کے مطابق خون کا پیالہ بھرا، اور اس میں انگلیاں ڈبو کر عہد کیا کہ ہم مرنے تک لڑیں گے۔

چار روز تک یہ کشمکش برابر جاری رہی، پانچویں روز مسجد حرام میں اس خیال سے سب جمع ہوئے کہ شاید صلح کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ ابوامیہ بن مغیرہ جو سب سے زیادہ عمر کا تھا اس نے رائے دی کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے مسجد میں داخل ہو وہی حکم قرار دے دیا جائے اور اس کا فیصلہ تسلیم کر لیا جائے۔ سب نے اس رائے کو منظور کر لیا اور دوسرے روز ہر قبیلے کے معزز آدمی موقع پر پہنچ کر دیکھنے لگے۔

خدا کی قدرت کہ سب سے پہلے مسجد میں داخل ہونے والے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے، جب ان کی نظریں آپ کے چہرۂ انور پر پڑیں تو سب کے سب پکار اُٹھے

هٰذَا مُحَمَّدٌ هٰذَا الْاَمِيْنُ — یہ تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں، یہ تو امین ہیں

قَدْ رَضِيْنَا بِهٖ (شفا شریف ۳۶) — (ان کے فیصلے پر) ہم سب راضی ہیں۔

رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حالات کا جائزہ لے کر ایسی بہترین تدبیر فرمائی کہ سب کے سب خوش بھی ہوگئے اور ایک بہت بڑے خطرناک جھگڑے کا خاتمہ بھی ہوگیا، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ تمام قبائل اپنا اپنا ایک سردار منتخب کر لیں۔ جب انھوں نے انتخاب کر لیا تو آپ نے ایک چادر بچھا کر حجر اسود کو اٹھا کر اس میں رکھ دیا اور ان منتخب سرداروں سے فرمایا کہ چاروں طرف سے چادر کے کونے اور کنارے تھام کر اوپر کو اُٹھائیں۔ جب چادر مقام نصب کے برابر آگئی تو آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے حجر اسود کو اُٹھا کر نصب فرما دیا اور پھر تعمیر ہونے لگی۔

سیرت ابن ہشام ص — ، زرقانی علے المواہب ص ۲۰۵

علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ جب تمام لوگوں نے آپ پر اظہار رضامندی کیا تو شیطان جو کہ شیخ نجدی کی صورت میں ان لوگوں کے ساتھ تھا، چلایا اور بولا اے قریشیو! کیا تم محمد پر راضی ہوگئے ہو جو ایک غلام اور یتیم ہے کہ وہ اس پتھر کو رکھے۔ حالانکہ تمھارے بڑے بڑے لوگ

Marfat.com

اس کام کے مستحق موجود ہیں۔ قریب تھا کہ اس کی شرارت سے شور و غل ہو جاتا مگر وہ خاموش رہے۔

(زرقانی علی المواہب ص ۲۰۵/۱)

حجر اسود کے نصب اور تعمیر کے بعد کعبہ پندرہ شہتیر ڈال کر مسقف کر دیا گیا۔ چونکہ نفقہ حلال کا سامان تعمیر کافی نہ تھا اس لیے کعبے حدود میں اختصار کرتے ہوئے غربی جانب کا کچھ حصہ چھوڑ دیا گیا اور بنیادیں قائم کر کے چاردیواری کھینچ دی گئی کہ اس کو پھر حسب موقع کعبے کے اندر لیا جائے گا اسی حصے کو حطیم کہتے ہیں، اور یہ حطیم کعبے کا ہی ایک جزو ہے۔

اس تعمیر سے پہلے کعبے کا ارتفاع نو ذراع[ل] اور دروازہ سطح زمین کے برابر تھا مگر اب قریش نے ارتفاع اٹھارہ ذراع اور دروازہ زمین سے اونچا کر دیا تھا۔ عہد نبوت میں حضور صلے اللہ علیہ سلم کا ارادہ ہوا کہ بنا، ابراہیمی کے مطابق حطیم کو کعبے کے اندر داخل کر دیا جائے، مگر چوں کہ ادخالِ حطیم انہدام کعبہ کے بغیر ممکن نہ تھا اس لیے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ کفار کے ہاتھ ایک بات آجائے گی کہ دیکھو اچھے نبی ہیں جنھوں نے کعبہ منہدم کر دیا، اور نئے نئے مسلمان ہیں انہدام کعبہ سے متاثر ہو کر کہیں بدگمان نہ ہو جائیں اس ارادے کو چھوڑ دیا۔ اللہ نے بھی آپ کو ادخال حطیم کی اجازت نہ دی یعنی آپ کے خیال کے مطابق معاملہ رہنے دیا۔

عہد یزید میں جب یزیدی لشکر نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے محاصرہ کے وقت منجنیق سے پتھر برسائے تھے اس وقت پتھروں کے شراروں سے کعبۂ مکرمہ کے غلاف کو آگ لگ گئی تھی جس سے کعبے کی چھت وغیرہ جل گئی تھی اور عمارت کو بہت زیادہ نقصان پہنچا

یزید کے مرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے عہد خلافت میں کعبہ کو حضرت ابراہیم ؑ کی بنیادوں کے مطابق تعمیر کر کے دوسرا دروازہ بھی بنا دیا اور انھوں نے اپنی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی چھ ہاتھ زمین داخل کرنیکی خواہش تھی چنانچہ انھوں نے آپ کی خواہش کے مطابق چھ ہاتھ زمین اور بھی داخل کر دی۔

ل کہنی سے لے کر بیچ کی انگلی کے سرے تک جو ہاتھ کا حصہ ہے وہ "ذراع" کہلاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد حجاج نے عبدالملک بن مروان سے مشورہ کرکے عبداللہ بن زبیر کی بنائی ہوئی عمارت کو یا اس کے اس حصے کو جو انھوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق زیادہ کیا تھا، گرا کر از سر نو تعمیر کیا، اور دوسرا دروازہ جو انھوں نے بنایا تھا وہ بھی بند کر دیا، علامہ فاکہی نے ذکر کیا ہے کہ بعد میں عبدالملک بہت نادم ہوا کہ اس نے حجاج کو کعبہ کے گرانے اور بنانے کی کیوں اجازت دی تھی، بلکہ اس نے حجاج پر لعنت بھی کی۔ اس کے بعد ہارون رشید یا اسکے باپ نے ارادہ کیا کہ کعبہ کو گرا کر پھر از سر نو عبداللہ بن زبیر کے مطابق بنادے۔ حضرت امام مالک رح کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ خدارا اب اس کو نہ گراؤ، اور اسی طرح رہنے دو! کیوں کہ اب اس کو اگر تم نے پھر گرایا، تو میں ڈرتا ہوں کہ یہ کہیں بادشاہوں کا کھلونا ہی نہ بن جائے، چنانچہ اس نے اپنے ارادے کو ترک کر دیا۔

اس کے بعد کسی خلیفہ کو اس کے گرانے وغیرہ کا اتفاق نہیں ہوا، ہاں میزاب، دروازہ، دہلیز، چھت، اور سیڑھیوں میں ترمیم اور تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

(زرقانی علے المواہب صـ۲۰۶ ج۱ تاریخ الخلفاء صـ۸۲)

Marfat.com

بعثت سے پہلے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝

(قرآن شریف ۳ / ۱۶)

اور یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد لیا تھا کہ میں جو تمھیں کتاب و حکمت سے دوں، پھر تمھارے پاس تشریف لائے گا ایک (بڑی شان والا) رسول تصدیق کرتا ہوا اس کی جو تمھارے ساتھ ہے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس (عہد) پر میرا بھاری ذمہ لیتے ہو؟ سب نے عرض کیا ہم اقرار کرتے ہیں! فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اس عہد و پیمان کے مطابق تمام انبیا علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں اپنی اپنی امتوں کے سامنے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے اور اپنی امتوں سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی تائید و امداد کرنے کا عہد لیتے رہے، یہاں تک کہ حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام "وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ" کہتے ہوئے تشریف لائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ تورات و انجیل میں بھی بیان فرمائے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کیلئے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا و آخرت کی بھلائی میں ان لوگوں کیلئے لکھ دوں گا:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ۔

جو پیروی کریں گے اس رسول نبی امی کی جس کو لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تورات و انجیل میں

Marfat.com

نیز فرمایا ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو ان کے ساتھی (صحابہ) ہیں، وہ کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں، تو انھیں دیکھے گا رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے (اور) اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہوئے ان کے چہروں میں سجدوں کے آثار کی علامت ہے، یہی ان کی صفت توراۃ اور انجیل میں ہے۔

ف۔ ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے اوصاف توراۃ وانجیل میں بھی تھے

حضرت عطا ابن یسار فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جو توراۃ میں ہیں، دریافت کیے تو انھوں نے فرمایا خدا کی قسم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جو قرآن میں آئے ہیں، ان ہی میں کے بعض توراۃ میں بھی مذکور ہوئے ہیں۔ پھر انھوں نے پڑھنا شروع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْا وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔ (بخاری۔ خصائص کبریٰ ص ۱۵ ج ۱)

اے نبی ہم نے تمھیں بھیجا شاہد، مبشر اور نذیر اور امیوں کا نگہبان بنا کر، تم میرے بندے اور میرے رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے، اور وہ نبی نہ بدخلق ہے، نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے، نہ برائی کو برائی سے دفع کرنیوالے بلکہ خطاکاروں کو معاف فرمانے والے، اور احسان کرنے والے ہیں، اور اللہ انھیں نہیں اٹھائیگا جبتک کہ ان کی برکت سے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کردے گا، یہاں تک کہ لوگ

Marfat.com

صدق ویقین کے ساتھ کہنے لگیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ان کے سبب اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا، اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہو جائیں

اسی مضمون کی حدیثیں ابن عساکر، ابن سعد، دارمی، بیہقی، حاکم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے بھی بیان فرمائی ہیں، لیکن دارمی نے اپنی مسند میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت کعب احبار سے اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَبْدِیَ الْمُخْتَارُ مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ	محمد رسول اللہ میرے عبد مختار ہیں انکی جائے ولادت مکہ
وَھِجْرَتُہٗ بِطَیْبَۃَ اُمَّتُہُ الْحَمَّادُوْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ	اور مقام ہجرت طیبہ ہے، انکے امتی حمد کرنے والے ہیں
فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَفِیْ کُلِّ مَنْزِلٍ	وہ خوشی ومصیبت اور ہر حالت میں اللہ کی حمد کریں گے
وَیُکَبِّرُوْنَہٗ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ رُعَاۃُ الشَّمْسِ	اور ہر بلندی کے مقام پر اللہ کی بڑائی بیان کریں گے
یُصَلُّوْنَ الصَّلٰوۃَ اِذَا جَآءَ وَقْتُھَا وَلَوْ کَانُوْا	اور نماز کو اس کے وقت پر ادا کرتے رہیں گے خواہ کوڑے
عَلٰی رَاْسِ کُنَاسَۃٍ وَیَاْتَزِرُوْنَ عَلٰی	کرکٹ کی جگہ پر کیوں نہ ہوں، اور اپنے وسطوں پر ازار
اَوْسَاطِھِمْ وَیُوَضِّئُوْنَ اَطْرَافَھُمْ	باندھیں گے، اور اپنے اطراف کو وضو سے روشن رکھیں گے
وَاَصْوَاتُھُمْ بِاللَّیْلِ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ کَاَصْوَاتِ النَّحْلِ	اور رات کو ان کی دھیمی دھیمی ذکر واذکار کی آوازوں سے
(خصائص کبریٰ ص۱)	فضائے آسمانی معمور ہوگی۔

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیا علیہ السلام کو وحی فرمائی

اِنِّیْ بَاعِثٌ نَبِیًّا اُمِّیًّا اَفْتَحُ بِہٖ اٰذَانًا صُمًّا	کہ بلاشبہ میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں جسکے ذریعے
وَقُلُوْبًا غُلْفًا وَاَعْیُنًا عُمْیًا مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ	بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھولدوں گا
وَمُھَاجِرُہٗ بِطَیْبَۃَ (اِلٰی اَنْ قَالَ) لِکُلِّ جَمِیْلٍ	اس نبی کا مقام ولادت مکہ اور جائے ہجرت طیبہ ہوگا میں
وَاَھَبُ لَہٗ کُلَّ خُلُقٍ کَرِیْمٍ اَجْعَلُ السَّکِیْنَۃَ	انھیں ہر خوبی اور ہر خلق کریم عطا کرونگا، اطمینان قلب اور
لِبَاسَہٗ وَالْبِرَّ شِعَارَہٗ وَالتَّقْوٰی ضَمِیْرَہٗ	وقار کو انکا لباس، عادات واحسان کو انکا شعار، تقوی کو
وَالْحِکْمَۃَ مَعْقُوْلَہٗ وَالصِّدْقَ وَالْوَفَآءَ طَبِیْعَتَہٗ	انکا ضمیر، حکمت کو ان کا راز، صدق ووفا کو ان کی طبیعت

Marfat.com

وَالْعَفْوَ وَالْمَغْفِرَةَ وَالْمَعْرُوْفَ خُلُقَهُ	اور عفو وکرم کو ان کی عادت، عدل کو ان کی سیرت
وَالْعَدْلَ سِيْرَتَهُ وَالْحَقَّ شَرِيْعَتَهُ	اظہار حق کو ان کی شریعت، ہدایت کو ان کا امام اور
وَالْهُدٰى اِمَامَهُ وَالْاِسْلَامَ مِلَّتَهُ وَاَحْمَدُ اِسْمَهُ	اسلام کو ان کی ملت بناؤں گا، انکا نام احمد ہے اور
اَهْدِيْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الضَّلَالَةِ وَاُعَلِّمُ بِهٖ	خلق کو ان کے صدقے میں گمراہی کے بعد ہدایت، جہالت
بَعْدَ الْجَهَالَةِ وَاَرْفَعُ بِهٖ بَعْدَ الْخَمَالَةِ	کے بعد علم ومعرفت، گمنامی کے بعد رفعت منزلت عطا کرونگا
وَاُسَمِّيْ بِهٖ بَعْدَ النَّكِرَةِ وَاُكَثِّرُ بِهٖ بَعْدَ الْقِلَّةِ	اور انھیں کی برکت سے قلت کے بعد کثرت، فقر کے بعد دولت
وَاُغْنِيْ بِهٖ بَعْدَ الْعَيْلَةِ وَاَجْمَعُ بِهٖ بَعْدَ الْفُرْقَةِ	تفرقہ کے بعد محبت عنایت کرونگا، اور انھیں کی بدولت
وَاُؤَلِّفُ بِهٖ بَيْنَ قُلُوْبٍ وَاَهْوَاءٍ مُتَشَتِّتَةٍ	مختلف قبائل غیر مجتمع خواہشوں اور اختلاف رکھنے والے
وَاُمَمٍ مُخْتَلِفَةٍ وَاَجْعَلُ اُمَّتَهُ خَيْرَ اُمَّةٍ	دلوں میں الفت پیدا کروں گا، اور ان کی ساری امت کو
(ابن ابی حاتم، ابونعیم، خصائص کبریٰ ص ۱۳)	تمام امتوں سے بہتر کروں گا۔

بخوف طوالت ان تین حدیثوں پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ کتب احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتب الٰہیہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ سے بھری پڑی ہیں مگر علماء یہود ونصاریٰ نے ازراہ حسد وعناد ان میں تبدیلیاں کیں، اور آپ کے اوصاف جمیلہ کو چھپایا جیسا کہ گزشتہ صفحات میں مختصر مذکور ہوا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا	اور ایمان لاؤ اس کلام پر جو میں نے نازل کیا ہے
مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ	تصدیق کرتا ہوا اس کی جو تمھارے پاس ہے
وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا	اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری
وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ	آیتوں کو تھوڑی قیمت کے عوض مت بدلو
بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ	اور مجھ سے ڈرو اور حق کے ساتھ باطل کو نہ ملاؤ
تَعْلَمُوْنَ ۝	اور حق (یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف)
(قرآن)	نہ چھپاؤ اور تم تو (حقیقت حال) جاننے والے ہو۔

Marfat.com

نیز فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ آتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ (قرآن)

وہ (علمائے یہود و نصاریٰ) جن کو ہم نے کتاب دی ہے اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو (بلاتردد) پہچانتے ہیں۔ اور بلاشبہ ان میں سے ایک گروہ ہے جو حق (یعنی آپکے اوصاف) کو چھپا رہے ہیں حالانکہ وہ (حقیقت کو خوب) جانتے ہیں

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ علمائے یہود و نصاریٰ نے دیدہ و دانستہ توراۃ و انجیل میں سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ کو چھپایا کہ کہیں جہلا آپ کے اوصاف پر مطلع ہو کر آپ پر ایمان نہ لے آئیں اور ہم نے ان کے مالوں اور پھلوں وغیرہ میں جو اپنے حق اور سالانے وغیرہ متعین کیے ہوئے ہیں وہ بند نہ ہو جائیں۔

اس پر انھیں فرمایا گیا کہ تم پر تو یہ لازم تھا کہ تم سب سے پہلے ان پر ایمان لا کر دوسروں کی ہدایت کا سبب بنتے اور بے شمار رحمتوں و برکتوں کے مستحق بنتے، کیونکہ تم اہل علم ہو اور اس نبی امی (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اس کے اوصاف جمیلہ سے خوب پہچانتے ہیں مگر تم پر افسوس کہ تم نے بجائے سب سے پہلے ایمان لانے کے سب سے پہلے کفر کیا اور ان کے اوصاف حمیدہ چھپا کر دوسروں کے لیے بھی رشد و ہدایت کا دروازہ بند کیا اور ان سب کے کفر کا وبال بھی اپنے اوپر لیا۔

ان آیات و احادیث سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ کتب سابقہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے اوصاف جمیلہ مذکور تھے۔ اور ان اوصاف کو تمام وہ لوگ جانتے تھے، جو اُن کتابوں کو پڑھنے اور سننے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ جب آپ کو دیکھتے تو علامات سے فوراً پہچان لیتے کہ یہی وہ ذات گرامی ہے جس کا ذکر مبارک ہماری آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔

مگر بعض علمائے یہود و نصاریٰ نے محض اپنے ذاتی مفاد و اقتدار کی خاطر کتب الٰہیہ میں تغیر و تبدل کیا تاکہ لوگوں پر آپکا حال مشتبہ ہو جائے اور لوگ آپ پر ایمان نہ لائیں اور ہمارا اقتدار وغیرہ برقرار رہے۔ چنانچہ

Marfat.com

حضرت عاصم بن قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ جس چیز نے ہمیں اسلام و ایمان کی طرف متوجہ کیا وہ یہ تھی کہ ہم بت پرست اور مشرک لوگ تھے۔ اہل کتاب یہودیوں سے ہماری اکثر لڑائیاں ہوتی رہتیں۔ جب ہم غالب ہو کر ان کے مالوں پر قبضہ کرتے تو وہ کہتے کہ ایک نبی کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے جب وہ مبعوث ہوں گے تو ہم انکے ساتھ ہو کر تمھیں اس طرح قتل کریں گے جس طرح قوم عاد و ارم کو قتل کیا گیا تھا۔ جب حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مبعوث ہوئے تو ہم نے جان لیا کہ یہ وہی رسول ہیں جن کی بعثت کی خبر یہود ہمیں دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ہمیں دعوت ایمان دی تو ہم ایمان لے آئے، اور یہود منکر ہو گئے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ٥	وہ یہود اس (نبی کے آنے) سے پہلے (اس نبی کے وسیلے سے) کافروں پر فتح طلب کیا کرتے تھے تو جب وہ آیا تو انھوں نے پہچانا اور اس کے ساتھ کفر کیا، تو ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔
قرآن مجید	سیرت ابن ہشام ص

حضرت نملہ بن ابی نملہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ یہود بنی قریضہ اپنی کتابوں میں سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام، آپ کے اوصاف حمیدہ، اور آپ کے ہجرت کر کے تشریف لانے کا ذکر اپنے بچوں کو سنایا کرتے تھے۔ مگر جب آپ تشریف لائے تو انھوں نے حسد و بغاوت کرتے ہوئے کہہ دیا کہ یہ وہ نہیں ہیں۔ (طبقات ابن سعد ص ۱۰۱)

حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہود بنی عبد اشہل میں سے ایک یہودی ہمارا پڑوسی تھا، ایک روز وہ ہمارے گھر میں آیا جب کہ وہاں کافی لوگ موجود تھے۔ میں اس وقت ان سب میں چھوٹی عمر کا تھا، اثنائے گفتگو میں اس نے قیامت، حساب و کتاب اور جنت و دوزخ وغیرہ کا ذکر کیا، وہاں جتنے لوگ تھے وہ سب بت پرست اور ان چیزوں کے منکر تھے،

چنانچہ انھوں نے اس کی تکذیب کی، تو اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے، یہ سب کچھ حق ہے اور ان کا منکر دوزخ میں جائے گا، اور اس وقت وہ کہے گا کہ اس دوزخ کی آگ کے بجائے اگر مجھے دنیا کی آگ کے تنور میں ڈال کر اوپر سے بند کر دیا جاتا تو وہ اسقدر تکلیف دہ نہ ہوتا، جس قدر یہ دوزخ تکلیف دہ ہے۔ لوگ اس کی باتوں سے سخت حیران تھے اور اس پر افسوس کر رہے تھے۔ پھر اس نے کہا مکے سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے، لوگوں نے کہا کب؟ تو اس نے میری طرف دیکھا، اور اشارہ کرتے ہوئے کہا، اگر اس لڑکے کی عمر ہوئی تو یہ اس کو پالے گا

حضرت سلمہ فرماتے ہیں ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہم آپ پر ایمان لے آئے مگر وہ بسبب حسد و غرور منکر ہی رہا، ایک دن ہم نے اس سے کہا، اے فلاں تجھ پر افسوس ہے، تو نے ہی تو ہم کو اس نبی کی آمد کی بشارت سنائی تھی، اور تو خود ہی منکر ہو گیا ہے، اس نے کہا ٹھیک ہے مگر یہ وہ نہیں ہیں۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱)

حضرت عاصم بن قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنو قریضہ کے ایک بوڑھے آدمی نے مجھ سے کہا، کیا جانتے ہو کہ ثعلبہ بن سعید، اسید بن سعید، اسد بن عبید اور بنی ہزل کی ایک جماعت کے اسلام قبول کرنے کا سبب کیا تھا؟ میں نے کہا نہیں! اس نے کہا وہ یہ تھا کہ شام کے یہود میں سے ابو عمیر ابن الہیتبان ایک شخص تھا، زمانۂ اسلام سے کچھ عرصہ پہلے وہ آیا، اور ہمارے پاس آکر ٹھیرا، اس کی نیکی، پرہیزگاری اور بزرگی کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی بارش نہ ہوتی تو ہم سب مل کر اسے کہتے اے ابن الہیتبان باہر چلو اور ہمارے لیے بارش کی دعا کرو! وہ کہتا خدا کی قسم میں اس وقت تک دعا نہیں کروں گا جب تک کہ تم لوگ صدقہ نہیں کرو گے! ہم کہتے کتنا صدقہ؟ وہ کہتا ایک صاع کھجور، یا دو مد جو! ہم صدقہ کر دیتے تو وہ ہمیں ساتھ لے کر باہر نکلتا، اور ہمارے لیے بارش کی دعا کرتا، خدا کی قسم ابھی وہ اس جگہ سے نہیں ہٹتا تھا کہ بادل آجاتے اور بارش شروع ہو جاتی، اور ایک دو ہی مرتبہ نہیں، بلکہ کئی مرتبہ ایسا ہوا۔ وہ ہمارے پاس ہی رہا، یہاں تک کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا اے گروہ یہود کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے شراب و خمیر والی سرزمین سے تکلیف بھوک والی

Marfat.com

زمین کی طرف کونسی چیز لائی تھی؟ ہم نے کہا تم ہی خوب جانتے ہو! اس نے کہا اس شہر میں صرف اس لیے آیا تھا کہ یہ شہر اس نبی آخرالزمان کی ہجرت گاہ ہے جو عنقریب ظہور فرمانے والے ہیں۔ مجھے امید تھی کہ شاید وہ میری زندگی میں ہی مبعوث ہو جائیں گے تو میں ان پر ایمان لاکر انکی پیروی کرونگا مگر ایسا نہ ہوا، اب تمھارے لیے وہ موقع آئے گا، دیکھنا، ان پر ایمان لانے میں کوئی تم سے سبقت نہ لیجائے؟ بلاشبہ ان کو اپنے دشمنوں سے جنگ بھی کرنا پڑے گی، اور ان کو عورتوں اور بچوں کو قید بھی کرنا پڑے گا مگر ان کا یہ برتاؤ تمھیں اس پر ایمان لانے سے نہ روک دے، یہ کہہ کر وہ مر گیا۔

پھر جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور وہ وقت آیا کہ آپ نے بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا تو ثعلبہ واسید بن سعید، واسد بن عبید نے کہا اے بنی قریظہ خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جن کے اوصاف ابن الہیبان نے تمھیں بتائے تھے اور تم سب سے عہد لیا تھا کہ تم ان پر ایمان لاؤگے لہٰذا خدا سے ڈرو اور ان کی پیروی کرو! قوم نے کہا یہ وہ نہیں ہیں! انھوں نے کہا خدا کی قسم بلاشبہ یہ وہی ہیں، یہ کہہ کر وہ اپنی قوم سے نکلے اور مسلمان ہو گئے اور اپنی جانوں اور اپنے مالوں کی حفاظت کرنے لگے مگر قوم نے نہ مانا

(سیرت ابن ہشام ص ۱ طبقات ابن سعد ص ۱۰۴)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم اولاد اسماعیلؑ کی شاخ بنی عبدالمطلب سے ایک نبی کے منتظر ہیں مگر مجھے امید نہیں کہ میں انکے زمانے تک زندہ رہوں گا، میں ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ بلاشبہ وہ نبی ہیں۔ پھر مجھ سے کہا اے ربیعہ اگر تمھاری عمر دراز ہو اور تم انھیں پالو تو میرا اسلام ان سے کہہ دینا اور میں تمھیں ان کے اوصاف بھی بتاتا ہوں تاکہ ان کا حال تم پر مشتبہ نہ رہے۔ میں نے کہا بتاؤ! اس نے کہا وہ نہ تو بلند قامت ہوں گے، اور نہ پست، ان کے جسم پر بال نہ زیادہ ہوں گے نہ کم، ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخی رہے گی جو کبھی جدا نہیں ہوگی، ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی اور ان کا نام احمد ہوگا، اسی شہر میں ان کی ولادت و بعثت ہوگی، لوگ ان کی نبوت و رسالت اور انکی تعلیمات کی تکذیب و مخالفت کریں گے، یہاں تک کہ ان کو ہجرت کرنی پڑیگی اور مکہ سے یثرب (مدینہ منورہ) چلے جائینگے

Marfat.com

وہاں ان کا بول بالا ہوگا، اور آخر ان کو غلبہ حاصل ہوگا۔ دیکھنا کہیں لوگوں کے بہکانے میں نہ آجانا، میں دین ابراہیمی کی تلاش میں سارے ملکوں اور شہروں میں پھرا ہوں۔ جس یہودی نصرانی اور مجوسی سے بھی ملا، اس نے یہی کہا کہ یہ دین تمہارے اسی شہر مکے ہی سے ظاہر ہوگا۔ جب کہ نبی آخر الزماں حضرت احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوں گے، پھر آپ کے وہ اوصاف جو میں نے تجھے سنائے ہیں وہ مجھے سناتے اور کہتے کہ اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔

حضرت عامر فرماتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں زید بن عمرو کا سلام پہنچایا اور اس کے حالات و اقوال سنائے تو آپ نے اسکے سلام کا جواب دیا، اور اس کے لیے دعائے رحمت فرمائی اور فرمایا کہ میں نے اس کو جنت میں ناز کے ساتھ ٹہلتے ہوئے دیکھا ہے۔

(طبقات ابن سعد ص ۱۰۵ ج ۱ تاریخ کامل ابن اثیر ص ۲ ج ۲)

Marfat.com

بعثت مبارکہ

ابھی آپ کی عمر شریف چالیس برس کی نہیں ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گوشہ نشینی اور خلوت گزینی محبوب و مرغوب فرما دی۔ چنانچہ آپ سال میں ایک دو مرتبہ کھانے پینے کا مختصر سامان ساتھ لے کر غار حرا میں تشریف لے جاتے۔ غار حرا سے بیت اللہ شریف برابر نظر آتا۔ وہاں آپ اللہ کی عبادت یعنی ذکر و فکر اور مراقبہ فرماتے اور ذات حق میں مستغرق رہتے اور جب چاہتے نظر مبارک اُٹھا کر بیت اللہ کا جمال مبارک بھی کرتے۔

جوں جوں ایام وحی قریب آ رہے تھے کثرت عبادت کا ذوق و شوق، اور غار حرا کی گوشہ نشینی محبوب تر ہوتی جا رہی تھی چنانچہ آپ مہینوں وہاں قیام فرمانے لگے۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا گھر تشریف لاتے، اور پھر واپس جا کر مشغول ہو جاتے۔

حضرت برہ بنت ابی تجراۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپکی نبوت و اکرام کے ظہور کا ارادہ فرمایا تو آپ جب کسی حاجت کے لیے باہر تشریف لے جاتے

فَلَا يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَّلَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَكَانَ يَلْتَفِتُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ وَخَلْفِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا اَحَدًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ) كَانَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ۔

توجس پتھر اور جس درخت کے پاس سے گزرتے، تو وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ! آپ سلام کا جواب دیتے اور دائیں بائیں اور پیچھے دیکھتے تو سوائے پتھروں کے اور درختوں کے کوئی چیز نظر نہ آتی۔

(سیرت ابن ہشام ص — طبقات ابن سعد ص ۱۰۲/۱ خصائص کبریٰ ص ۹۸/۱ زرقانی علے المواہب ص —

چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ (مسلم کتاب الفضائل، مسند احمد، مسند دارمی)

بلاشبہ میں اس وقت بھی اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ معظمہ میں قبل از بعثت مجھ کو سلام کیا کرتا تھا۔

Marfat.com

ابتدائے وحی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

اول ما بدئ بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کی ابتدا رؤیائے
من الوحی الرویاء الصالحۃ فی النوم	صالحہ سے ہوئی، جو کچھ آپ خواب میں دیکھتے تھے
فکان لایری الاجاءت مثل فلق الصبح	بعینہٖ وہ صبح کی روشنی کی طرح ظہور میں آجاتا

(بخاری کتاب التعبیر)

چنانچہ جب آپ کی عمر شریف چالیس سال اور چالیس روز یا دس روز کی ہوئی تو حسب معمول ایک روز آپ غار حرا میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس جبرئیل امین بشری صورت میں آگئے اور آکر کہا اقرءا! (پڑھیے) اور بعض فرماتے ہیں کہ ان کے پاس ایک ریشمی کپڑا تھا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا، اس کو انھوں نے آپ کے سامنے کیا اور کہا پڑھیے؟ آپ نے فرمایا۔ ما انا بقاریٔ (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں) یعنی میں امی ہوں، لکھنا پڑھنا نہیں جانتا، آپ فرماتے ہیں کہ جبرئیل نے مجھے پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا، اور اتنے زور سے دبایا کہ وہ تھک گیا اور مجھے اس سے انتہائی مشقت ہوئی پھر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے، میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، انھوں نے پھر مجھ کو اسی طرح زور سے دبایا، پھر چھوڑ کر کہا پڑھیے، میں نے وہی جواب دیا، انھوں نے تیسری مرتبہ پھر دبایا اور کہا پڑھیے، فرماتے ہیں میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں

اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ماذا اقرءُ (میں کیا پڑھوں؟)

اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کیف اقرءُ (میں کیسے پڑھوں؟)

(اتقان ص۲۴ ج۱ المستدرک حاکم ص۵۲۹ ج۲ ملا دیکھو زرقانی و سیرت ابن ہشام)

جبریل علیہ السلام نے کہا

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ — پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے (آپکو) پیدا کیا ہے

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. — (اور جس نے) بنایا ہے انسان کو خون کی پھٹکی سے، پڑھیے اور

اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ — آپ کا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے سکھایا،

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ. — (اور سکھایا انسان کو جو کچھ کہ وہ نہ جانتا تھا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین نے اس سورہ مبارکہ کی پانچ آیتوں سے پہلے آپ کو اعوذ باللہ اور بسم اللہ بھی پڑھائی ہے

(زرقانی علی المواھب ص۲۲۲ج۱ و اتقان فی علوم القران ص۲۵ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جبریل و میکائیل نے پہلے آپ کا سینۂ اقدس چاک کیا، پھر سینۂ اقدس اور قلب اطہر کو شق کر کے دھویا، پھر اقرا باسم ربک الذی خلق پڑھایا

(مسند ابوداؤد طیالسی، مسند حارث، بیہقی و ابونعیم فی دلائل النبوۃ، زرقانی علی المواھب ص۲۲۵ج۱)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر جبریل میرے پاس سے چلے گئے اور کیفیت یہ تھی کہ یہ آیتیں گویا میرے دل پر لکھی گئی ہیں۔ اس وقت میں غار سے باہر نکلا تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہے یَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا جِبْرِیْلُ۔ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ آپ اللہ کے رسول اور میں جبریل ہوں میں نے دیکھنے کے لیے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ آسمان کے کنارے پر جبریل امین آدمی کی شکل میں ہیں اور فرما رہے ہیں یَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا جِبْرِیْلُ (سیرت ابن ھشام)

فرماتے ہیں اسی کیفیت میں میں گھر کی طرف چلا، راستے میں جو بھی پتھر اور درخت ملتا وہ بلند آواز سے کہتا "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!" (بزار، ابونعیم، خصائص کبریٰ صفحہ ۹۷ج۱)

غرض آپ جلال الٰہی اور ہیبت حق سے لبریز، عجیب و غریب کیفیتیں لیے گھر تشریف لائے، ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے خندہ پیشانی کے ساتھ آپ کا استقبال کیا، آپ نے ان سے فرمایا، "زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ!!" مجھے کمبل اڑھاؤ! مجھے کمبل اڑھاؤ!! ————

Marfat.com

آپ نے اپنا سر مبارک ان کی آغوشِ محبت میں رکھ دیا، جب آپ کو سکون ہوا تو آپ نے فرمایا خدیجہ میرا کیا حال ہے؟ انھوں نے پوچھا کیا ہوا؟ آپ نے ان کو ساری کیفیت سُنائی، اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ یہ نبوت و رسالت کے بارِ گراں کی عظمت کا تخیل تھا۔ انھوں نے کہا ایسا ہرگز نہ کہیے، آپ کو کسی قسم کا خوف نہیں، میں آپ کو بشارت دیتی ہوں خدا کی قسم آپ کو اللہ کبھی رسوا و غمگین نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی یعنی اہلِ قرابت کے ساتھ احسان فرماتے ہیں، ضعیفوں، یتیموں، فقیروں اور اہل و عیال کے حوائج پورے کرتے ہیں، اور ان لوگوں کو عطا فرماتے ہیں، جن کو آپ کے سوا کسی اور سے عطا کی امید نہیں ہوتی، اور آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، امانت دار، اور مہماں نواز ہیں، خوش خلق، خوش گفتار اور عالی کردار ہیں یعنی آپ کی ذات اقدس میں مکارمِ اخلاق اور محاسن شمائل مجتمع ہیں، لہذا آپ کو امر مکروہ نہ پہنچے گا۔

حضرت خدیجہ کے اقوال مبارکہ سے ان کی کمال فراست و معرفت اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ اور اوصاف جمیلہ کا خوب پتہ چلتا ہے۔

اس کے بعد وہ آپ کو ساتھ لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں، ورقہ بن نوفل عہدِ جاہلیت میں رسوم جاہلانہ اور بتوں کی عبادت مشرکانہ وغیرہ ترک کرکے نصرانی راہب ہوگئے تھے۔ توراۃ و انجیل کے بہت ماہر اور انجیل کے مضامین عربی اور عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے بہت بوڑھے تھے اور بڑھاپے کے سبب نابینا ہوگئے تھے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ نے ان سے کہا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھائی کے بیٹے محمد بن عبد اللہ سے سنو! ورقہ نے کہا اے ابنِ اخی! آپ کیا دیکھتے ہیں؟ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام واقعہ سُنایا۔ ورقہ نے سُن کر کہا یہ وہی ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ (علیہ السّلام) پر نازل ہوا تھا۔ اے کاش! میں اس وقت زندہ اور جوان ہوتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو مکہ سے باہر نکال دیگی۔ آپ نے فرمایا کیا میری قوم مجھ کو مکہ سے باہر نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا ہاں! فرمایا کیوں؟ ورقہ نے کہا ایسا ہی ہوتا ہے، کوئی ایسا پیغمبر نہیں آیا جس کی مخالفت نہ ہوئی ہو یعنی کفار ہمیشہ پیغمبروں کے دشمن رہے ہیں، اگر میں زندہ رہا تو آپکی پوری پوری حمایت کروں گا،

Marfat.com

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے گھر تشریف لاکر جب حضرت خدیجہ کو سارا واقعہ سُنایا تو حضرت خدیجہ نے کہا اے ابن عم میں آپ کو بشارت دیتی ہوں اور قوی امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہونے والے ہیں پھر وہ ورقہ کے پاس گئیں اور انکو آپکے سارے واقعات سنائے،

فَقَالَ اِنْ کُنْتِ صَدَقْتِنِیْ اِنَّہٗ لَنَبِیُّ — تو ورقہ نے کہا اے خدیجہ! اگر یہ صحیح ہے جو تو کہتی ہے

ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاِنَّہٗ لَیَاتِیْہِ النَّامُوْسُ الْاَکْبَرُ — تو بلاشبہ وہ اس امت کے نبی ہیں اور انکے پاس وہی موس

الَّذِیْ کَانَ یَاْتِیْ مُوْسٰی — اکبر آیا ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آتا تھا۔

اس کے بعد ورقہ بن نوفل بیت اللہ شریف میں آپ سے ملا تو اس نے آپ سے خود سارے حالات سن کر کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ اس امت کے نبی ہیں۔ آگے وہی کہا جو مذکور ہو چکا ہے۔ (سیرت ابن ہشام ف)

اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے وفات پائی حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمنے ورقہ کو ریشمی لباس پہنے ہوئے جنت میں دیکھا ہے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لایا اور اسنے میری تصدیق کی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے ورقہ کو جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر دیکھا ہے،

(بیہقی، ابو نعیم، ابن عدی، ابن السکن، زرقانی علی المواہب ص۲۴۲)

حضرت ام سلمہؓ حضرت خدیجہؓ سے روایت فرماتی ہیں کہ انھوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا اے میرے چچا کے بیٹے کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جب تیرے پاس جبریل آئے تو تو مجھے بتلا دے ؟ آپ نے فرمایا ہاں! جب جبریل امین آئے تو آپ نے فرمایا اے خدیجہ یہ جبریل امین آگئے ہیں! انھوں نے کہا کیا آپ ان کو دیکھ رہے ہیں ؟ فرمایا ہاں! انھوں نے کہا آپ میرے دائیں طرف میرے پاس آکر بیٹھ جائیں! آپ تشریف لاکر ان کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ انھوں نے کہا اب بھی آپ اُن کو دیکھ رہے ہیں ؟ فرمایا ہاں! انھوں نے کہا آپ میرے بائیں طرف میرے پاس آکر بیٹھ جائیں ؟ آپ بائیں طرف آکر بیٹھ گئے، انھوں نے کہا اب بھی آپ دیکھ رہے ہیں......؟ فرمایا ہاں! انھوں نے کہا آپ میری آغوش میں بیٹھ جائیں! آپ ان کی آغوش میں آکر بیٹھ گئے،

Marfat.com

انھوں نے کہا اب بھی آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں! انھوں نے اپنے سر سے اوڑھنی اتار کر ایک طرف رکھ دی اور اپنے سینے سے کپڑا ہٹا دیا، اس وقت آپ ان کی آغوش میں ہی تھے تو انھوں نے کہا اب بھی آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا نہیں! ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اب انھوں نے اعراض کر لیا ہے۔ تو حضرت خدیجہ نے کہا اے ابن عم!

ابشر فانہ ملک کریم — میں آپ کو بشارت دیتی ہوں کہ بلاشبہ وہ مکرم فرشتہ ہے

لو کان شیطانا ما استحی — اگر شیطان ہوتا، تو وہ حیا نہ کرتا۔

(الاستیعاب ص۲/۷۲۴، ابونعیم فی دلائل النبوۃ ص۱۷۲ بیہقی، طبرانی، خصائص کبری ص۹۵)

Marfat.com

ابتدائے نماز

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی کسی بلند جگہ پر جلوہ فرما تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبریل امین احسن صورت اور اطیب خوشبو کے ساتھ حاضر ہوئے۔

فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ یُقْرِئُكَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ لَكَ اَنْتَ رَسُوْلِیْ اِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فَادْعُهُمْ اِلٰی قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ جن و انس کی طرف میرے رسول ہیں، بس آپ ان کو کلمۂ توحید کی طرف بلائیے؛

پھر جبریل امین نے زمین پر اپنا پاؤں مارا تو وہاں سے پانی کا ایک چشمہ اُبل پڑا، اس چشمے سے جبریل نے وضو کیا۔ پھر آپ کو بھی وضو کرنے کے لیے عرض کیا جب آپ وضو فرما چکے تو جبریل نماز کے لیے کھڑے ہوگئے اور آپ کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے عرض کیا آپ نے اُن کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، پھر جبریل امین آسمان کی طرف چلے گئے، اور آپ اپنے گھر کی طرف چل پڑے۔ راستے میں جس درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے وہ کہتا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! گھر تشریف لاکر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنایا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سن کر فرط مسرت سے بے ہوش ہوگئیں، جب ہوش میں آئیں تو عرض کیا مجھے بھی وہ چشمہ دکھائیے، آپ نے ان کا ہاتھ پکڑلیا، اور اسی چشمے پر لے آئے، پھر آپ نے وضو کیا اور ان کو وضو کرنے کا حکم دیا پھر آپ نے ان کو ساتھ لے کر دو رکعتیں پڑھیں جس طرح جبریل نے آپ کو ساتھ لے کر پڑھی تھیں۔ جب حضرت خدیجہ نماز سے فارغ ہوئیں تو کہا

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ! میں گواہی دیتی ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں؛

(زرقانی علے المواہب ج۱ ص۲۳۴ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ ص۱۸۵ سیرۃ ابن ہشام ص—)

Marfat.com

نزول وحی

حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر کس دن اور کس تاریخ کو وحی نازل ہوئی ؟

ابن سعد نے ابو جعفر کی روایت سے سترہ رمضان بتلائی ہے۔

علامہ ابن عبد البر اور مسعودی فرماتے ہیں کہ آٹھ ربیع الاول کو بعثت مبارکہ ہوئی (زرقانی)

ابن قیم نے آٹھ ربیع الاول کے قول کو اکثرین کی طرف منسوب کیا ہے۔ (زاد المعاد)

بعض روایات میں تین ربیع الاول کے اقوال بھی ہیں (زاد المعاد، مدارج النبوت)

امام احمد و ابن جریر و طبرانی و بیہقی نے حضرت واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یکم رمضان کو صحیفے نازل کیے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر چھ رمضان کو توراۃ، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تیرہ رمضان کو انجیل، اور داؤد علیہ السلام پر اٹھارہ رمضان کو زبور نازل کی گئی، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر چوبیس رمضان کو قرآن نازل فرمایا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ وہ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ اور فرمایا إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ کہ ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اُتارا،

اور احتمال یہ ہے کہ اس سال شب قدر چوبیسویں رمضان ہوگی تو اس رات میں اللہ نے سارا قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا اور پھر صبح کے وقت آپ کے پاس جبریل امین اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ لے کر آئے۔ (زرقانی علی المواہب ص۲۰۸، اتقان فی علم القرآن ص۴۲)

تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ربیع الاول میں رویائے صالحہ سے آپکی نبوت کے ظہور کی ابتدا، اور رمضان میں نزول قرآن کی ابتدا ہوئی،

Marfat.com

فترۃ وحی

سورۂ اقراء کی پانچ ابتدائی آیتوں کے نزول کے بعد کچھ عرصے کے لیے وحی کا آنا بند ہوگیا اس عرصے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم بہت افسردہ و غمگین رہتے تھے۔ بعض اوقات کسی کنوئیں پر اور بعض اوقات پہاڑوں پر تشریف لے جاتے کہ اپنے آپ کو گرادیں۔ یہ اضطراب اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ کو اپنی نبوت کے معاملے میں کوئی شک و شبہ پیدا ہوگیا تھا (معاذ اللہ) بلکہ وحی الٰہی کی لذت خاص سے مہجور ہونا شاق ہوگیا تھا۔ دراصل یہ بھی حسن ازل کی ایک ادا تھی کہ طالب صادق کے اضطراب محبت، درد ہجر اور شوق وصل کا نظارہ کرے۔

زمانۂ فترۃ وحی میں بھی آپ برابر غار میں جاتے رہے۔ ایک دن غار سے تشریف لا رہے تھے کہ ناگاہ آسمان سے ایک آواز آئی، آپ نے دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں آپ کے پاس آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے "اے محمد آپ اللہ کے سچے رسول اور میں جبریل ہوں"، اچانک جبریل کو اس شکل میں دیکھ کر (بہ تقاضائے بشریت) آپ قدرے مرعوب ہوگئے اور اسی حالت میں واپس گھر پہنچکر حضرت خدیجہ سے فرمایا مجھے کپڑا اُڑھا دو! انھوں نے اُڑھا دیا آپ اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ جبریل امین پیغام ربانی لے کر حاضر ہوئے، اور فرمایا۔

یَآاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (قرآن شریف پارہ ۲۹)	اے کپڑا اوڑھنے والے محبوب اٹھو اور (لوگوں کو عذاب الٰہی سے) ڈراؤ، اور اپنے رب کی بڑائی بولو! اور اپنے کپڑے پاک رکھو! اور (بت پرستی کی) نجاست سے دور رہو!

اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد آپ نے خفیہ خفیہ توحید و رسالت کی تبلیغ اور عذاب الٰہی سے ڈرانا شروع فرمادیا اور تین سال تک نہایت رازداری کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رہا، وہ لوگ جو پہلے ہی سے آپکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق جمیلہ کا مشاہدہ کرتے چلے آرہے تھے انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور دارین میں کامیاب ہوئے۔

Marfat.com

اقسامِ وحی

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بڑی بڑی خصوصیات عطا فرمائی ہیں منجملہ انکے ایک خصوصیت مکالمۂ الٰہی اور وحی الٰہی ہے۔ مکالمہ و وحی الٰہی کی متعدد قسمیں اور صورتیں ہیں۔

علمائے لغت فرماتے ہیں۔

اَلْوَحْیُ اَلْاِشَارَۃُ وَالْکِتَابَۃُ وَالرِّسَالَۃُ	وحی کے معنی ہیں۔ اشارہ کرنا، لکھنا، پیغام بھیجنا یا پہنچانا
وَالْاِلْہَامُ وَالْکَلَامُ الْخَفِیُّ وَکُلُّ	دل میں ڈالنا، دوسروں سے چھپا کر بات کہنا، اور جو کچھ بھی
مَا اَلْقَیْتَہٗ اِلٰی غَیْرِکَ	تم دوسرے کے خیال میں ڈالو

(مختار الصحاح ص۶۴۰ المنجد)

وحی کی ان تمام قسموں کا ذکر قرآن مجید اور کتب احادیث و تفاسیر میں موجود و مذکور ہے

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ	یہ رسول ہیں کہ ہمنے انہیں بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے
مِنْھُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجَاتٍ	ان میں سے بعض سے اللہ نے کلام فرمایا اور بعض کے
(قرآن پارہ ۳)	درجے بلند فرمائے۔

اس آیہ کریمہ سے صراحۃً ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام سے کلام فرمایا مگر اسمیں یہ تصریح نہیں کہ کون کون سے پیغمبر کلام الٰہی سے مشرف ہوئے۔ ہاں دوسری آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تصریح ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا۔ چنانچہ انھوں نے وادی سینا میں ایک درخت سے آوازِ ربانی کو بھی سنا۔ فرمایا۔

وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ	کسی بشر کی یہ طاقت نہیں کہ اللہ اس سے کلام فرمائے
وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا	مگر وحی کے ذریعہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیجے
یَشَآءُ (قرآن پارہ ۲۵)	جو اس کے حکم سے وحی کرے۔

Marfat.com

اس آیۂ کریمہ میں مکالمۂ الٰہی کی تین صورتیں بیان ہوئی ہیں، وحی کے ذریعے سے بلا واسطہ پردہ کے پیچھے سے، قاصد و فرشتہ کے واسطے سے۔ پہلی صورت الّا وحیًا میں بلا واسطہ دل میں القا فرمانا، یا خواب و بیداری میں وحی و الہام فرمانا داخل ہے۔ مختصر طور پر تشریح ہدیۂ ناظرین ہے۔

(۱) رویائے صالحہ (سچے خواب دیکھنا)

انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں۔

یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ	اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے
فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ	ذبح کرتا ہوں، اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟
سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝	عرض کیا اے میرے باپ جس کام کا آپکو حکم ہوا ہے کر دیجئے
(قرآن کریم ۔ پارہ ۲۳ رکوع ۶)	انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

اس آیۂ کریمہ میں غور فرمائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا ہے، اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ وہ کام کر دیجئے جس کا آپ کو حکم ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس حقیقت کو جانتے تھے کہ پیغمبر کا خواب بھی حکم الٰہی ہوتا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس کے حکم الٰہی ہونے میں کسی قسم کے شک و شبہ کو اپنے دل میں جگہ نہیں دی، بلکہ اس کی تعمیل اسی طرح ضروری سمجھی جس طرح اس حکم کی سمجھتے جو عالم بیداری میں انھیں خدا کی طرف سے ملتا تھا۔ یہی حال دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے، اسی واسطے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

رُؤْیَا الْاَنْبِیَآءِ وَحْیٌ	انبیائے کرام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے

(ترمذی شریف)

قرآن کریم میں خواب کی دو قسمیں بیان ہوئی ہیں۔ رؤیا اور حلم، حلم کی جمع احلام ہے، رؤیا وہ خواب ہے جس میں انسان کسی حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے اور حلم وہ خواب ہے جس میں انسان اپنے واہم اور پریشان خیالات کو دیکھتا ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ — کہ رؤیا اللہ کی طرف سے ہے، اور حلم شیطان کی طرف سے،

(مسلم شریف کتاب الرؤیا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

والرؤیا ثلٰثۃ فرؤیا الصالحۃ بشری من اللہ ورؤیا تحزین من الشیطان ورؤیا مما یحدث المرء نفسہ (مسلم شریف کتاب الرؤیا)

خواب تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک رؤیائے صالحہ یہ اللہ کی طرف سے بشارت ہوتی ہے، دوسرا خواب غم پیدا کرنے والا، یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور تیسرا خواب وہ ہوتا ہے جو انسان کے اپنے دل کی باتیں اور خیالات ہوتے ہیں۔

ان ہی سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا اَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا۔ (مسلم شریف)

تم میں زیادہ سچا خواب دیکھنے والا وہ ہے جو سب سے زیادہ سچ بولتا ہے۔

چونکہ انبیائے کرام علیہم السلام سے بڑھ کر سچ بولنے والا اور کوئی نہیں ہوتا، اور نہ ہی ان پر شیطان وغیرہ کا کوئی اثر ہوتا ہے لہذا ان کا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور وہ خواب وحی الٰہی ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز بھی رویائے صالحہ ہی سے ہوا کہ جو کچھ آپ خواب میں دیکھتے وہ روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا

اس مختصر سی بحث سے ثابت ہوا کہ انبیا کرام کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۲) اللہ تعالیٰ کا بلاواسطہ پردہ کے پیچھے سے وحی فرمانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ اور اللہ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام فرمایا،

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپس مصر تشریف لا رہے تھے تو وادی طویٰ میں اللہ تعالیٰ نے انھیں وحی فرمائی۔ ارشاد ہوا۔

اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى۔ اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ۔

میں تمھارا رب ہوں، اپنی جوتیاں اُتار دو! کیونکہ تم ایک مقدس وادی میں ہو اور میں نے تمھیں چُن لیا ہے تو سنو جو وحی ہوتی ہے بلاشبہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میری بندگی کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھو!

(قرآن کریم پارہ ۱۶ رکوع ۱۰)

اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوت سامعہ سے کلام الٰہی تو سنتے اور لذت اندوز ہوتے تھے مگر آپ کی آنکھیں دیدار الٰہی کی دولت سے متمتع نہیں ہوتی تھیں۔

Marfat.com

(۳) فرشتے کا اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہونا

حضور صلے اللہ علیہ وسلم جبریل امین کو ان کی اصلی شکل میں جس میں وہ پیدا کیے گئے ہیں دیکھتے تھے وہ آپ پر وحی لاتے تھے جو اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ ان کی اصلی صورت میں ان کے چھ سو پر ہیں، دو مرتبہ آپ نے ان کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ زمانۂ بعثت میں فترت وحی کے بعد اور دوسری مرتبہ شب معراج میں سدرہ کے پاس، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

لم یر صلی اللہ علیہ وسلم جبریل فی صورتہ الاصلیۃ الا مرتین اما واحد فانہ سالہ ان یریہ نفسہ فاراہ نفسہ فسد الافق واما الاخری فلیلۃ الاسری عند السدرۃ

کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو اس کی اصلی صورت میں دو ہی بار دیکھا ہے ایک بار اس وقت جبکہ آپ نے خود ان سے ان کے دیکھنے کو کہا انھوں نے دکھایا تو آسمان کے کنارے ان سے بھر گئے اور دوسری بار شب معراج میں سدرہ کے پاس۔

(احمد ابن ابی حاتم، زرقانی علی المواہب ص ۲۳/۱)

بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ جبریل امین کی دو صورتیں ہیں، ایک حقیقی دوسری مثالی، حقیقی کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کا دیکھنا ثابت نہیں ہوا۔ اور مثالی کو دیگر انبیائے کرام علیہم السلام نے، بلکہ بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی دیکھا ہے۔

(زرقانی علی المواہب ص ۲۳۴/۱)

Marfat.com

(۴) تمثّل (فرشتے کا کسی شکل میں متشکل ہو کر آنا)

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے

فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهَا رُوْحَنَا — تو ہم نے جبریل امین کو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا۔ (پارہ ١٦) — تو وہ تندرست بشر کی صورت میں متمثّل ہو کر اس کے پاس آیا،

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جبریل امین آدمی کی شکل میں متشکل ہو کر مریم ع کے پاس آئے

فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے اس پر سفر وغیرہ کا کوئی اثر نمایاں نہ تھا ہم میں سے کسی نے اس کو نہ پہچانا، یہاں تک کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مجھے خبر دیجئے کہ اسلام کیا ہے،

قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِیَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا۔ قَالَ صَدَقْتَ! فَعَجِبْنَا لَهٗ یَسْئَلُهٗ وَیُصَدِّقُهٗ قَالَ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ!

آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم رکھ اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھ اور حج کر اگر وہاں جانے کی قدرت ہو، اس نے کہا آپنے سچ فرمایا، تو ہم نے تعجب کیا کہ یہ شخص خود ہی سائل اور خود ہی مصدق ہے، پھر اس نے کہا مجھے بتایئے ایمان کیا ہے، آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اسکے رسولوں، اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی بُری تقدیر کا خالق اللہ ہی ایمان رکھے، اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا،

Marfat.com

قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ
قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ
تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ
فَإِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ أَخْبِرْنِيْ
عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ
مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ
مِنَ السَّائِلِ: قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ
عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ
الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ
الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ
يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ
ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا
ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ أَتَدْرِيْ
مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهٗ جِبْرِيْلُ
أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ. (مسلم)

پھر اس نے کہا مجھے بتائیے احسان کیا ہے؟
آپ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت
اس طرح کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر تو
اس کو نہیں دیکھ سکتا ہے تو (یوں عبادت کرے)
کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا مجھے بتائیے
قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا مسئول عنہا
سائل سے اعلم نہیں ہے! پھر اس نے کہا مجھے بتلایئے
اس کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ لونڈی اپنے
آقا کو جنے گی، اور تو برہنہ پا، برہنہ جسم مفلس و فقیر
اور بکریاں چرانے والے لوگوں کو عالی شان عمارتوں میں
فخر کرتے ہوئے دیکھے گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے
کہ پھر وہ شخص چلا گیا۔ میں تھوڑی دیر ٹھہرا تو آپ نے
مجھے فرمایا اے عمر! اس سائل کو تم جانتے ہو؟
میں نے کہا اللہ جانے اور اس کا رسول جانے!
آپ نے فرمایا یہ شخص جبریل (علیہ السلام) تھے
جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے!

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

لَقَدْ رَأَيْتُ يَوْمَ أُحُدٍ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ يَسَارِهٖ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا
ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا
قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ ع (مسلم شریف)

کہ میں نے غزوہ احد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
دائیں اور بائیں دو سفید پوش آدمیوں کو دیکھا جو آپ کی طرف سے
سخت جانبازی سے لڑ رہے تھے اور میں نے انکو اس سے پہلے اور اس کے
بعد دیکھا، وہ جبرئیل و میکائیل (علیہما السلام) تھے۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نہایت حسین وجمیل صحابی تھے۔ جبریل امین اکثر انہی کی شکل میں تشکل ہو کر آیا کرتے، اور صحابہ ان کو دیکھتے اسی واسطے حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشَبِّهُ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دحیہ کلبی کو جبریل امین سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔

(الاستیعاب ص۱۶۷)

(۵) صلصلۃ الجرس (گھنٹی کی مثل آواز آنا)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ!

كَيْفَ يَاتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ۔ (بخاری شریف ص۲)

آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی کبھی میرے پاس گھنٹی کی آواز کی طرح وحی آتی ہے اور وہ مجھ پر زیادہ سخت ہوتی ہے پھر وہ مجھ سے جدا ہو جاتی ہے درانحالیکہ میں اس کو یاد کر لیتا ہوں،

ام المومنین فرماتی ہیں نزول وحی کی کیفیت جب ختم ہو جاتی تو سخت سردی کے دنوں میں بھی آپکی پیشانی پر پسینہ آجاتا۔ (بخاری)

کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر اس حال میں وحی آئی کہ میرا زانو آپ کے زانوئے مبارک کے نیچے تھا۔ بس مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میرا زانو بوجھ سے ٹوٹ جائے گا۔ (بخاری)

اگر سواری کی حالت میں وحی آجاتی تو سواری کا اونٹ بیٹھ جاتا، اور گردن زمین کے ساتھ لگا دیتا۔

(زرقانی علی المواہب ص۲۲۹ ج۱)

Marfat.com

امام المفسرین علامہ ابن المنیر الجروی الاسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وحی کی صورتوں میں اختلاف اقتضائے وحی کے مطابق ہوتا تھا۔ مثلاً اگر وحی وعدۂ خیر اور بشارت میں نازل ہوتی تو فرشتہ آدمی کی صورت میں آتا، اور اگر وعید شر اور کسی امر سے ڈرانے میں نازل ہوتی تب صلصلۃ الجرس کی شکل ہوتی۔ (زرقانی علی المواہب ص۲۳۴)

(۶) القاء فی القلب (دل میں ڈالنا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ (قرآن کریم) نازل کیا ہے اس کو روح الامین نے آپ کے دل پر۔ اور فرمایا فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ (قرآن) بلاشبہ جبریل نے اس کو نازل کیا ہے آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رُوعِي لَنْ تَمُوتَ نَفْسٌ حَتَّىٰ تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّ أَحَدَكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ يَطْلُبَهُ بِمَعْصِيَةِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ۔

بلاشبہ روح القدس (جبریل) نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ کوئی نفس اس وقت تک نہیں مریگا جبتک وہ اپنا رزق پورا نہ کرلے تو لوگو اللہ سے ڈرو اور روزی کی تلاش میں صحیح طریقہ اختیار کرو، اور رزق میں تاخیر تم میں سے کسی ایک کو اسپر آمادہ نہ کرے کہ وہ گناہ کے ذریعہ سے روزی تلاش کرے بیشک جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اسکی بندگی ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

وحی کی قسم تمثل اور القاء فی القلب میں یہ فرق بیان کیا گیا ہے کہ تمثل میں فرشتہ کو ملکیت سے نزول کرکے بشریت کی طرف آنا پڑتا تھا، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرشتہ کو ان ظاہری آنکھوں سے دیکھتے، اور ان ظاہری کانوں سے اس کی آواز سنتے تھے۔ اور القاء فی القلب میں آپ کو بشریت سے انخلاع وانسلاخ فرماکر ملکیت کی طرف جانا پڑتا تھا۔ یعنی اس وقت آلات جسمانیہ کو بالکل معطل فرماکر

Marfat.com

صرف قوائے روحانی اور حواس قلبی سے کام لیتے تھے۔ اس وقت آپ دل کی آنکھوں سے فرشتے کو دیکھتے اور دل کے کانوں سے اس کی آواز سنتے تھے، کیونکہ افادہ و استفادہ کے لیے مناسبت شرط ہے۔
(اتقان فی علوم القرآن ص۴۴ ج۱)

(۷) اللہ تعالیٰ کا بلا واسطہ و بلا حجاب وحی فرمانا

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو بے حجاب دیکھا اور بلا واسطہ کلام کیا۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ۔
(ترمذی۔ دارمی۔ مشکوٰۃ ص۶۹)

میں نے اپنے رب عز و جل کو احسن صورت میں دیکھا، رب نے مجھ سے فرمایا کہ ملائکہ مقربین کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کی مولا! تو ہی خوب جانتا ہے حضور نے فرمایا پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ میں نے اسکے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا جو کہ آسمانوں اور زمینوں میں تھیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

رَأٰى رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بِبَصَرِهٖ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهٖ۔
(طبرانی فی الاوسط بسند صحیح خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۶۱)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھا ایک مرتبہ سر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے

کسی شخص نے انسے کہا کہ دعویٰ رؤیت قرآن کریم کی اس آیت لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ کے خلاف ہے تو فرمایا

وَيْحَكَ ذَاكَ إِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهٗ۔ (زرقانی علے المواہب ص۱۱۶)

Marfat.com

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے (مصنف عبدالرزاق، شفا شریف ص۱۲۰)

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امام ابوالحسن اشعری اور صحابہ کرام کی ایک جماعت (رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَی اللّٰہَ تَعَالٰی بِبَصَرِہٖ وَعَیْنَیْ رَأْسِہٖ۔ — کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ان سر کی آنکھوں سے اللہ تعالے کو دیکھا ہے۔

(شفا شریف ص۱۲۰ زرقانی علے المواہب ص۱۱۶)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلرَّاجِحُ عِنْدَ اَکْثَرِ الْعُلَمَآءِ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَبَّہٗ بِعَیْنِ رَأْسِہٖ — کہ اکثر علماء کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ بلا شبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

(زرقانی علے المواہب ص۱۱۶)

شب معراج میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم قرب کے اس مقام پر پہنچے کہ جبریل امین تو کیا وہاں کسی مخلوق کی بھی رسائی نہیں ہو سکی۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک کے درمیان کوئی واسطہ و حجاب نہ تھا۔ جہاں زمان و مکان قاصد و پیامبر کی شرکت بھی مخل تنہائی تھی اسوقت

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی (پارہ ۲۷) — پھر اس نے اپنے بندۂ خاص کو وحی کی جو کی

کون بتائے اور کیا بتائے کہ وہاں طالب و مطلوب، محب و محبوب کے درمیان راز و نیاز کی کیا کیا باتیں ہوئیں

محدث و فقیہ علامہ قاضی ابو عبداللہ حسین بن حسین حلیم الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اَنَّ الْوَحْیَ کَانَ یَاْتِیْہِ عَلٰی سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ نَوْعًا۔ — کہ حضور اکرم (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس چھیالیس نوع پر وحی آتی تھی۔

(زرقانی علے المواہب ص۲۳۳)

Marfat.com

انھوں نے ان چھیالیس انواع کو ذکر بھی کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ادراک واحساس کی ظاہری و باطنی قوتوں کو عام انسانوں کی قوتوں سے اس قدر بلند کیا ہے کہ عام انسان ان کے ہمسر و برابر نہیں ہیں۔ عام انسان ان اشیاء کو نہیں دیکھ سکتے جن کو وہ دیکھتے ہیں، اور ان اشیا کی آوازوں کو نہیں سُن سکتے جن کو وہ سُنتے ہیں یہاں تک کہ ان کے سونے جاگنے کا ایک ہی عالم ہوتا ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم تو سیدالانبیا اور افضل المرسلین ہیں۔ آپ انبیا کرام میں بھی ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مراتب و درجات عطا فرمائے ہیں کہ کوئی بشر آپ کا شریک وسہیم نہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں فنا کا وہ اعلےٰ مقام رکھتے ہیں کہ آپ کی ہی شان میں وارد ہوا ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى — کہ وہ خواہش نفس سے نہیں بولتے

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى — بلکہ وہ تو وحی ہے جو ان کو کی جاتی ہے

ثابت ہوا کہ آپ کا کلام وحی الٰہی ہوتا تھا۔ اور حقیقی طور پر آپ ہی جانتے ہیں کہ وحی کتنی صورتوں میں آپ کے پاس آتی تھی اور اس کی کتنی انواع واقسام ہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ وہ وحی جو تلاوت کی جاتی ہے جیسے قرآن اسے متلو کہتے ہیں، اور وہ وحی جو تلاوت نہیں کی جاتی جیسے احادیث صحیحہ اسے غیر متلو کہتے ہیں۔ پہلی وحی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ایک ایک حرف تواتر روایت سے ثابت ہے، اور وہ اپنے لفظ ومعنی دونوں کے لحاظ سے خدا کا کلام ہے۔

دوسری قسم تواتر سے بہت کم مروی ہے، وہ اپنے الفاظ کے لحاظ سے خدا کا کلام نہیں، بلکہ اپنے معنی کے لحاظ سے خدا کا ارشاد ہے۔ (سیرۃ النبی علامہ شبلی)

علامہ ابن عادل اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام پر بارہ ۱۲ مرتبہ وحی نازل ہوئی اور نوح علیہ السلام پر پچاس ۵۰ مرتبہ، ابراہیم علیہ السلام پر بیالیس ۴۲ مرتبہ، ادریس علیہ السلام پر چار ۴ مرتبہ، موسیٰ علیہ السلام پر چار ہزار ۴۰۰۰ مرتبہ عیسےٰ علیہ السلام پر دس ۱۰ مرتبہ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر

Marfat.com

چوبیس ہزار مرتبہ وحی نازل ہوئی ہے۔ زرقانی علے المواہب ص۲۲۴ ج۱)

یہ بھی یاد رہے کہ ایک وحی غیر انبیا علیہم السلام کو بھی ہوتی ہے جیسے فرمایا

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ (قرآن) — اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو وحی کی کہ اس بچہ کو دودھ پلاؤ!

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ! (قرآن) — اور جبکہ میں نے حواریوں کو وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ!

اس وحی کو عام طور پر الہام کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ دل میں بات ڈال دیتا ہے فرمایا۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ — اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو وحی کی۔

فرمایا

بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا — بلاشبہ تمہارے پروردگار نے زمین کو وحی کی

اس وحی کو عام طور پر فطری حکم کہا جاتا ہے۔

مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ (قران کریم) — ہم نے تیری طرف اسی طرح وحی کی ہو جس طرح کہ نوح اور اس کے بعد کے دوسرے انبیاء کیطرف وحی کی تھی۔

معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف جو وحی ہوئی تھی وہ ایک خاص نوعیت کی ہوتی تھی، اور وہ ان ہی کا حصہ ہے جس میں غیر شریک نہیں ہیں

Marfat.com

اوّل من آمن

حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے کون ایمان لایا؟ اس بارے میں اختلاف ہے چنانچہ حضرت ابن عباس، عروہ، قتادہ، زہری، عبداللہ بن محمد بن عقیل، ابن اسحاق اور ایک جماعت کہتی ہے

اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا

کہ تمام مردوں اور عورتوں سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانیوالی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہے۔

(الاستیعاب ص۷۳۹ ج۲)

امام ثعلبی، علامہ سہیلی اور ابن اثیر نے اس پر اتفاق و اجماع نقل کیا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ محققین کے نزدیک یہی متحقق ہے (زرقانی علی المواہب ص۲۴۷ ج۱)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکْرٍ

کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر اسلام لائے

(ابن عساکر، تاریخ الخلفاء ص۱۳۵)

حضرت ابو اروی الدوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْق

کہ سب سے پہلے (حضرت) ابو بکر صدیق اسلام لائے

(طبقات ابن سعد ص ج۱)

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا۔

اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَوَّلُ اِسْلَامًا؟

کہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانیوالا کون ہے؟

قَالَ اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ! اَلَمْ تَسْمَعْ قول حسّان

فرمایا ابو بکر صدیق! کیا تو نے حسان (بن ثابت) کا کہنا نہیں سُنا۔

Marfat.com

پھر آپ نے حضرت حسان کے وہ اشعار پڑھے جن میں انھوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا اور دیگر فضائل بیان کیے ہیں (الاستیعاب ص ۳۴۳، تاریخ الخلفاء ص ۱۳۵)

فرات بن سائب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت میمون بن مہران (تابعی) سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک حضرت علی افضل ہیں یا حضرت ابو بکر؟ یہ سنتے ہی آپ کانپ اٹھے۔ یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ سے عصا گر گیا اور سخت ناراض ہو کر فرمایا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میں ایسے وقت تک زندہ رہوں گا جس میں ان دونوں کا موازنہ کیا جائے گا، وہ دونوں ہی سردار اسلام تھے۔

قُلْتُ فَابُوْ بَكْرٍ كَانَ اَوَّلُ اِسْلَامًا	میں نے عرض کیا کیا حضرت ابو بکر پہلے اسلام لائے
اَمْ عَلِيٌّ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اٰمَنَ اَبُوْ بَكْرٍ	یا حضرت علی؟ فرمایا خدا کی قسم ابو بکر تو بحیرا راہب کے
بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ	زمانے میں ہی ایمان لا چکے تھے جبکہ اس پر گزرے تھے
بُحَيْرَا الرَّاهِبِ حِيْنَ مَرَّ بِهٖ۔	(حالانکہ حضرت علی اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے)

(ابو نعیم، تاریخ الخلفاء ص ۱۳۵)

علامہ قسطلانی حضرت میمون بن مہران کے اس قول کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحیرا راہب کے زمانے میں ایمان لا چکے تھے کے متعلق فرماتے ہیں۔

فَالْمُرَادُ بِهٰذَا الْاِيْمَانُ الْيَقِيْنُ بِصِدْقِهٖ	اس ایمان سے مراد اس (نبی) کے صدق کا یقین ہے
وَهُوَ مَا وَقَرَ فِيْ قَلْبِهٖ (مواهب لدنيه)	جو ان کے قلب میں ثابت ہو گیا تھا۔

علامہ سہیلی روض الانف میں فرماتے ہیں کہ توفیق الٰہی کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک چاند مکے میں اترا اس کی روشنی مکہ کی ہر منزل اور ہر گھر میں پہنچی، اور وہ آپ کی گود میں آگیا۔ آپ نے اس خواب کو بعض اہل کتاب علماء کے سامنے بیان کیا تو انھوں نے یہ تعبیر دی کہ

اِنَّ النَّبِيَّ الْمُنْتَظَرَ الَّذِيْ قَدْ اَظَلَّ	بلا شبہ وہ نبی جن کا انتظار ہے ان کا زمانہ قریب آگیا ہے
زَمَانُهٗ يتبعه وَيَكُوْنُ اَسْعَدُ النَّاسِ بِهٖ	اور آپ ان کی پیروی کریں گے تمام لوگوں سے زیادہ سعادت حاصل کریں گے

Marfat.com

فَلَمَّا دَعَاهُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْاِسْلَامِ لَمْ یَتَوَقَّفْ — تو جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دعوتِ اسلام دی تو آپ نے بلا توقف قبول کی۔

(زرقانی علی المواہب ص۲۴۰)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ میں نے جس کو بھی دعوت اسلام دی اس نے اس کے قبول کرنے میں کچھ تاخیر اور سوچ بچار ضرور کیا ایک ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں جنھوں نے بلا تاخیر و توقف کے میری دعوت کو قبول کیا۔

(سیرت ابن ہشام ص)

چنانچہ حضرت حسان بن ثابت، اخنس، ابراہیم نخعی، ابن ماجشون اور محمد بن منکدر بھی یہی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔

علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں۔

وَھُوَ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ فِیْ قَوْلِ طَآئِفَۃٍ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ بِالسِّیَرِ وَالْخَبَرِ۔ — کہ سیر و احادیث کا علم رکھنے والے ایک اہل علم گروہ کے قول کے مطابق وہ (ابو بکر) ہی تمام مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔

(الاستیعاب ص۳۲۹)

حضرت ابن شہاب، عبداللہ بن محمد بن عقیل، قتادہ، اور ابو اسحاق فرماتے ہیں

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ عَلِیٌّ — کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے!

(الاستیعاب ص۴۷)

حضرت محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر ایمان لائے یا حضرت علی، فرمایا بلاشبہ ہمارے نزدیک حضرت علی سب سے پہلے ایمان لائے مگر لوگوں میں اشتباہ اس وجہ سے پیدا ہوا

اِنَّ عَلِیًّا اَخْفٰی اِسْلَامَہٗ مِنْ اَبِیْ طَالِبٍ وَاَسْلَمَ اَبُوْبَکْرٍ فَاَظْھَرَ اِسْلَامَہٗ (الاستیعاب ص۴۷) — کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کو اپنے باپ ابو طالب سے چھپایا، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام لاتے ہی ظاہر فرما دیا

Marfat.com

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے امیر المومنین! مہاجروانصار نے کس طرح حضرت ابوبکر کی بیعت پر سبقت کی، حالانکہ آپ کو اولیت اسلام حاصل ہے؟

فرمایا۔

وَيْلَكَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ سَبَقَنِيْ اِلٰى اَرْبَعٍ لَمْ اُوْتَهُنَّ سَبَقَنِيْ اِلٰى اِفْشَاءِ الْاِسْلَامِ وَقَدَمِ الْهِجْرَةِ وَمُصَاحَبَتِهٖ فِي الْغَارِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ بِالشِّعْبِ يُظْهِرُ اِسْلَامَهٗ وَاُخْفِيْ	تیرا برا ہو! بلاشبہ ابوبکر چار باتوں میں مجھ سے آگے بڑھ گئے ہیں، جو مجھ کو نہیں دی گئیں (ایک تو انہوں نے مجھ سے پہلے اظہار اسلام کیا۔ (دوسرے) ہجرۃ میں مجھ سے مقدم رہے، (تیسرے) غار ثور میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت حاصل کی (چوتھے) نماز قائم کی جب کہ میں

شعب (بنی ہاشم) میں تھا، وہ اپنا اسلام ظاہر کرتے تھے اور میں (اپنا اسلام) چھپاتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب میں چند اشعار لکھے، ان میں سے ایک یہ ہے ؎

سَبَقْتُكُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ طُرًّا　　صَغِيْرًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمِيْ

میں نے اسلام کی طرف تم لوگوں سے سبقت کی تھی　　حالانکہ میں اس وقت کم سن تھا، اور بلوغ کو نہیں پہونچا تھا

(زرقانی علی المواہب صفحہ ۲۴۱)

چنانچہ حضرت سلمان فارسی، ابوذر، مقداد، خباب، جابر، ابوسعید خدری اور زید ابن ارقم یہ سب سب فرماتے ہیں کہ

اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ وَفَضَّلَهٗ هٰؤُلَاءِ عَلٰى غَيْرِهٖ	بلاشبہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے اور ان سب نے آپکو اسی وجہ سے دوسروں پر فضیلت دی ہے

(الاستیعاب صفحہ ۴۷)

Marfat.com

امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تطبیق فرمائی ہے۔

اِنَّ اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ — کہ مردوں میں سب سے اول ابو بکر صدیق اکبر ہیں

وَعَلِی اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الصِّبْیَانِ — سب سے اول علی مرتضیٰ اور عورتوں میں سب سے اول

وَخَدِیْجَۃ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَتْ مِنَ النِّسَآءِ — خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائیں (رضی اللہ عنھم)

(تاریخ الخلفاء ص۱۳)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قبول اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں بھی فطرۃً نہایت پاکیزہ اخلاق، بلند کردار، اور عالی مرتبت تھے۔ آپ کا شمار رؤسائے قریش میں ہوتا تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص دوستوں میں سے تھے، اور بچپن ہی سے شریک صحبت رہے۔

اسی طرح حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نہایت شریف النفس، اور پاکیزہ اخلاق تھیں، زمانہ جاہلیت میں لوگ ان کو طاہرہ کے لقب سے پکارا کرتے تھے، پندرہ برس سے بحیثیت حرم محترم شریک صحبت تھیں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جن کو بچپن ہی سے آپ اپنے پاس لے آئے تھے اور اپنی آغوش تربیت میں پالا تھا۔

حضرت صدیق اکبر اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں ایک طویل عرصہ شریک صحبت رہ کر جوانی کی پُر بہار زندگی کے ہر گوشے کا گہری نظر سے مطالعہ کر چکے تھے بلا شبہ قریبی دوست اور رفیقۂ حیات سے عیب و ثواب نہیں چھپ سکتا۔

ان دونوں کا آپ کے پاکیزہ اخلاق بلند کردار کی شہادت دیتے ہوئے بلا تاخیر و توقف ایمان لانا، آپ کی عظمت و شان اور صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

حضرت علی کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما ایمان لائے، ان کو زمانۂ جاہلیت میں حضرت خدیجہ کے بھتیجے حکیم بن حزام بن خویلد نے چار سو درہم کے عوض خرید کر حضرت خدیجہ کو دیدیا تھا حضرت خدیجہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا، آپ نے ان کو آزاد کر کے متبنّٰی بنا لیا تھا۔

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی اپنے حلقۂ اثر میں تبلیغ اسلام شروع کردی، آپ کی ترغیب و ہدایت سے حضرت عثمان بن عفان، زبیر بن العوام عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ جیسے جلیل القدر حضرات ایمان لائے، اس کے بعد چپکے چپکے یہ چرچا اور لوگوں میں بھی پھیلا، اور حضرت سعید بن زید، ابو عبیدہ، عامر بن عبداللہ ابن الجراح، ابوذر غفاری، ابو سلمہ بن عبداللہ، ارقم بن ابی ارقم، عثمان بن مظعون اور ان کے دونوں بھائی قدامہ و عبداللہ، عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب، عمار بن یاسر، عبداللہ بن مسعود، خباب بن الارت، خالد بن سعید، صہیب رومی، اور عامر بن فہیرہ اسلام لا کر سابقین و اولین کے زمرے میں شامل ہوئے۔ رضی اللہ عنہم۔

اَلذِّکْرُ الْحَسِیْنُ فِیْ سِیْرَۃِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کا حصہ اول ختم ہوا سیرت طیبہ کا بقیہ مضمون حصے دار انشا اللہ تعالیٰ پیش کیا جائے گا۔

ناظرین کرام سے التماس ہے کہ وہ اس ناچیز کے لیے دعائے خیر فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھ کو توفیق عطا فرمائے کہ میں اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکوں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

بِحُرْمَتِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

ناچیز

محمد شفیع عفا اللہ عنہ

اوکاڑوی حال کراچی پاکستان

۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۸۰ھ

Marfat.com

مؤلف کی دیگر تصانیف

ذکر جمیل

یہ نہایت حسین وجمیل تالیف ہے اس میں حضور سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف سر اقدس سے لیکر پائے منور تک ہر ہر عضو کے خصائص و فضائل، کمالات و برکات اور معجزات کو قرآن و حدیث اور معتبر و مستند روایات اور عقل سلیم کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ آج کل کے بعض مذہبی اختلافی مسائل کا حل بغیر کسی فرقے پر طعن و تشنیع کے نہایت حکیمانہ اور محبت بھرے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ گویا اس کتاب کا ایک ایک حرف عقائد اور اعمال و اخلاق کی صلاح کرتا ہے پڑھے لکھے لوگوں، واعظوں اور عاشقان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے سرمایہ اور سکون قلب ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ ہدیہ تین روپے ۳ر

سفینۂ نوح (حصہ اول)

اس کتاب میں اہل بیت نبوت کی شان قرآن و حدیث اور اقوال علماء سے بیان کیگئی ہے حب اہل بیت، فضائل اہل بیت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل و کمالات، آپ کے علمی، عدالتی فیصلے آپ کی شہادت و مدفن اور آپ کے پند و نصائح کا مفصل بیان ہے اس کتاب سے محبان اہل بیت کے دلوں کو سرور اور آنکھوں کو نور حاصل ہوگا ہدیہ دس آنہ ۱۰ر

Marfat.com

سفینۂ نوح

حصّۂ دُوم

اس میں سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی کے پاکیزہ حالات از پیدائش تا وفات شریف اور آپ کے فضائل و محامد، زہد و عبادت فقر و فاقہ شرم و حیا، صبر و رضا اور پردہ کا نہایت مدلل اور پاکیزہ بیان ہے، نیز آپ کی نماز جنازہ اور مسئلہ باغ فدک پر فیصلہ کن بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب مردوں اور عورتوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ ہدیہ آٹھ آنے ۸/

راہِ حق

اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، یہ درود شریف ہے اور اس کا پڑھنا بہت ہی مفید ہے نیز مسئلہ ندائے یا رسول اللہ، اور یا غوث کو قرآن و حدیث اور اقوال علماء اور خود مخالفین کی کتب سے نہایت مدلل اور مفصل بیان کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ خوشی و مصیبت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کاملین کو پکارنا جائز ہے۔ ہدیہ آٹھ آنے ۸/

برکات میلاد شریف

اسمیں میلاد شریف کرنے اور کھڑے ہو کر ادب و احترام سے سلام پڑھنے کا ثبوت و جواز پیش کر کے بتایا گیا ہے کہ میلاد شریف پڑھنا اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں احتراماً ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کرنا کس قدر مفید و نافع ہے۔ نیز مخالفین کے اعتراضات و شبہات کا جواب پیش کیا گیا ہے۔ ہدیہ ۵/

Marfat.com

ثواب العبادات

الٰی ارواح الاموات

اس میں قرآن پاک، احادیث صحیحہ، کتب فقہ اور خود مخالفین کے اکابر علماء کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ زندوں کی بدنی مالی اور مرکب عبادت سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے۔

نیز گیارھویں، تیجہ، چالیسواں درا صل ایصال ثواب ہیں اور یہ جائز و ثابت ہیں۔ بغیر کسی پر طعن و تشنیع کے نہایت مہذب انداز میں ایصال ثواب کا مفصل بیان ہے جس کو پڑھ کر کوئی مسلمان ایصال ثواب کا انکار نہیں کر سکتا

ہدیہ چار آنے ۴ر

نغمۂ حبیب

معتبر علماء و شعراء کرام کا منتخب، بلند پایہ نعتیہ منظوم کلام۔ عشاق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا سرمایہ محبت، جسے پڑھکر آپ قلبی و روحانی مسرت محسوس کرینگے

ہدیہ چھ آنے ۶ر

ملنے کے پتے

(۱) ادارہ نورانی منزل ۲/۲۴ ایم پی - ای سی - ایچ سوسائٹی کراچی ۵

(۲) انجمن بک ڈپو آرام باغ کراچی (۳) مکتبہ رضویہ گول چوک اوکاڑہ

(۴) زمیندار بک سٹال کچہری بازار اوکاڑہ

Marfat.com

FORMER YUGOSLAVIA 1:50,000 WO

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com